سلسلۂ نصابِ تعلیمِ جامعۂ عثمانیہ

تاریخ الکامل

تصنیف

علامہ ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی

المعروف بابن الاثیر الجزری

مجلد پنجم

عہد بنی العباس

حصۂ اول : آغاز دولت

ترجمہ

مولوی سید ابوالخیر صاحب مودودی

رُکن شعبۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی

سنہ ۱۳۵۷ھ م سنہ ۱۳۴۷ف م سنہ ۱۹۳۸ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن
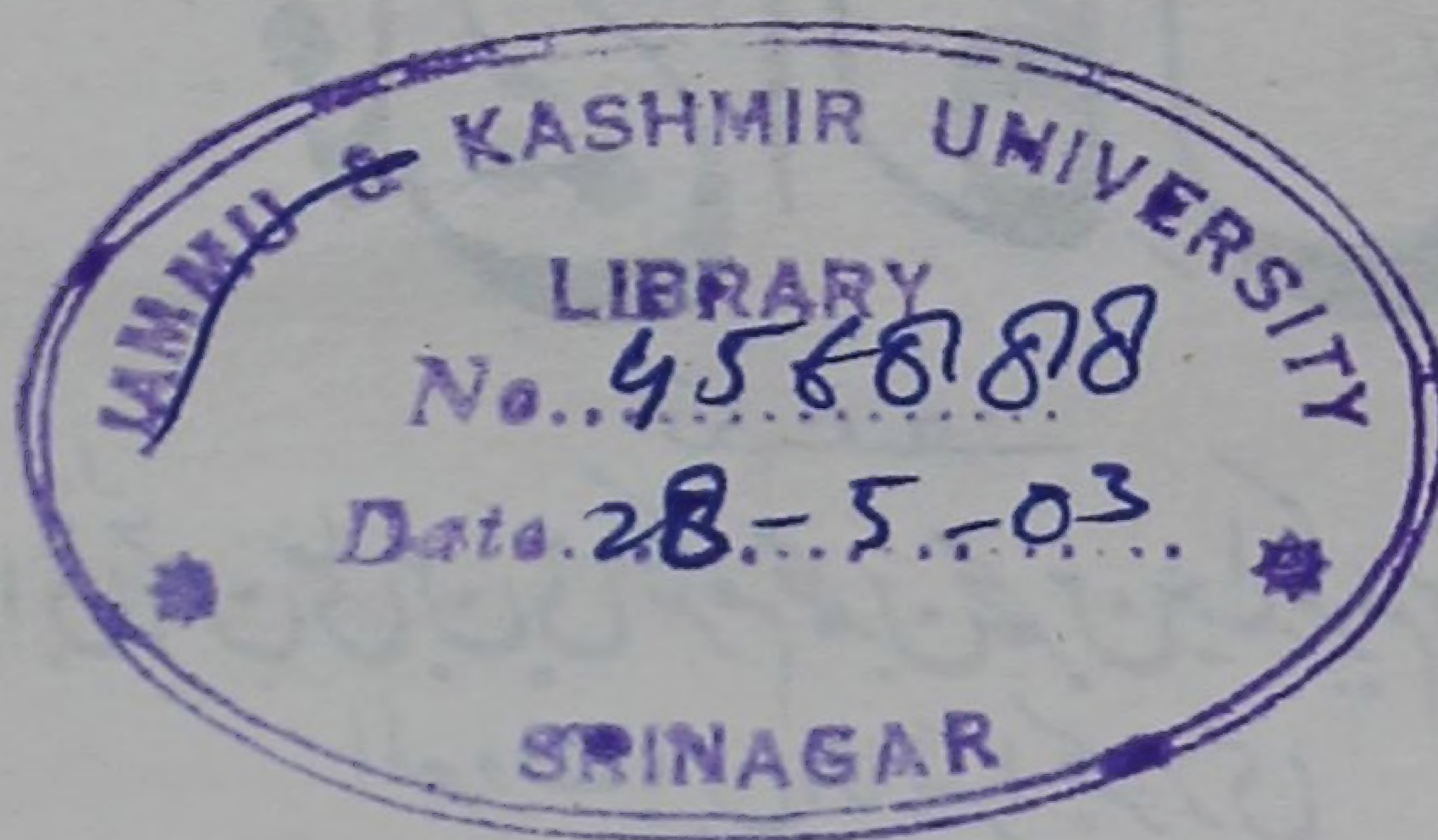
فہرست مضامین

تاریخ الکامل

حصۂ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتداء دولت بنی العبّاس

ابو العبّاس السفّاح کی بیعت

اس سال (یعنی سنہ ۱۳۲ میں) ابو العباس عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس سے ماہ ربیع الاول میں اور بقول بعض ماہ ربیع الآخر میں، جبکہ اس مہینے کے تیرہ دن گذر چکے تھے اور بقول بعض جمادی الاولیٰ میں خلافت کی بیعت کی گئی۔

خلافت بنی العباس کی ابتدا یوں ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العباس بن عبدالمطلب کو خبر دی تھی کہ خلافت ان کی اولاد کی طرف منتقل ہو گی۔ اس بنا پر ان کی اولاد ہمیشہ اس کی توقع کرتی رہی اور ان کے درمیان اس کے چرچے ہوتے رہے۔ پھر یہ ہوا کہ ابو ہاشم بن الحنفیہ، الشام کی طرف نکلے۔ محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس سے ان کی ملاقات ہوئی ابو ہاشم نے محمد بن علی سے کہا اس معاملہ کا ذکر، جس کے واقع ہونے کی لوگ تم ہی سے توقع رکھتے ہیں، تم سے کوئی سننے نہ پائے۔

ابن الاشعث کے بیان میں، عبدالملک بن مروان سے خالد بن یزید بن معاویہ کا یہ قول گذر چکا ہے کہ "اگر فتق سجستان سے رونما ہو تو اس میں تمہارے لئے کوئی خطرہ نہیں، لیکن ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں خراسان سے رونما ہو۔"

محمد بن علی نے کہا۔ "ہمارے لئے تین اوقات ہیں"۔ طاغیہ یزید بن معاویہ کی موت، صدی کا سرا، اور افریقیہ کا فتق۔ جب یہ اوقات آئیں گے تو داعی ہمارے لئے دعوۃ دیں گے پھر ہمارے انصار مشرق سے بڑھیں گے، اور ان کے سوار آ کر جباروں کے جمع کردہ خزانوں کو ان کے چنگل سے نکالیں گے"۔

جب یزید بن ابی مسلم افریقیہ میں قتل کیا گیا اور بربر باغی ہو گئے تو محمد بن علی نے خراسان کی طرف ایک داعی بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ رضا کی طرف دعوۃ دے مگر کسی کا نام نہ لے۔ ہم اس سے قبل بنی العباس کے دعاۃ اور ابو مسلم کی مساعی، اور مروان کے حکم سے ابراہیم بن محمد کی گرفتاری کا حال بیان کر چکے ہیں۔ مروان نے ابراہیم کو گرفتار کرنے کے لئے جب کسی کو بھیجا تو اس سے ابو العباس کا وصف بیان کیا اس نے نوشتوں میں دیکھا تھا کہ ان اوصاف کے آدمی کو ان کا بادشاہ گرفتار کرے اور قتل کر دے۔ اور اس سے کہا کہ ابراہیم بن محمد کو لائے۔ فرستادہ پہنچا اور اس نے حسب صفت ابو العباس کو گرفتار کیا۔ جب ابراہیم ظاہر ہو گئے اور وہ بے خوف تھے، تو فرستادہ سے کہا گیا کہ تجھے حکم ابراہیم کو گرفتار کرنے کا دیا گیا ہے۔ اور یہ عبداللہ ہے" اس نے ابو العباس کو چھوڑا، اور ابراہیم کو گرفتار کر کے مروان کے پاس لے گیا۔ مروان نے جب ابراہیم کو دیکھا تو کہا: یہ تو وہ حلیہ نہیں ہے جس حلیہ کا میں نے تجھ سے ذکر کیا تھا"۔ لوگوں نے کہا، جو صفت تو نے بیان کی تھی ہم نے اس حلیہ کا آدمی دیکھا ہے، لیکن تو نے نام ابراہیم کا لیا تھا، اور ابراہیم یہی ہے۔ اس نے ابراہیم کے لئے حکم دیا اور اس کو قید کر دیا گیا۔ اور قاصدوں کو دوبارہ ابو العباس کی تلاش میں بھیجا، مگر انھوں نے اس کو کہیں نہ دیکھا۔

ابو العباس کے الحمیمہ سے جانے کا سبب یہ تھا کہ قاصد نے جب ابراہیم کو گرفتار کیا تو ابراہیم نے اپنے اہل بیت کو اپنی موت کی خبر دی، اور انھیں حکم دیا کہ وہ ابو العباس عبداللہ بن محمد کے ساتھ الکوفہ جائیں اور سمع و طاعت کریں ابراہیم نے ابو العباس کے لئے وصیت کی اور اپنے بعد اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا۔ ابو العباس روانہ ہوا۔ اس کے اہل بیت میں سے اسکے ساتھ اس کا بھائی ابو جعفر المنصور تھا۔ (اور یہ لوگ تھے) عبدالوہاب و محمد اس کے بھائی ابراہیم کے بیٹے اس کے چچا داؤد، عیسیٰ، صالح، اسماعیل، عبداللہ اور عبدالصمد ابناء علی بن عبداللہ بن العباس۔

اس کا ابن عم موسیٰ بن داؤد۔

اس کا بھتیجا عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس یہ لوگ صفر میں الکوفہ پہنچے۔ اہل خراسان میں سے ان کے شیعہ الکوفہ کے باہر حمام اعین پر تھے۔ ابوسلمۃ الخلال نے ان کو الولید بن سعد مولیٰ بنی ہاشم، کے گھر میں، جو بنی اُود میں تھا، اتارا اور ان کے احوال تقریباً چالیس دن تمام قوّاد و شیعۂ بنی العباس سے مخفی رکھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ ابوسلمہ نے امام ابراہیم کی خبر سنکر ارادہ کیا کہ امر خلافت آلِ ابی طالب کی طرف منتقل کر دے۔ ابوالجہم نے اس سے پوچھا، امام نے کیا کیا؟ اس نے کہا، وہ نہیں آیا؛ ابوالجہم نے اصرار کیا۔ اس نے کہا: یہ اس کے خروج کا وقت نہیں ہے کیونکہ واسط اس کے خروج کے بعد فتح نہیں کیا جائے گا۔

ابوسلمہ سے امام کی نسبت پوچھا جاتا تو وہ کہتا: "جلدی نہ کرو"۔ اس کی یہی روش رہی حتیٰ کہ ابوحمید محمد بن ابراہیم الحِمیَری، الکناسہ جانے کے ارادہ سے حمام اَعیَن سے آیا۔ ابراہیم الامام کے ایک خادم سابق الخوارزمی سے اس کی ملاقات ہوئی۔ ابوحُمَید نے اسے پہچانا اور اس سے پوچھا؛ ابراہیم الامام نے کیا کیا؟ اس نے خبر دی کہ مروان نے اس کو قتل کر دیا۔" اور یہ کہ ابراہیم نے اپنے بھائی ابوالعباس کے لئے وصیت کی ہے اور اپنے بعد اس کو اپنا خلیفہ قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ اپنے عامۂ اہل بیت کے ساتھ الکوفہ میں ہے۔" ابوحُمَید نے اس سے خواہش کی کہ اسے ان کے پاس لے چلے۔ اس نے بغیر ان کا اذن حاصل کئے اس کو ان کے پاس جانا بُرا سمجھا؛ اس سے کہا "میرے اور تیرے درمیان وعدہ ہے کہ میں تجھ سے کل اسی جگہ ملوں گا۔" ابوحُمَید ابوالجہم کے پاس واپس گیا، اور اس کو اس بات کی خبر دی؛ ابوالجہم اس وقت ابوسلمہ کے لشکر میں تھا اس نے ابوحُمَید کو حکم دیا کہ وہ ان سے ملنے کی صورت نکالے۔ ابوحُمَید دوسرے دن اسی جگہ پہنچا جہاں ملنے کا سابق نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ سابق اس سے ملا اور اس کو ابوالعباس اور اس کے اہل بیت کے پاس لے گیا۔

ابوحُمَید نے ان کے پاس پہنچ کر پوچھا: ان میں خلیفہ کون ہے؟ داؤد بن علی نے کہا: یہ تمہارا امام اور تمہارا خلیفہ ہے؛ اور ابوالعباس کی طرف اشارہ کیا۔ اس نے ابوالعباس کو خلافت کا سلام کہا، اس کے ہاتھ اور پاؤں چومے، اور کہا: ہمیں اپنے امر کا حکم دے۔ نیز اس کو ابراہیم الامام کی تعزیت دی۔ اور واپس گیا۔

ابراہیم بن سَلمہ ایک شخص تھا، جو بنی العباس کی خدمت کرتا تھا، وہ ابوحُمَید کے

ساتھ ابوالجہم کے پاس گیا اور اس کو ان کی فرودگاہ کی خبر دی۔ امام نے (ابراہیم بن سلمہ کو) ابوسلمۃ الخلال کے پاس بھیجا کہ وہ جمّال کو اونٹوں کا کرایہ ادا کرنے کے لئے، جو اس کو اور اس کے اہل بیت کو الکوفہ لایا تھا سو دینار عطا کرے، مگر اس نے نہیں بھیجے۔ ابوالجہم اور ابو احمد اور ابراہیم بن سلمہ، موسیٰ بن کعب کے پاس گئے اور اس سے یہ قصّہ بیان کیا اس نے ابراہیم بن سلمہ کے ہاتھ امام کو دو سو دینار بھیجدیئے۔ اور قوّاد میں سے ایک جماعت کی رائے اس پر متفق ہوگئی کہ امام سے ملیں۔ چنانچہ موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم اور عبد الحمید بن ربعی اور سلمہ بن محمد اور ابراہیم بن سلمہ اور عبداللہ الطائی اور اسحاق بن ابراہیم اور شراحیل اور عبداللہ بن بسّام اور ابوحمید محمد بن ابراہیم اور سلیمان بن الاسود اور محمد بن الحصین، امام ابوالعباس کے پاس گئے۔ ابوسلمہ کو یہ خبر پہنچی، اس نے ان کی نسبت پوچھا، کہا گیا وہ اپنی ایک حاجت سے الکوفہ آئے ہیں۔ اور پوچھا: تم میں عبداللہ بن محمد بن الحارثیہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا "یہ ہے" سب نے اس کو خلافت کا سلام کیا اور اس کو ابراہیم کی تعزیت دی۔ موسیٰ بن کعب اور ابوالجہم واپس ہوئے۔ ابوالجہم نے باقی لوگوں کو امام کے پاس رہنے کا حکم دیا۔ ابوسلمہ نے ابوالجہم کے پاس کسی کو بھیجا کہ اس سے دریافت کیا جائے کہ تو کہاں تھا؟ اس نے کہا: میں اپنے امام کے پاس گیا تھا۔ ابوسلمہ بھی امام کی طرف جانے کے لئے سوار ہوا۔ ابوالجہم نے ابوحمید کو کہلا بھیجا کہ ابوسلمہ تمہارے پاس آیا چاہتا ہے، وہ امام کے پاس تنہا داخل نہو تے پائے۔ ابوسلمہ ان کے پاس پہنچا تو اس کو روکا کہ وہ تنہا ہی داخل ہوسکتا ہے، کوئی دوسرا اس کے ساتھ نہیں داخل ہوسکتا۔ وہ تنہا داخل ہوا اور اس نے ابوالعباس کو خلافت کا سلام کیا۔ ابوحمید نے اس سے کہا: "تیرے علیٰ رغم انف! اے اپنی ماں کا بظر چوسنے والے"۔ ابوالعباس نے اس سے کہا: خاموش رہ" اور ابوسلمہ کو حکم دیا کہ اپنے معسکر کی طرف واپس جائے؛ چنانچہ وہ واپس گیا۔ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں؛ جب دن نکلا، اور وہ جمعہ کا دن تھا، تو لوگوں نے ہتیار لگائے اور ابوالعباس کے برآمد ہونے کے لئے پرے باندھ کر کھڑے ہوگئے اس کے لئے جانور لائے، وہ ابلق تُرکی گھوڑے پر سوار ہوا، اور اس کے اہل بیت بھی (جو اس کے ساتھ تھے) سوار ہوئے؛ اور وہ ان کی معیت میں دارالامارۃ میں داخل ہوا۔ پھر وہ

مسجد کی طرف نکلا۔ اس نے خطبہ دیا اور لوگوں کے ساتھ نماز ادا کی پھر منبر پر چڑھا اور اس کے لئے خلافت کی بیعت کی گئی، وہ منبر کے بالائی حصّے پر کھڑا ہوا، اور اس کا چچا داؤد بن علی منبر پر چڑھ کر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑا ہوا۔ ابوالعباس نے کلام شروع کیا اور کہا: حمد ہے اس خدا کی جس نے اسلام کو برگزیدہ کیا، اپنے نفس اور اپنے کرم اور اپنے شرف اور اپنی عظمت کے لئے۔ اور اس کو ہمارے لئے پسند کیا، اور ہمارے ذریعہ اس کی تائید کی، اور ہمیں اس کا اہل، اور اس کا ملجا، اور اس کی حمایت میں کھڑا ہونے اور اس کی مدافعت کرنے اور اس کی مدد کرنے والا بنایا۔ پھر ہمارے لئے کلمۂ تقویٰ لازم کیا اور ہمیں اسکے لئے احق اور اس کا اہل بنایا، اور ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم اور قرابت سے مخصوص فرمایا۔ ہمیں ہمارے آبا سے پیدا کیا اور ہمیں رسول اللہ کے درخت سے اُگایا، ہم کو آپ کی اصل سے شتق کیا اور آپ کو ہم میں سے کیا۔ اس شدہ پر کڑھنے والے جو ہمیں پہنچے، ہماری بھلائی کے لئے حریص اور مسلمانوں کے ساتھ رؤف و رحیم۔ اور اس نے ہمیں اسلام اور اسکے اہل میں موضع رفیع پر رکھا، اور اس کی نسبت اہل اسلام پر ایک کتاب نازل کی جو ان میں تلاوۃ کی جاتی ہے۔ تبارک و تعالیٰ نے اس کتاب محکم میں، جو اس نے نازل کی ہے، فرمایا ہے، اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔ (اللہ نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارے اہل البیت سے رجس دُور کردے اور تمھیں طاہر کردے جیسا کہ طاہر کرنے کا حق ہے) اور فرمایا: قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى کہو کہ میں تم سے مُوَدّتہ فی القربیٰ کے سوئی اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا) اور فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ) اور فرمایا وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى اور جو کچھ اللہ نے اہل القریٰ میں سے اپنے رسول پر فے کیا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول اور اس کے قرابت داروں کے لئے ہے) اور فرمایا، وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى اور جان لو کہ کسی شئے میں سے جو کچھ غنیمت حاصل کرو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اسکے رسول اور اس کے قرابت داروں اور یتیموں کے لئے ہے) اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو ہمارے فضل کی خبر دی ہے، اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ لیکن گمراہ شامیوں نے زعم کیا کہ ریاست و سیاست اور خلافت کے لئے ہمارا غیر ہم سے زیادہ مستحق ہے!

ان کی صورتیں مسخ ہو جائیں۔ اور اے لوگو! ایسا کیوں ہو جبکہ اللہ نے ہمارے ذریعے لوگوں کو ہدایت دی، اس کے بعد کہ وہ گمراہ ہو گئے تھے! اور ان کو بصارت دی، اس کے بعد کہ وہ جاہل تھے! اور ان کو بچایا، اس کے بعد کہ وہ ہلاک ہو رہے تھے۔ اس نے ہمارے ذریعے حق کو ظاہر اور باطل کو سرنگوں کیا، اور اس کی اصلاح کی جو کچھ کہ فاسد ہو چکا تھا! اس نے ہمارے ذریعے خسیست رفع کی، نقیصت کی تکمیل کی، اور فرقت و پراگندگی کو جمع و اتحاد سے بدلا، حتیٰ کہ لوگ اپنی دنیا میں آپس کے بغض و عداوت کے تعاطف اور نیکی اور مواساۃ کی طرف پلٹے! اور اپنی آخرۃ میں آمنے سامنے تختوں پر ہمارے بھائی ہوں گے۔ اللہ نے اس کامیابی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منت اور رحمت کے طور پر کھولا، اور جب اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا تو آپ کے بعد آپ کے اصحاب اس کام کے لئے کھڑے ہوئے اور ان کے امور ان کے درمیان شوریٰ سے انجام پاتے رہے۔ وہ قوموں کے مواریث پر حاوی ہوئے، انھوں نے ان میں عدل کیا اور ان کو ان کے مواضع میں رکھا اور انھیں ان کے مستحقوں کو دیا! اور وہ ان سے بے لوث نکلے۔ پھر بنو حرب و بنو مروان جھپٹے۔ اور ان کو نبیذ بنا لیا اور ان کو خود اپنے آپس میں گردش دی، اور اس میں جور کیا اور اسے اپنے لئے مخصوص کر لیا۔ اور وہ اس کے مستحقین پر اس وقت تک ظلم کرتے رہے جب تک اللہ نے ان کا پیالہ لبریز کیا! وہ اس کو پی گئے، اور جب وہ اس کو پی چکے تو اس نے ہمارے ہاتھوں ان سے انتقام لیا، ہمارا حق ہماری طرف واپس کیا، ہمارے ذریعے ہماری امت کا تدارک کیا، ہماری مدد کی اور ہمارے کام کا ذمہ دار بنا تا کہ ہمارے ذریعے ان لوگوں پر احسان کرے جو زمین میں ضعیف بنا لئے گئے تھے! اور اس نے ہمیں پر ختم کیا جس طرح ہم سے افتتاح کیا تھا۔ یقیناً میں امید رکھتا ہوں کہ تم پر اس طرف سے جور نہیں آئے گا جس طرف تم پر نزول خیر ہوا تھا اور نہ اس طرف سے فساد آئے گا جدھر سے صلاح آئی تھی اور اے اہل بیت! ہماری توفیق صرف اللہ سے ہے۔ اے اہل الکوفہ! تم ہمارے محل محبت اور منزل مودت ہو۔ تم ہی ہو جو اس سے متغیر نہیں ہوئے۔ اور اس سے تم کو اہل جور کا تعامل نہ پھیر سکا، حتیٰ کہ تم نے ہمارا زمانہ پایا، اور اللہ تم پر ہماری دولت لے آیا تم ہی ہمارے ساتھ سعید ترین اور ہم پر مکرم ترین ہو۔ میں نے تمہارے وظائف میں سو سو درہم کا اضافہ کر دیا ہے۔ پس مستعد ہو جاؤ کہ میں مباح کرنے والا کثیر العطاء،

اور عطا کرنے والا غضبناک ہوں"۔

ابو العباس کو اس وقت بخار چڑھا ہوا تھا۔ اس کا بخار شدید ہو گیا، وہ منبر پہ بیٹھ گیا اور اس کا چچا داؤد منبر کی سیڑھیوں پر کھڑا ہوا، اس نے کہا:

حمد ہے خدا کی، شکر اس کا جس نے ہمارے دشمن کو ہلاک کیا اور ہماری طرف ہماری میراث پھیر دی جو ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیں پہنچی ہے۔ اے لوگو! اب دنیا کی تاریکیاں چھنٹ گئیں اور اسکے پردے کھل گئے۔ اس کی زمین اور اس کا آسمان چمک اٹھا اور اس کا آفتاب اپنے مطلع سے طلوع ہو گیا۔ چاند اپنی جائے ظہور سے ظاہر ہو گیا، کمان اسکے بنانے والے کے ہاتھ میں آگئی اور تیر اسی جگہ واپس آگیا جہاں سے نکلا تھا۔ حق اپنے نصاب میں تمہارے نبی کے اہل بیت کے اندر آگیا جو تمہارے ساتھ رافت و رحمت اور تم پر مہربانی کرنے والے ہیں۔ اے لوگو! واللہ ہم اس کام کی طلب میں اس لئے نہیں نکلے کہ چاندی سونے کی مقدار بڑھائیں، اور نہ ہم نہر کھودیں گے اور نہ قصر بنائیں گے۔ بلکہ انھوں نے جو ہمارا حق چھین لیا تھا اس پر ہمارے غصے اور اپنے بنی عم کے لئے ہمارے غضب، اور اس کراہت نے جو تمہارے امور کی خرابی دیکھ کر ہم محسوس کرتے تھے، ہمیں اس کام کے لئے نکالا ہے۔ تمہارے امور کی خرابی سے ہم اپنے فرشوں پر ایسا محسوس کرتے تھے کہ شدۃ گرما میں ہمیں شکار کیا جاتا ہے۔ تمہارے حق میں بنی امیہ کی بری سیرت اور ان کا تمہارے حقوق دبا لینا اور تمہارے فے اور صدقات اور مغانم تمہاری بجائے اپنے لیے مخصوص کر لینا ہم پہ گراں گزرتا تھا۔ تمہارے لئے ہم پہ اللہ تبارک و تعالی کا ذمہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذمہ اور عباس رحمۃ اللہ کا ذمہ ہے۔ ہم تمہارے درمیان اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے مطابق فیصلہ کریں گے، اللہ کی کتاب کے مطابق عمل کریں گے اور عام و خاص کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر چلیں گے۔ ہلاکت ہو ہلاکت ہو بنی حرب بنی امیہ اور بنی مروان کے لئے۔ انھوں نے اپنی مدۃ میں عاجلہ کو آجلہ پہ اور دار فانیہ کو باقیہ پہ ترجیح دی۔ وہ گناہوں کے مرتکب ہوئے اور انھوں نے خلقت کے ساتھ ظلم کیا۔ محارم کی ہتک کی، جرائم کے ساتھ پیش آئے اور بندوں کے ساتھ اپنے برتاؤ اور ملکوں میں اپنے چلن میں جور کیا، وہ معاصی کی باگ ڈور

کے ساتھ نکلے اور گمراہی کے میدان میں انھوں نے دوڑ لگائی۔ اور اللہ کے استدراج اور اس کے مکر سے ناواقف اور بے خوف رہے۔ اللہ کا عذاب راتوں رات آگیا اس حال میں کہ وہ سوئے ہوئے تھے اور جب صبح ہوئی تو وہ محض افسانہ تھے، بالکل پارہ پارہ ہو چکے تھے۔ دور ہو ظالم قوم۔ اللہ نے ہمیں مروان سے زائل کیا وہ اللہ کی طرف سے دھوکہ کھا گیا، اور اللہ کے دشمن کی لگام ڈھیلی چھوڑ دی گئی۔ حتیٰ کہ وہ خود اپنی چھوٹی ہوئی نکیل میں الجھ کر اوندھا جا پڑا۔ اللہ کا دشمن سمجھتا تھا کہ ہم اس پر قدرت نہیں رکھتے، اس نے اپنی ٹولی کو پکارا اور اپنے مکائد کو جمع کیا اور اپنے لشکروں کو بھیجا، مگر اس نے اپنے آگے اور پیچھے، دائیں اور بائیں اللہ کے مکر اور اس کے عذاب اور اس کے انتقام کا وہ سامان پایا جس نے اس کے باطل کو ہلاک اور اس کی گمراہی کو محو کر دیا۔ اس پر برا پھیر ڈالدیا اور ہمارا شرف اور ہماری عزت زندہ کی، ہماری طرف ہمارے حق اور ہماری وراثت واپس کر دی۔

اے لوگو! امیر المومنین، اللہ ان کی قوی امداد کرے نماز کے بعد اس لئے منبر پر دوبارہ آئے کہ وہ کلام جمعہ کو دوسرے کلام سے خلط ملط کرنا ناپسند کرتے ہیں۔ اور اپنے کلام کو پورا کرنے سے جس چیز نے ان کو روک دیا وہ بخار کی شدت ہے۔ امیر المومنین کے لئے اللہ سے عافیت کی دعا کرو کہ اللہ نے تم پر مروان کے بدلے جو اللہ کا دشمن اور شیطان کا خلیفہ اور ان سفلوں کا پیرو ہے جنھوں نے ابدال دین اور انتہاک حریم مسلمین سے زمین میں فساد برپا کر دیا اس کے بعد کہ اس کی اصلاح ہو چکی تھی، ایک ایسے تر و تازہ اور دایم المسطر نوجوان کو بھیجا جو اپنے ان نیک اسلاف کا مقتدی ہے جنھوں نے معالم ہدیٰ اور مناہج تقویٰ سے زمین کی اصلاح کی اس کے بعد کہ وہ بگڑ چکی تھی۔ لوگ دعا کرنے لگے۔ پھر داؤد نے کہا: اے اہل الکوفہ! خدا کی قسم، ہم اپنے حق میں برابر مظلوم اور مقہور رہے حتیٰ کہ اللہ نے ہمارے شیعہ اہل خراسان کو اٹھایا اور ان کے ذریعہ ہمارا حق زندہ کیا اور ان کے واسطے سے ہماری حجت روشن کی اور ان کی وجہ سے ہماری دولت ظاہر کی۔ اور انھی کے وسیلے سے اللہ نے تم کو وہ شئے دکھائی جس کے تم اب منتظر نہیں رہے۔ اس نے تمہارے درمیان بنی ہاشم میں سے خلیفہ ظاہر کیا اور اس کے ذریعہ تمہارے چہرے روشن کئے اور اہل الشام سے چھین کر تم کو دولت عطا کی۔

اور تمھاری طرف سلطنت منتقل کی۔ اور اسلام کو عزت دی اور تم پر ایک ایسا امام مقرر کر کے احسان کیا جس کو اس نے عدالت اور حسنِ سیاست عطا کی ہے، جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے اس کو شکر کے ساتھ لو اور ہماری اطاعت لازم کر لو اور خود اپنے آپ سے خدع نہ کرو کیونکہ امر تمھارا امر ہے۔

ہر اہل بیت کا ایک مصر ہوتا ہے اور تم ہمارے مصر ہو۔ البتہ تمھارے اس منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی خلیفہ امیر المومنین علی ابنِ ابی طالب اور امیر المومنین عبد اللہ بن محمد (یہ کہہ کر اس نے اپنے ہاتھ سے ابو العباس السفاح کی طرف اشارہ کیا) کے سوا نہیں چڑھا۔ اور جان لو کہ یہ امر ہم میں سے نکلنے والا نہیں ہے حتیٰ کہ ہم اس کو عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے سپرد کر دیں گے۔ حمد ہے خدا کی اس بلا پر جو اس نے ڈالی اور اس بخشش پر جو اس نے عطا کی۔"

پھر ابو العباس اُترا، داؤد بن علی اس کے آگے تھا، حتیٰ کہ وہ قصر میں داخل ہو گیا، اور اپنے بھائی ابو جعفر المنصور کو لوگوں سے بیعت لینے کے لئے مسجد میں بٹھا گیا۔ وہ بیعت لیتا رہا حتیٰ کہ ان کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی پھر مغرب کی، اور ان پر رات طاری ہو گئی۔ پھر وہ قصر میں چلا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ داؤد بن علی نے جب تقریر کی تھی تو اپنے کلام کے آخر میں کہا تھا کہ "اے لوگو! واللہ تمھارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان سوا علی ابن ابی طالب اور اس امیر المومنین کے جو میرے پیچھے ہے اور کوئی خلیفہ نہیں ہوا" پھر وہ دونوں اُترے اور ابو العباس نے نکل کر حمام اعین پر ابو سلمہ کے لشکر میں پڑاؤ کیا اور اس کے ساتھ ایک ہی جگہ ٹھیرا، اس طرح کہ دونوں کے درمیان صرف ایک پردہ تھا۔ اس زمانہ میں سفاح کا حاجب عبد اللہ بن بسام تھا۔ اس نے الکوفہ اور اسکی سرزمین پر اپنا جانشین اپنے چچا داؤد بن علی کو بنایا اور اپنے چچا عبد اللہ بن علی کو ابو عون بن یزید کی طرف شہر زور بھیجا، اور اپنے بھائی عیسیٰ بن موسیٰ کو الحسن بن قحطبہ کی طرف بھیجا جو اس زمانہ میں واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو حمید بن قحطبہ کے پاس المدائن بھیجا، اور ابو الیقظان عثمان بن عروہ بن محمد بن عمار بن یاسر کو بسام بن ابراہیم بن بسام کے پاس الاہواز بھیجا۔ اور سلمہ بن عمرو بن عثمان کو مالک بن الطواف کی طرف بھیجا۔ سفاح چند ماہ لشکر میں رہا پھر وہاں

سے چل کر مدینتہ الہاشمیہ کے قصر امارۃ میں اترا۔ وہ اپنے اس نقل مکان سے قبل ابو سلمہ پر بارہ ہو چکا تھا، حتیٰ کہ اس نے یہ بات محسوس کر لی۔

اور کہا جاتا ہے کہ داؤد بن علی اور اس کا بیٹا موسیٰ دونوں بنی العباس کے العراق کی طرف جاتے وقت الشام میں نہ تھے بلکہ وہ العراق میں یا کسی اور جگہ تھے، پھر وہ دونوں الشام کے ارادے سے نکلے، راستے میں ابو العباس اور اسکے اہل بیت الکوفہ جاتے ہوئے دومتہ الجندل پر ملے داؤد نے ان سے ان کا ماجرا پوچھا، ابو العباس نے اس سے ان کا قصہ بیان کیا اور اسے بتایا کہ وہ الکوفہ جاتے ہیں تاکہ وہاں ظہور کریں اور اپنا امر ظاہر کر دیں، اس پر داؤد نے اس سے کہا، اے ابو العباس، تم الکوفہ جاتے ہو۔ حال آں کہ شیخ بنی امیہ مروان بن محمد العراق کے سر پر حران میں اہل الشام و الجزیرہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، اور شیخ العرب یزید بن ہبیرہ العراق میں لشکر عرب کے ساتھ موجود ہے۔" ابو العباس نے جواب دیا کہ اے میرے چچا! جس نے زندگی محبوب رکھی وہ ذلیل ہو گیا۔" پھر الاعشی کا یہ قول مثال میں پیش کیا۔ ؎

فما میتۃ ان متہا غیر عاجز　　بعار اذا ما غالت النفس غولہا

اگر میں عاجز ہوئے بغیر مروں، تو ایسا مرنا عار نہیں ہے، جبکہ نفس کو اس کا غول ہلاک کرے۔

پھر داؤد اپنے بیٹے موسیٰ کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا۔ واللہ تیرے چچا کے بیٹے نے سچ کہا۔ ہم انہی کے ساتھ یا عزت کا جینا جئیں گے یا عزت کی موت مر جائیں گے وہ سب واپس ہو گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ جب ان کے حمیمہ سے الکوفہ کی طرف نکلنے کا ذکر کرتا تو کہتا تھا کہ چودہ آدمیوں کا ایک گروہ اپنے گھروں اور اہل و عیال میں سے نکلا، وہ جو شئے طلب کرتے تھے اپنی عظمتِ ہمت کے سبب طلب کرتے تھے ان کے نفوس کبیر اور ان کے قلوب شدید تھے۔

الزاب میں مروان کی ہزیمت کا ذکر

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ قحطبہ نے ابو عون عبد الملک بن یزید الازدی کو شہر زور کی طرف بھیجا تھا، اور وہ عثمان بن سفیان کو قتل کر کے ناحیۂ الموصل میں مقیم ہو گیا تھا۔ اور یہ کہ

مروان بن محمد حران سے اس کی طرف چلا حتیٰ کہ الزاب پہنچا اور ایک خندق کھودلی۔ وہ اس وقت ایک لاکھ بیس ہزار فوج کے ساتھ تھا: ادھر سے ابوعون الزاب کی طرف چلا، ابو سلمہ نے ابوعون کی طرف عیینہ بن موسیٰ اور منہال بن قتان اور اسحاق بن طلحہ کو بھیجا جن میں سے ہر ایک تین تین ہزار فوج کے ساتھ تھا۔ جب ابوالعباس ظاہر ہوا تو اس نے سلمہ بن محمد کو دو ہزار فوج کے ساتھ اور عبداللہ الطائی کو ڈیڑھ ہزار فوج کے ساتھ اور عبدالحمید بن ربعی الطائی کو دو ہزار کے ساتھ اور وداس بن نضلہ کو پانسو کے ساتھ ابوعون کی طرف بھیجا۔ پھر کہا: میرے اہل بیت میں سے کون مروان کے مقابلے پر جاتا ہے؟ عبداللہ بن علی نے کہا: میں۔ ابوالعباس نے اسے ابوعون کے پاس بھیجا اور وہ اسکے پاس جا پہنچا۔ ابوعون نے اپنے سراپردہ اس کے لیے خالی کر دیئے اور ان میں جو کچھ تھا اس کے لئے چھوڑ دیا۔ جمادی الآخر سنہ ۱۳۲ کو عبداللہ بن علی نے گھاٹ کے متعلق دریافت کیا، چنانچہ اسے الزاب کا رستہ دکھایا گیا اور اس نے عیینہ بن موسیٰ کو حکم دیا جو پانچہزار فوج کے ساتھ عبور کر گیا اور مروان کے لشکر کے سامنے جا پہنچا اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ شام ہوگئی اور وہ عبداللہ بن علی کے پاس واپس آ گیا۔ دوسرے دن صبح کو مروان نے دریا پر پُل بندھوایا اور اس سے عبور کر کے آیا۔ اس کے وزراء نے اس کو اس سے منع کیا مگر اس نے ان کی بات نہ مانی اور اپنے بیٹے عبداللہ کو بھیجا اور عبداللہ بن علی کے لشکر سے نیچے جا اترا۔ عبداللہ بن علی نے المخارق کو چار ہزار فوج کے ساتھ عبداللہ بن مروان کی طرف بھیجا اُدھر سے ابن مروان نے ولید بن معاویہ بن مروان بن الحکم کو اس کی طرف بھیجا، دونوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی جس میں مخارق کے اصحاب بھاگ نکلے لیکن خود مخارق ثابت قدم رہا اور ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر لیا ابن مروان نے ان لوگوں کو مقتولین کے سروں سمیت مروان کے پاس بھیجا، مروان نے حکم دیا کہ قیدیوں میں سے ایک شخص کو میرے پاس لاؤ، مخارق لایا گیا، وہ نحیف تھا، مروان نے کہا: تو ہی مخارق ہے؟ اس نے کہا: میں اہل لشکر کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں، مروان نے پوچھا، کیا تو مخارق کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، مروان نے کہا: تو دیکھ، کیا تجھے ان سروں میں وہ نظر آتا ہے۔ اس نے ان سروں میں سے ایک کی طرف نظر کی اور کہا: وہ ہے۔ مروان نے اس کو چھوڑ دیا۔ مروان کے ایک ساتھی نے جب

مخارق کی طرف دیکھا اور وہ اسے نہیں جانتا تھا، تو کہا: اللہ ابومسلم پر لعنت کرے کہ وہ لوگوں کو ہمارے مقابلہ میں لاتا ہے اور ان کے ساتھ ہم سے مقابلہ کر رہا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مخارق نے جب سروں کی طرف نظر کی تو کہا: میں اس کا سر ان سروں میں نہیں دیکھتا، میں سمجھتا ہوں کہ شاید وہ چلا گیا۔ پھر اسے چھوڑ دیا گیا۔

جب اس ہزیمت کی خبر عبداللہ بن علی کو پہنچی تو اس نے بھاگنے والوں کے رستے پر لوگوں کو بھیجا تاکہ ان کو لشکر میں داخل ہوتے سے روکیں اور وہ اہل لشکر کو بگاڑ نہ سکیں۔ ابوعون نے اس کو مشورہ دیا کہ مروان سے جنگ کرنے میں جلدی کرے قبل اسکے کہ مخارق کا معاملہ ظاہر ہو اور لوگوں کے دل بیٹھا دیئے۔ اس نے فوج میں منادی کی کہ ہتھیار لگائیں اور جنگ کے لئے نکلیں، لوگ سوار ہوئے، اس نے اپنے لشکر پر محمد بن صول کو نائب کیا اور مروان کی طرف چلا، اور اپنے میمنہ پر ابوعون اور میسرہ پر ولید بن معاویہ کو مقرر کیا، اور اس کا لشکر بیس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا۔ بقول بعض اس میں بارہ ہزار آدمی تھے اور بعض نے کچھ اور تعداد بتائی ہے۔ جب دونوں لشکروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی تو مروان نے عبدالعزیز بن عمر بن عبدالعزیز سے کہا: اگر آج دن کو سورج ڈھل گیا اور انھوں نے ہم سے جنگ نہ کی تو ہمیں ہوں گے جو حکومت مسیح علیہ السلام کے سپرد کرینگے۔ اور اگر انھوں نے زوال سے قبل ہم سے جنگ شروع کر دی تو انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مروان نے عبداللہ کے پاس پیغام بھیج کر موادعت کی درخواست کی۔ عبداللہ نے کہا: ابن زریق جھوٹا ہے۔ سورج ڈھلنے سے پہلے ہی میں اس کو گھوڑوں سے پامال کر دونگا، انشاء اللہ۔ مروان نے اہل الشام سے کہا: ٹھیر جاؤ۔ ہم ان سے جنگ کی ابتدا نہ کریں گے اور وہ سورج کی طرف دیکھنے لگا لیکن ولید بن معاویہ بن مروان بن الحکم نے جو مروان بن محمد کا داماد تھا حملہ کر دیا۔ مروان غضبناک ہوا اور اس نے ولید کو گالی دی، ابن معاویہ نے ابوعون سے جنگ کی، ابوعون پسپا ہو کر عبداللہ بن علی کے پاس جا پہنچا، اس پر موسیٰ بن کعب نے کہا: اے عبداللہ! لوگوں کو حکم دے کہ گھوڑوں سے اتر پڑیں۔ چنانچہ ندا دی گئی کہ الارض (اتر پڑو) لوگ اتر گئے، نیزے تان لئے اور سواروں پر ٹوٹ پڑے، اور ان سے جنگ کی، اب اہل الشام پیچھے ہٹنے لگے گویا وہ ہٹ رہے ہیں۔ عبداللہ بن علی ٹہلتا جاتا تھا اور دعا کرتا جاتا تھا

کہ یا رب۔ ہم کب تک تیرے حق میں لڑتے رہیں گے۔ اس نے پکارا کہ اے اہلِ خراسان؛ ابراہیم کے خون کا بدلہ لو۔ یا محمد یا منصور۔ اور ان کے درمیان سخت قتال ہوا۔ مروان نے قضاعہ سے کہا: اتر پڑو۔ مگر انھوں نے کہا: بنی سلیم سے کہہ کہ وہ اُتریں۔ پھر اس نے سکاسک کی طرف حکم بھیجا کہ حملہ کرو مگر انھوں نے کہا: بنی عامر سے کہہ کہ حملہ کریں۔ پھر اس نے السکون کو حکم بھیجا کہ حملہ کرو، انھوں نے کہا کہ غطفان سے کہہ کہ حملہ کریں۔ پھر اس نے اپنے صاحب الشرط سے کہا: تو اتر۔ اس نے کہا: خدا کی قسم میں اپنے تئیں نشانہ نہ بناؤں گا۔ مروان نے کہا: واللہ میں تجھے سخت سزا دوں گا۔ اس نے جواب دیا: بخدا میں بھی چاہتا ہوں کہ تو اس پر قادر ہوتا۔ اس دن مروان کا یہ حال تھا کہ جو تدبیر کرتا تھا اس میں خلل پڑ جاتا تھا، اس نے اموال نکالنے کا حکم دیا۔ وہ نکالے گئے اور اس نے لوگوں سے کہا: ثابت قدم رہو اور لڑے جاؤ، یہ مال تمہارے ہی لئے ہیں، لوگوں میں سے کچھ اس میں سے لینے لگے۔ اس پر اس سے کہا گیا: لوگ اس مال کی طرف جھک پڑے ہیں اور ہمیں خوف ہے کہ وہ اس کو لے کر چلے جائیں گے۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو حکم بھیجا کہ تو اپنے آدمیوں کے ساتھ اپنے لشکر کے لوگوں کی طرف جا اور جن لوگوں نے مال لیا ہے ان کو قتل کر۔ اور ان کو روک دے۔ عبداللہ اپنے عَلَم اور اپنے آدمیوں کے ساتھ ادھر چلا، لوگوں میں شور مچ گیا کہ ہزیمت ہزیمت۔ مروان بھاگ نکلا، فوج والے بھی بھاگے۔ اسی عالم میں پل توڑ دیا گیا اس روز جو لوگ غرق ہوئے وہ ان سے زیادہ تھے جو مارے گئے۔ اس روز غرق ہونے والوں میں سے ایک ابراہیم بن الولید بن عبدالملک بن المخلوع بھی تھا۔ لوگوں نے اسے غریقوں میں سے نکال لیا۔ عبداللہ نے اس پر یہ آیۃ پڑھی۔ وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ۔ بعض لوگ کہتے ہیں: اسے تو عبداللہ بن علی نے الشام میں قتل کیا اس واقعے میں سعید بن ہشام بن عبدالملک مارا گیا: اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسے عبداللہ نے الشام میں قتل کیا۔

عبداللہ بن علی اپنے لشکر میں سات دن مقیم رہا۔

سعید بن العاص کی اولاد میں سے ایک شخص نے مروان کو عار دلاتے ہوئے کہا:۔

لجّ الفرار بمروان فقلت لہ — عاد الظلوم ظلیماً همّہ الهرب
این الفرار وترك الملك اذ ذهبت — عنك الهوینا فلا دین ولا حسب
فراشۃ الحلم فرعون العقاب وان — تطلب ندا الا فکلب دونہ کلب

مروان بھاگنے لگا تو میں نے اس سے کہا: ظالم جب مظلوم ہوگیا تو اسے بھاگنے کی سوجھی۔ یہ بھاگنا اور ملک چھوڑنا کدھر ہے جبکہ تجھ سے رِفق رخصت ہوا۔ تو نہ دین ہے اور نہ حسب۔ حلم کا اور عذاب کا فرعون، اگر اسے للکارا جائے تو ایسا بھاگے جیسے کتے کے پیچھے کتا۔

اسی دن عبداللہ بن علی نے السفاح کو فتح کی خبر لکھی اور مروان کی لشکر گاہ میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ اس میں بہت ہتیار اور اموال پائے گئے۔ لیکن کوئی عورت سوا ایک جاریہ (لونڈی) کے جو عبداللہ بن مروان کی تھی نہ پائی گئی۔ جب یہ مکتوب السفاح کے پاس آیا تو اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور جو لوگ جنگ میں شریک ہوئے تھے ان کے لئے پانسو دینار انعام کا حکم دیا اور ان کے ارزاق اسّی تک بڑھا دیئے

الزاب میں مروان کی ہزیمت شنبہ کے دن گیارہ جمادی الآخرہ کو ہوئی۔ اس کے ساتھیوں میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان میں یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بھی تھا جو عبدالرحمٰن صاحب الاندلس کا بھائی تھا۔ جب وہ جنگ کے لئے بڑھا تو عبداللہ بن علی نے ایک نوجوان کو دیکھا جس پر شرف کی شان تھی، اور وہ کٹ کٹ کر لڑ رہا تھا، عبداللہ بن علی نے اس کو پکار کر کہا: اے جوان! تیرے لئے امان ہے خواہ تو مروان بن محمد ہی کیوں نہو۔ اس نے کہا: میں اگرچہ وہ نہیں ہوں مگر اس سے فرد تر بھی نہیں ہوں۔" عبداللہ نے کہا: تیرے لئے امان ہے تو جو کوئی بھی ہو۔ یہ سنکر وہ ٹھٹھکا پھر بولا: ؎

اذلّ الحیاۃ وکرہ الممات — وکلا اراہ طعاماً وبیلا
فان لم یکن غیر احدٰهما — فسیر الی الموت سیراً جمیلا

خواہ زندگی کی ذلت ہو یا موت کی تلخی، میں دونوں کو بُری غذا سمجھتا ہوں۔ اگر ان دونوں میں سے ایک کے سوا چارہ نہو تو موت کی طرف جانا اچھا ہے۔

پھر اس سے جنگ کی حتیٰ کہ مارا گیا۔ دیکھا تو وہ مسلمہ بن عبدالملک تھا۔

ابراہیم بن محمد بن علی الامام کے قتل کا ذکر

ہم اس کے قید کیے جانے کا سبب بیان کر چکے ہیں۔ لوگوں نے اس کی موت کے باب میں اختلاف کیا ہے۔ کسی نے کہا ہے کہ مروان نے اس کو حران میں قید کیا اور سعید بن ہشام بن عبد الملک اور اس کے دونوں بیٹوں عثمان اور مروان، اور عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز، اور عباس بن الولید بن عبد الملک اور ابو محمد السفیانی کو بھی قید کیا۔ ان میں سے عباس بن الولید اور ابراہیم بن محمد بن علی الامام اور عبد اللہ بن عمر بن العزیز اس وباء میں مر گئے جو حران میں پھیلی تھی۔ پھر الزاب میں مروان کی ہزیمت سے قبل جمعہ کے دن سعید بن ہشام اور اس کا ابن عم اور اس کے ساتھ جو لوگ محبوس تھے سب نکلے اور انھوں نے قید خانے کے محافظ کو قتل کر دیا اور نکل بھاگے۔ ان کو اہل حرّان اور ان غوغائیوں نے جو وہاں جمع ہو گئے تھے قتل کر دیا۔ اہل حرّان نے جن لوگوں کو قتل کیا ان میں شراحیل بن مسلمہ بن عبد الملک اور عبد الملک بن بشر التغلبی اور ہیمنہ کا چوتھا بطریق جس کا نام کوشان تھا، ابو محمد السفیانی قید ہی میں چھوٹا رہ گیا اور وہ نکلنے والوں کے ساتھ نہ نکلا۔ اس کے ساتھ کچھ دوسرے بھی تھے جنھوں نے قید سے نکلنا درست نہ سمجھا۔ جب مروان الزاب سے شکست کھا کر آیا تو اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ شراحیل بن مسلمہ بن عبد الملک ابراہیم کے ساتھ محبوس تھا۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے، ان دونوں میں محبت ہو گئی۔ ایک دن ایک آدمی شراحیل کی طرف سے ابراہیم کے پاس دودھ لیکر آیا اور اس نے کہا: تیرا بھائی تجھ سے کہتا ہے کہ میں نے اس دودھ میں سے پیا اور اسے خوب پیا، میرا جی چاہا کہ تو بھی اس میں سے پی لے۔ اس نے پی لیا اور اسی وقت اس کا جسم ٹوٹنے لگا۔ یہ وہ دن تھا جس دن وہ شراحیل کے پاس جاتا تھا۔ جب دیر ہوئی تو شراحیل نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ تجھے دیر ہو گئی ہے، کس شئے نے تجھے روک لیا۔ ابراہیم نے جواب دیا: جب سے میں نے وہ دودھ پیا ہے جو تو نے بھیجا تھا مجھے اسہال شروع ہو گئے ہیں، اس پر شراحیل اس کے پاس آیا اور اس نے کہا: قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے کہ میں نے آج نہ دودھ پیا اور نہ تیرے پاس

بھیجا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون۔ واللہ تیرے ساتھ حیلہ کیا گیا۔ اس رات ابراہیم سویا اور صبح مردہ نکلا۔ ابراہیم بن ہرثمہ نے اس کا مرثیہ کہا ؎

قد کنت احسبنی جلداً فضعضعنی — قبر بحران فیہ عصمۃ الدین
فیہ الامام وخیر الناس کلھم — بین الصفائح والاحجار والطین
فیہ الامام الذی عمت مصیبتہ — وعیلت کل ذی مال ومسکین
فلا عفا اللہ عن مروان مظلمہ — لکن عفا اللہ عمن قال امین

میں اپنے تئیں مضبوط دل کا سمجھتا تھا لیکن مجھے حران کی ایک قبر نے جس میں دین کی عصمت ہے متزلزل کر دیا۔ اس میں امام اور تمام لوگوں میں بہترین آدمی پٹاؤ اور پتھروں اور مٹی کے درمیان پڑا ہے۔ اس میں وہ امام ہے جس کی مصیبت عام ہو گئی اور ان سے ہر مالدار اور مسکین کو محتاج کر دیا۔ اللہ مروان کو اس مظلمہ سے معاف نہ کرے۔ لیکن اسکو معاف کر دے جو اس پر آمین کہے۔

ابراہیم نیک، فاضل اور کریم آدمی تھا۔ ایک دفعہ المدینہ گیا تو وہاں کے باشندوں میں بہت مال تقسیم کیا۔ اور عبداللہ بن الحسن کو پانسو دینار بھیجے اور جعفر بن محمد کو ایکہزار دینار بھیجے۔ اسی طرح اس نے جماعت علویین کو بہت سا مال بھیجا۔ پھر حسین بن زید بن علی اس کے پاس آئے، وہ اس وقت بچہ تھے، ابراہیم نے ان کو اپنی گود میں بٹھایا اور پوچھا: تم کون ہو؟ بولے! میں حسین بن زید بن علی ہوں ابراہیم رو دیا حتیٰ کہ اس کی چادر تر ہو گئی! اس نے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ جو کچھ مال باقی ہے لاؤ۔ وہ چار سو دینار لایا۔ ابراہیم نے وہ حسین بن زید کو دیدیئے۔ اور ان سے کہا: اگر ہمارے پاس کچھ اور ہوتا تو میں وہ بھی تم ہی کو دیتا۔ اس نے حسین بن زید کے ساتھ اپنے موالی میں سے ایک کو ان کی ماں ربطہ بنت عبدالملک بن محمد بن الحنفیہ کے پاس بھیجا تاکہ ان سے معذرت کرے۔ وہ سنہ ۸۲ میں پیدا ہوا۔ اس کی ماں ایک بربری ام ولد تھی جس کا نام سلمیٰ تھا۔ اس کے قتل کا ذکر مروان کی ہزیمت سے قبل ہونا چاہیئے تھا لیکن ہم نے اس کو اس لئے پہلے بیان کیا کہ اس حادثے کے واقعات کا سلسلہ مرتب رہے۔

مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کے قتل کا ذکر

اسی سال مروان بن محمد قتل کیا گیا۔ اس کا قتل اعمال مصر کے مقام بوصیر میں

ستائیس ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ کو ہوا۔ جب مروان کو عبداللہ بن علی نے احزاب میں شکست دی تو وہ مدینۃ الموصل آیا جہاں ہشام بن عمر التغلبی اور بشر بن خزیمۃ الاسدی تھے۔ ان دونوں نے پل کاٹ دیا۔ اہل الشام نے ان کو پکارا کہ یہ تو امیرالمومنین مروان ہیں لیکن ان لوگوں نے کہا، تم جھوٹ بکتے ہو۔ امیرالمومنین کبھی نہیں بھاگتا۔ اہل الموصل نے اس کو گالیاں دیں اور کہا، اے جَعدِی، اے معطل، اس خدا کا شکر ہے جس نے تیری حکومت زائل کردی اور تیری دولت مٹا دی۔ اس خدا کا شکر ہے جو ہمارے نبی کے اہل بیت کو ہمارے پاس لے آیا۔ جب مروان نے یہ سنا تو ایک اور شہر کی طرف چلا گیا اور وہاں سے دجلہ عبور کیا اور حران پہنچا۔ وہاں اس کا بھتیجا ابان بن یزید بن محمد بن مروان اس کا عامل تھا۔ وہاں وہ بیس دن اور کچھ روز ٹھیرا۔ عبداللہ بن علی چل کر الموصل پہنچا اور اس میں داخل ہوا اور ہشام کو الموصل سے معزول کر کے محمد بن صول کو عامل مقرر کیا۔ پھر مروان بن محمد کے پیچھے چلا اور جب عبداللہ اس کے قریب پہنچ گیا تو مروان نے اپنے اہل و عیال کو سوار کیا اور وہاں سے بھاگ نکلا۔ وہ مدینۂ حران میں اپنے بھتیجے ابان بن یزید کو چھوڑ گیا جس کے نکاح میں مروان کی بیٹی ام عثمان تھی، جب عبداللہ بن علی حران پہنچا تو ابان سیاہ شعار کے ساتھ اس سے ملا اور اس سے بیعت کی عبداللہ نے اس سے بیعت لی اور وہ اس کی اطاعت میں داخل ہو گیا۔ عبداللہ نے اس کو اور ان کو جو حران و الجزیرہ میں تھے امان دے دی۔ مروان حمص پہنچا، یہاں کے باشندہ اس سے سمع و طاعت کے ساتھ ملے، وہ یہاں دو تین دن ٹھیرا، پھر یہاں سے چل نکلا۔ جب ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں کی قلت دیکھی تو انہیں اس کے حق میں طمع پیدا ہوئی اور انہوں نے کہا، یہ تو مرعوب بھگوڑا ہے۔ اس کے جانے کے بعد انہوں نے اس کا تعاقب کیا اور چند میل پر اسے جالیا۔ اس نے جو گھوڑوں کی گرد دیکھی تو ان کے لئے کمین گاہ میں چھپ گیا، جب وہ کمین گاہ سے گذر گئے تو مروان نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے ان کے مقابلہ میں صف بندی کی اور ان کو قسمیں دیں۔ لیکن انہوں نے اس سے جنگ پر اصرار کیا، اس نے ان سے جنگ کی، کمین گاہ میں چھپے ہوئے آدمی ان کے پیچھے سے حملہ آور ہوئے، اہل حمص شکست کھا کر بھاگے اور مارے گئے حتیٰ کہ شہر کے قریب پہنچ گئے۔ پھر مروان دمشق پہنچا جہاں اس وقت ولید بن معاویہ بن مروان والی تھا۔ مروان نے اس کو وہیں چھوڑا اور کہا،

اُن سے لڑے یَحتیٰ کہ اہل الشام مجتمع ہو جائیں۔ مروان وہاں سے چل کر فلسطین آیا اور نہر آبی فطرس پر اترا، فلسطین پر الحکم بن ضبعان الجذامی قابض ہوگیا تھا۔ مروان نے عبداللہ بن یزید بن رَوح بن زنباع الجذامی کے پاس پیغام بھیجا، اس نے مروان کو پناہ دی لیکن بیت المال الحکم کے ہاتھ میں تھا۔ السفاح نے عبداللہ بن علی کو لکھا تھا اور یہ حکم دے دیا تھا کہ وہ مروان کا تعاقب کرتا رہے، وہ چلتا رہا حتیٰ کہ الموصل پہنچا، اس سے وہاں کے باشندہ سیاہ شعار کے ساتھ ملے اور انہوں نے اس کے لئے مدینہ کھول دیا۔ پھر وہ حران گیا جہاں ابان بن یزید اس سے سیاہ شعار کے ساتھ ملا۔ جیساکہ اوپر گزرا اس نے اسے امان دی، عبداللہ نے وہ مکان منہدم کر دیا جس میں ابراہیم قید کیا گیا تھا۔ پھر وہ حران سے منبج گیا۔ وہاں کے باشندوں نے بھی سیاہ شعار ظاہر کیا وہ یہاں ٹھیرا، اہل قنسرین نے اس کے پاس اپنی بیعت بھیجی، اور اس کے پاس اس کا بھائی عبدالصمد بن علی آیا، السفاح نے اس کو عبداللہ کی مدد کے لئے چار ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا، وہ عبدالصمد کے آنے کے دو دن بعد قنسرین گیا، یہاں کے باشندہ سیاہ شعار اختیار کر چکے تھے۔ وہ یہاں دو دن ٹھیرا، پھر حمص کی طرف روانہ ہوا، یہاں کے باشندوں نے بیعت کی، اور وہ یہاں چند روز ٹھیرا۔ ثم بعلبک کی طرف گیا اور دو دن ٹھیرا، پھر چلا اور مزۃ دمشق میں اترا جو غوطہ کے قریوں میں سے ایک قریہ ہے۔ یہاں اسکے پاس اس کا بھائی صالح بن علی مدد لے کر آیا اور آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ مرج عذراء پر اترا۔ پھر عبداللہ بڑھ کر باب شرقی پر اترا، صالح باب الجابیہ پر، ابوعون باب کیسان پر، بسام بن ابراہیم باب الصغیر پر، حمید بن قحطبہ باب توما پر، اور عبدالصمد و یحییٰ بن صفوان اور عباس بن یزید باب الفرادیس پر اترے۔ دمشق میں ولید بن معاویہ تھا۔ ان لوگوں نے اسے محصور کرلیا، اور چہارشنبہ کے دن پانچویں رمضان سنہ ۱۳۲ کو اس میں بزور داخل ہو گئے۔ پہلا شخص جو مدینہ کی فصیل پر باب شرقی کی طرف سے چڑھا وہ عبداللہ الطائی تھا۔ اور جو ناحیۂ باب الصغیر سے چڑھا وہ بسام بن ابراہیم تھا۔ یہ لوگ دمشق میں تین گھنٹہ تک لڑتے رہے اور مقتولوں میں ولید بن معاویہ بھی مارا گیا۔ عبداللہ بن علی دمشق میں پندرہ دن ٹھیرا پھر فلسطین کے ارادہ سے چلا جہاں اہل الاردن سیاہ شعار کے ساتھ اس سے ملے۔ وہ نہر ابی فطرس پر پہنچا جہاں سے مروان گزر چکا تھا۔ عبداللہ فلسطین میں ٹھیرا اور شہر میں

یحییٰ بن جعفر الہاشمی اترا۔ عبد اللہ کے پاس السفاح کا نامہ آیا کہ وہ صالح بن علی کو مروان کی تلاش میں بھیجے۔ صالح تہرابی فُطرُس سے ذی القعدہ سنہ ۱۳۲ میں چلا، اس کے ساتھ ابن فتان اور عامر بن اسماعیل تھے۔ صالح نے اپنے آگے ابو عون اور عامر بن اسمعیل الحارثی کو روانہ کیا، یہ دونوں چلے حتیٰ کہ العریش پہنچے، مروان نے اس کے ارد گرد جس قدر چارہ اور غلہ تھا سب جلا دیا۔ صالح چلا اور نیل پر اترا۔ پھر یہاں سے بھی آگے بڑھا حتیٰ کہ الصعید پہنچا۔ اس کو خبر ملی کہ مروان کے سوار چارہ جلاتے پھر رہے ہیں، اس نے ان کی طرف آدمی بھیجے جوان کو صالح کے پاس پکڑ لائے۔ وہ اس وقت الفسطاط میں تھا۔ پھر وہ چلا اور ایک مقام پر اترا جس کا نام ذات السلاسل ہے۔ یہاں سے اس نے ابو عون عامر بن اسمعیل الحارثی اور شعبہ بن کثیر المازنی کو الموصل کے سواروں کی ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھایا، مروان سے ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی جن کو انہوں نے شکست دیدی اور ان میں سے بہتوں کو پکڑ لیا، ان میں سے بعض کو انہوں نے قتل کر دیا اور بعض کو زندہ رکھا۔ ان سے انہوں نے مروان کی نسبت پوچھا۔ انہوں نے اس شرط پر اس کی جگہ بتا دی کہ ان کو امان دی جائے۔ لوگ گئے اور اس کو بوصیر کے ایک کنیسہ میں اترا ہوا پایا۔ انہوں نے رات کے وقت اس سے جنگ کی، اس وقت ابو عون کے ساتھ کم آدمی تھے۔ عامر بن اسماعیل نے ان سے کہا؛ اگر صبح ہوگئی اور مروان کے ساتھیوں نے ہماری قلت دیکھ لی تو وہ ہمیں ہلاک کر دیں گے، اور ہم میں سے کوئی نہ بچ سکیگا۔ یہ کہکر اس نے اپنی تلوار کا نیام توڑ پھینکا، اس کے ساتھیوں نے بھی یہی کیا اور مروان کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے، وہ شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ایک شخص نے مروان پر حملہ کیا اور اس پر نیزہ مارا، اور وہ اس کو نہیں جانتا تھا کہ کون ہے۔ اس پر ایک چیخنے والا چیخا کہ امیر المومنین گر گئے۔ یہ سنکر لوگ اس کی طرف جھپٹے اور اہل الکوفہ میں سے ایک شخص سب سے اول اس کے پاس جا پہنچا جو انار بیچتا تھا، اور اس نے اس کا سر کاٹ لیا، عامر نے اس کا سر لے لیا اور ابو عون کے پاس بھیج دیا اور ابو عون نے صالح کے پاس بھیج دیا۔ جب اس کا سر صالح کے پاس پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اس کی زبان کاٹ لی جائے۔ اس کی زبان کاٹ لی گئی، اس کو جنبش ہونے لگی، اس پر صالح نے کہا، زمانہ ہمیں کیا کیا عجائب اور عبرت کے سامان دکھاتا ہے۔ یہ مروان کی زبان ہے جیسے جنبش ہو رہی ہے۔ شاعر نے کہا؛ ؎

قد فتح الله مصر عنوة لکم و اهلك الفاجر الجعدی اذ ظلم
فلاك مقوله هدیجر ۷ ۸ وکان ربّك من ذی الکفر منتقما

اللہ نے مصر تمہارے لئے بزور فتح کر دیا اور فاجر جعدی کو ہلاک کر دیا جبکہ اس نے ظلم کیا۔ اس کی زبان کو ایک جنبش تڑپاتی لگی۔ اور اللہ کفر کرنے والوں سے انتقام لینے والا ہے۔

صالح نے اس کا سر ابو العباس السفاح کے پاس بھیجدیا۔ ذی الحجہ کی دو راتیں باقی تھیں جب اس کا قتل ہوا۔ صالح الشام واپس آگیا، ابو عون کو اس نے مصر میں چھوڑا اور اسلحہ اموال اور غلام اس کے سپرد کئے۔ مروان کا سر جب السفاح کے پاس پہنچا وہ الکوفہ میں تھا۔ اسکو دیکھکر السفاح نے سجدہ کیا، پھر سر اٹھایا اور کہا حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھے تجھ پر غالب کیا اور مجھے تجھ پر فتح عطا کی۔ میرا انار تجھ پر اور تیرے دشمن دین قبیلہ پر باقی نہ رہا۔ اور یہ شعر پڑھا؛

لو یشربون دمی لم یرو شاربھم ولا دماؤھم للغیظ ترویني

اگر وہ میرا خون پیتے تو ان کا پینے والا سیراب نہ ہوتا اور نہ ان کے خون میرے غیظ کو سیراب کرتے ہیں۔

جب مروان مارا گیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ اور عبید اللہ ارض الحبشہ کی طرف بھاگ گئے۔ اور ان کو حبشیوں کے ہاتوں مصائب اٹھانے پڑے۔ حبشیوں نے ان سے جنگ کی، عبید اللہ قتل ہوا اور عبد اللہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ بچ نکلا، اور وہ المہدی کی خلافت تک زندہ رہا۔ پھر اسے نصر بن محمد بن الاشعث عامل فلسطین نے پکڑ لیا اور المہدی کے پاس بھیج دیا۔

مروان جب مارا گیا تو عامر نے اس کنیسہ کا رخ کیا جس میں مروان کا حرم تھا۔ مروان نے عورتوں کی حفاظت ایک خادم کے سپرد کی تھی۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ انھیں اس کے بعد قتل کر دے۔ لیکن عامر نے اسے پکڑ لیا اور مروان کی عورتوں اور اس کی بیٹیوں کو لے کر صالح بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس بھیجدیا، جب وہ اس کے سامنے حاضر ہوئیں تو مروان کی بڑی بیٹی نے کلام کیا اور کہا، اے امیر المومنین کے چچا! اللہ تیرے لئے وہ امر محفوظ رکھے جس کے محفوظ رہنے کا تو خواہشمند ہے۔ ہم تیری اور

تیرے بھائی اور تیرے ابن عم کی بیٹیاں ہیں، ہم پر تیرا عفو اسی طرح وسیع ہو جس طرح ہمارا جور تم پر وسیع ہوا۔ صالح نے کہا، خدا کی قسم، میں تم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ کیا تیرے باپ نے میرے بھتیجے ابراہیم الامام کو قتل نہیں کیا؟ کیا ہشام بن عبدالملک نے زید بن علی بن الحسین کو قتل نہیں کیا اور الکوفہ میں انہیں صلیب نہیں دی؟ کیا ولید بن یزید نے یحییٰ بن زید کو قتل کر کے خراسان میں صلیب نہیں دی؟ کیا ابن زیاد الداعی نے مسلم بن عقیل کو قتل نہیں کیا؟ کیا یزید بن معاویہ نے الحسین بن علی اور ان کے اہل بیت کو قتل نہیں کیا؟ کیا اس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل حرم نہیں گئے اور کیا اس نے ان کو سبایا کے مقام میں کھڑا نہیں کیا؟ کیا الحسین کا سر اس کے پاس نہیں لایا گیا اس حال میں کہ ان کا دماغ پھٹا ہوا تھا۔ پھر کیا چیز ہے جو مجھے تمہارے زندہ چھوڑنے پر آمادہ کر سکتی ہو۔ اس نے جواب دیا (یہ کہ) تمہارا عفو ہم پر وسیع ہو۔ صالح نے کہا، ہاں یہ منظور ہے، اگر تو چاہے تو میں اپنے بیٹے الفضل سے تیری شادی کر دوں، اس نے جواب دیا، اس سے بہتر کونسی عزۃ ہوگی، لیکن آپ ہمیں حرّان بھیج دیں۔ اس نے انہیں حران بھیجدیا۔ جب وہ وہاں داخل ہوئیں اور انہوں نے مروان کی منازل دیکھیں تو ان کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں۔

کہا جاتا ہے، ایک دن مروان کے قتل سے قبل بکیر بن ماہان اپنے اصحاب کے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ عامر بن اسمٰعیل ان کے پاس سے گزرا اور وہ اس کو نہیں جانتے تھے۔ وہ دجلہ پر آیا اور اس نے اس میں سے پانی پیا، پھر واپس ہوا۔ بکیر نے اسے بلایا اور پوچھا، اے جوان! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: عامر بن اسمٰعیل بن الحارث۔ بکیر نے پوچھا! تو بنی مسلیہ میں سے ہے؟ اس نے کہا: ہاں میں انھی میں سے ہوں۔ بکیر نے کہا؛ خدا کی قسم تو ہی مروان کو قتل کرے گا۔ یہی بات تھی جس نے مروان کے قتل کے لئے عامر کی طمع تیز تر کر دی، جب مروان قتل کیا گیا اس کی عمر ۶۲ برس کی تھی اور بعض کہتے ہیں ۶۹ برس کی تھی۔ اس کی حکومت کا زمانہ اس کی بیعت کے وقت سے اس کے قتل تک پانچ برس دس مہینہ سولہ دن تھا۔ وہ ابو عبدالملک کنیت کرتا تھا۔ اس کی ماں ایک ام ولد تھی جو پہلے ابراہیم بن الاشتر کے پاس تھی پھر اسے محمد بن مروان نے ابراہیم کے قتل کے دن لے لیا، اور اس سے مروان پیدا ہوا۔ اسی بنا پر عبداللہ بن عیاش المنشرف نے السفاح

سے کہا؛ شکر ہے اس خدا کا جس نے الجزیرہ کے گدھے اور نخع کی لونڈی کے بچے کے بدلے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم عبد المطلب کا بیٹا دیا، مروان کو حمار اور جعدی کا لقب دیا جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے جعد بن درہم سے خلق قرآن اور قدر وغیرہ کا مذہب اخذ کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ جعد زندیق تھا جس کو میمون بن مہران نے نصیحت کی تھی، اس پر اس نے کہا؛ قباد کی بکری مجھے اس دین سے زیادہ محبوب ہے جس کی تو پیروی کرتا ہے۔ میمون نے اس کے جواب میں کہا؛ اللہ تجھے قتل کرے اور وہ ضرور تجھے قتل کرنے والا ہے۔ میمون نے اس کے خلاف شہادہ دی، ہشام نے اسے تلاش کیا اور پکڑ لیا اور خالد القسری کے پاس بھیجدیا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ مروان کی مذمت کے لئے اسے جعد کی طرف نسبت دیتے تھے۔ مروان گورا تھا، اس کی آنکھوں میں بہت سرخ ڈورے تھے وہ بڑے سر والا، سفید گھنی ڈاڑھی والا اور متوسط القامت تھا۔ وہ شجاع صاحب حزم تھا۔ لیکن اس کی مدۃ پوری ہو چکی تھی اس لئے اس کی شجاعت اور اس کا حزم اسکے کچھ کام نہ آیا۔
عیاش بالیاء وشین معجمہ۔

بنی امیہ میں سے ان کا ذکر جو قتل کئے گئے

سدیف السفاح کے پاس داخل ہوا اور اس کے پاس سلیمان بن ہشام بن عبدالملک تھا اور السفاح نے اس کو عزت دی تھی۔ اس پر سدیف نے کہا:

لا یغرنك ما تری من رجال ۔۔۔ ان تحت الضلوع داء دویا
فضع السیف وارفع السوط حتی ۔۔۔ لا تری فوق ظهرها اُمویا

نوجوان لوگوں کو دیکھ رہا ہے ان سے دھوکہ نہ کھا جا؛ کیونکہ پسلیوں کے نیچے ایک شدید بیماری چھپی ہوئی ہے۔ تو تلوار چلا اور کوڑا اٹھا حتیٰ کہ زمین کی پیٹھ پر ایک اُموی بھی نظر نہ آئے۔

سلیمان نے کہا، اے شیخ تو نے مجھے قتل کر دیا۔ السفاح اندر چلا گیا، سلیمان کو پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا،

ایک دفعہ شبل بن عبداللہ مولیٰ بنی ہاشم عبداللہ بن علی کے پاس آیا۔ اس وقت اس کے پاس بنی امیہ سے تقریباً نوّے آدمی کھانے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ شبل اس کی طرف

متوجہ ہوا اور بولا۔

اصبح الملک ثابت الاساس بالبھا لیل من بنی العباسِ
طلبوا وِترھاشم فشفوھا بعد مَیل من الزمان و یاسِ
لا تُقیلن عبد شمس عثاراً واقطعن کل رَقلة و غراسِ
ذُلُّھا اظھر التودُّدَ منھا و بھا منکم کحزّ المواسی
ولقد غاظنی وغاظ سوای قُربھم من نمارق وکراسی
انزلوھا بحیث انزلھا اللہ بدار الھوان والاتعاسِ
واذکروا مصرع الحسین وزیداً و قتیلاً بجانب المھراسِ
والقتیلَ الذی بحرّان اضحی ثاویاً بین غربة وتناسِ

عبداللہ نے ان کے لئے حکم دیا اور ان کو نیاموں سے مارا گیا حتیٰ کہ سب قتل کر دئے گئے، ان پر بساط بچھائی اور اس پر کھانا کھایا۔ اور وہ ان میں سے بعض کے کراہنے کی آواز یں سن رہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ سب مر گئے۔

عبداللہ نے دمشق میں بنی امیہ کی قبریں کھودنے کا حکم دیا، معاویہ بن ابی سفیان کی قبر کھودی گئی لیکن اس میں ایک غبار جیسے تاگے کے سوا کچھ نہ پایا۔ یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کی قبر کھودی گئی اس میں راکھ جیسا برادہ پایا گیا۔ عبدالملک بن مروان کی قبر کھودی گئی اس کا صرف جمجمہ ملا۔ اسی طرح ہر قبر میں کوئی ایک عضو پایا گیا۔ سوا ہشام بن عبدالملک کے کہ وہ پورا کا پورا پایا گیا، اس کی ناک کے نتھنوں کے سوا کچھ نہ گلا تھا۔ عبداللہ نے اس کو کوڑوں سے مارا اور اس کو صلیب پر لٹکایا اور اسے جلا کر اس کی راکھ ہوا میں اڑادی۔

اس نے بنی امیہ میں سے اس کے خلفاء کی اولاد اور دوسروں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑوایا اور ان میں سے کوئی نہ بچا، سوا ایک شیر خوار بچہ کے یا اس شخص کے جو الاندلس بھاگ گیا۔ اس نے ان سب کو نہر ابی فطرس پر قتل کرا دیا۔ ان لوگوں میں یہ بھی تھے جو قتل کئے گئے۔ محمد بن عبدالملک بن مروان، عمر بن یزید بن عبدالملک، عبدالواحد بن سلیمان بن عبدالملک، سعید بن عبدالملک (بعض کہتے ہیں سعید اس سے قبل مر چکا تھا) ابو عبیدہ بن الولید بن عبدالملک۔ بعض کہتے ہیں ابراہیم بن یزید المخلوع بھی ان کے ساتھ قتل کیا گیا۔ عبداللہ نے ان کی ہر شئے خواہ وہ مال کی قسم سے تھی یا

کچھ اور ضبط کرلی۔ جب ان سے فارغ ہوا تو کہا؛

بنی امیّة قد افنیت جمعکم فکیف لی منکم بالاوّل الماضی
یُطَیِّبُ النفس ان النار تجمعکم عُوِّضتم لظاھا شرّ مُعتاضِ
مُنیتم لا اقال اللہ عثرتکم بلیث غابٍ الی الاعداء نہّاضِ
ان کان غیظی لفوت منکم فلقد منیت منکم بما ربی بہ راضِ

بنی امیہ! میں نے تمہاری جمعیت فنا کردی۔ گزشتہ زمانہ میں تم نے مجھ سے کیسا سلوک کیا تھا! نفس کو خوشی ہوتی ہے کہ آگ تمہیں گھیر رہی ہے اس کی لپٹ تمہیں بدلے میں ملی؛ کیسا بُرا بدلہ ہے۔ اللہ تمہیں ذلت سے نہ اٹھائے، تم ایک ایسے شخص کے ساتھ آزمائش میں ڈالے گئے ہو جو شیر بیشہ کی طرح دشمنوں پر جھپٹتا ہے اگر میرا غیظ تم پر سرد ہو جائے تو میں تم سے ایسی آزمائش میں ڈالا جاؤں جس سے میرا رب راضی ہو۔

کہا جاتا ہے سدیف نے یہ شعر السفاح کے سامنے پڑھے تھے اور اسی کے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا اور وہی تھا جس نے ان کو قتل کیا۔

سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس نے البصرہ میں بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کیا، اور ان پر منقش بھاری کپڑے تھے۔ سلیمان نے حکم دیا کہ ان کی ٹانگیں پکڑ پکڑ کر ان کو گھسیٹا جائے۔ وہ سڑکوں پر ڈالدئے گئے اور کتوں نے ان کو کھایا۔ جب بنی امیہ نے یہ حال دیکھا تو وہ بہت خوفزدہ ہوئے اور ان کے حواس پراگندہ ہو گئے اور ان میں سے جو چھپ سکے چھپ گئے، ان چھپنے والوں میں عمرو بن معاویہ بن عمرو بن سفیان بن عتبہ بن ابی سفیان بھی تھا۔ وہ کہتا ہے؛ میں جہاں پہنچا پہچان لیا گیا زمین میرے لئے تنگ ہو گئی۔ سلیمان بن علی کے پاس پہنچا، وہ مجھے نہیں جانتا تھا۔ میں نے اس سے کہا، شہروں نے مجھے تیری طرف پھینکدیا اور تیرے فضل نے مجھے تیری راہ دکھائی، چاہے تو مجھے قتل کردے کہ میں راحت پاجاؤں اور چاہے مجھے بسلامت واپس کردے کہ بے خوف ہو جاؤں۔" سلیمان نے پوچھا تو کون ہے؟ میں نے اس کو اپنی اصلیت بتائی، اس نے کہا؛ مرحبا تجھ پر، تیری کیا حاجت ہے؟ میں نے کہا: وہ حرم جن کی حرمت کا سب سے زیادہ تو حقدار ہے اور جن سے تو سب سے

زیادہ قریب تر ہے ہمارے خوف کی وجہ سے خوف زدہ ہیں، اور جو خوف زدہ ہو اس پر رحم کیا جاتا ہے" اس نے کہا، سلیمان بن علی خوب رویا، پھر بولا، اللہ تیرا خون معاف کرے اور تیرا مال بڑھائے اور تیرے حرم کی حفاظت کرے، پھر اس نے السفاح کو لکھا، اے امیر المومنین، بنی امیہ میں سے ایک آنے والا ہمارے پاس آیا۔ ہم نے جوان کو قتل کیا ہے ان کے عقوق کی بنا پر قتل کیا ہے، نہ کہ ارحام کی بنا پر، کیونکہ ہمیں اور انھیں عبد مناف جمع کرتا ہے۔ رحم عطا کیا جاتا ہے قتل نہیں کیا جاتا، اور اسے اٹھایا جاتا ہے گرایا نہیں جاتا اگر امیر المومنین کی رائے ہو کہ انھیں مجکو بخش دیں تو وہ ایسا کریں۔ اور اگر وہ ایسا کرتے ہیں تو وہ تمام ممالک کو ایک عام فرمان لکھ دیں۔ ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں اس نعمت پر جو اس نے ہمیں انعام کی ہے اور اس احسان پر جو اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے"۔ السفاح نے اس کی درخواست قبول کرلی، اور یہ بنی امیہ کی پہلی امان ہے۔

حبیب بن مُرۃ المری کا خلع

اسی سال حبیب بن مرۃ المری نے علویئین کی دعوت قبول کی اور بنی العباس کی مخالف جماعت مبیضہ میں شامل ہو گیا اور اہل بثنیہ واہل حوران کہ اس کے ساتھ تھے باغی ہو گئے۔ یہ واقعہ ابوالورد کی بغاوت سے پہلے کا ہے۔ عبداللہ ان لوگوں کی طرف گیا اور حبیب سے متعدد مقابلے ہوئے۔ حبیب، مروان کے قائدوں اور شہسواروں میں سے تھا۔ اس کی تبئیض کا سبب جان کا خوف اور موت کا ڈر تھا۔ قیس وغیرہ قبائل نے، جو اس کے قریب تھے بیعت کرلی۔ اسی اثنا میں عبداللہ کو ابوالورد کے خروج اور اس کی تبئیض کی خبر پہنچی، اُس نے حبیب کو صلح کی دعوت دی اور اُس کو اور اُس کے ساتھیوں کو امان عطا کر کے ابوالورد کے مقابلہ پر روانہ ہوا۔

ابوالورد اور اہل دمشق کی بغاوت

اسی سال ابوالورد مجزاۃ بن الکوثر بن زُفر بن الحارث الکلابی نے جو مروان کے اصحاب اور اس کے قوادمیں سے تھا، خلع بیعت کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مروان جب شکست کھا کر بھاگا تو ابوالورد قنسرین میں اٹھ کھڑا ہوا عبداللہ بن علی وہاں پہنچا، ابوالورد نے اس سے بیعت کرلی اور اس کے ساتھ اس کا لشکر بھی بیعت میں داخل ہو گیا۔ اس کے

قریب ہی بالس اور ناعورہ میں مسلمہ بن عبد الملک کی اولاد رہتی تھی، عبد اللہ بن علی کے قائدوں میں سے ایک قائد بالس پہنچا، اس نے مسلمہ کے بیٹوں اور ان کی عورتوں کو بلایا۔ ان میں سے بعض نے ابوالورد سے اس کی شکایت کی۔ وہ ایک مزرعہ میں سے جس کا نام خسان تھا، نکلا اور اس قائد کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔ اور سفید شعار اختیار کر لیا، عبد اللہ کی بیعت توڑ دی اور اہل قنسرین کو بھی اس کی طرف بلایا، اور ان سب نے سفید شعار اختیار کر لیا۔ اس زمانہ میں السفاح الحیرہ میں تھا۔ عبد اللہ بن علی، حبیب بن مرۃ المری سے بلقاء، حوران و البثنیہ کے علاقہ میں مشغول بیکار تھا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، جب عبد اللہ کو اہل قنسرین کے سفید شعار اختیار کرنے اور خلع بیعت کر لینے کی اطلاع پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے صلح کر لی اور ابوالورد کے مقابلہ کے لئے قنسرین کی طرف روانہ ہوا۔ دمشق پر سے گزرتے ہوئے اس نے ابو غانم عبد الحمید بن ربعی الطائی کو چار ہزار سپاہ کے ساتھ وہاں چھوڑا، دمشق میں عبد اللہ کے اہل خاندان اور اس کی امہات اولاد اور اس کا سامان تھا، جب وہ حمص پہنچا تو اہل دمشق بھی بگڑ گئے اور انھوں نے بھی سفید شعار اختیار کر لیا۔ عثمان بن عبد الاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور ابو غانم اور ساتھیوں سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دی اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ عبد اللہ نے جو کچھ سامان چھوڑا تھا سب لوٹ لیا لیکن اس کے اہل و عیال سے کوئی تعرض نہ کیا، وہ سب مخالفت پر جمع ہو گئے۔ عبد اللہ آگے بڑھا ابوالورد کے ساتھ اہل قنسرین میں سے ایک جماعت مل گئی تھی، انہوں نے اپنے قرب حمص و تدمر کے لوگوں کو بھی لکھا تھا، ان میں سے ہزاروں آدمی آ گئے جو ابو محمد بن عبد اللہ بن یزید بن معاویہ کے زیر علم تھے۔ ان لوگوں نے ابو محمد کی طرف لوگوں کو دعوۃ دی اور کہا، یہی وہ سفیانی ہے جس کا ذکر کیا جاتا تھا، یہ لوگ چالیس ہزار کی تعداد میں تھے، انہوں نے مرج الاخرم پر چھاؤنی ڈالی۔ عبد اللہ بن علی ان کے قریب پہنچا اور اس نے ان کی طرف اپنے بھائی عبد الصمد بن علی کو دس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا۔ قنسرین کی فوج کا مدبر اور صاحب القتال ابوالورد تھا۔ گھمسان کا رن پڑا، فریقین کے بہت سے آدمی کام آئے، عبد الصمد اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے ان میں سے ہزاروں قتل ہوئے اور وہ اپنے بھائی عبد اللہ سے جا ملا۔ عبد اللہ آگے بڑھا، اس کے ساتھ قواد کی ایک جماعت تھی، دوبارہ مرج الاخرم پر جنگ ہوئی جس میں بڑا کشت و خون ہوا، عبد اللہ ثابت قدم

رہا آخر ابوالورد کے اصحاب بھاگ نکلے، وہ اپنی جماعت اور اپنے اصحاب میں سے پانسو آدمیوں کے ساتھ جما رہا، وہ سب کام آئے، ابو محمدؐ اور اس کے ساتھی بھاگ گئے حتیٰ کہ تدمر جا پہنچے۔ عبداللہ نے اہل قنسرین کو امان دیدی، اور انہوں نے سیاہ شعار اختیار کر لیا، اس سے بیعت کر لی اور اس کی اطاعت میں داخل ہو گئے۔ پھر عبداللہ اہل دمشق کی طرف واپس ہوا کیونکہ انہوں نے بھی سفید شعار اختیار کر لیا تھا۔ جب وہ ان کے قریب پہنچا تو لوگ بھاگ گئے اور ان کی طرف سے جنگ نہیں ہوئی۔ عبداللہ نے اہل دمشق کو امان دیدی اور انہوں نے اس سے بیعت کر لی اور اس نے ان سے اس بات پر جو ان سے ظاہر ہوئی تھی مواخذہ نہیں کیا۔ ابو محمد السفیانی برابر روپوش رہا اور بھاگتا رہا، وہ ارض الحجاز چلا گیا اور المنصور کے زمانہ تک اسی حال میں رہا۔ المنصور کے عامل زیاد بن عبداللہ الحارثی کو اس کی جگہ کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے سواروں کی ایک جماعت اس کی طرف بھیجی جنہوں نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے دو بیٹوں کو قید کر لیا۔ زیاد نے ابو محمد بن عبداللہ السفیانی کا سر اور اس کے دونوں بیٹوں کو بھیج دیا۔ المنصور نے ان دونوں کو رہائی دیدی اور امان عطا کی۔

کہا جاتا ہے عبداللہ اور ابوالورد کی جنگ یکم ذی الحجہ سنہ ۱۳۲ کو ہوئی۔

اہل الجزیرہ کی تبییض اور خلع بیعت

اسی سال اہل الجزیرہ نے بھی تبییض اختیار کی اور ابوالعباس السفاح کی بیعت توڑ دی اور حران کی طرف چلے گئے، جہاں موسیٰ بن کعب السفاح کی فوج کے تین ہزار سپاہ کے ساتھ تھا۔ ان لوگوں نے وہاں اس کا محاصرہ کر لیا، لیکن اہل الجزیرہ کا وہاں کوئی سردار نہ تھا جو ان کو جمع کرنے والا ہو۔ پھر اسحٰق بن مسلم العقیلی ارمینیہ سے ان کے پاس آیا اور وہ اسی وقت وہاں سے چل کھڑا ہوا تھا جب اسے مروان کی ہزیمت کی خبر پہنچی تھی۔ اہل الجزیرہ اس پر مجتمع ہو گئے، اس نے موسیٰ بن کعب کو دو مہینہ تک محصور رکھا۔ ابوالعباس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ان فوجوں کے ساتھ جو واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں بھیجا، وہ قرقیسیا اور الرقہ پر سے گزرا (جہاں) کے باشندے تبییض اختیار کر چکے تھے، اور حران کی طرف بڑھا۔ اسحٰق بن مسلم وہاں سے الرہا کی طرف چلا گیا۔ یہ سنہ ۱۳۲ کا

واقعہ ہے۔ موسیٰ بن کعب عراق سے نکلا اور ابو جعفر سے آملا۔ اسحق بن مسلم نے اپنے بھائی
بکار بن مسلم کو ربیعہ کی طرف دارا اور ماردین بھیجا، ربیعہ کا رئیس ان دنوں الحروریہ میں سے
ایک شخص تھا جس کا نام بریکہ تھا۔ ابو جعفر نے ان کی طرف جانے کا قصد کیا اور ان سے
ملاقی ہوا۔ انہوں نے اس سے سخت جنگ کی، بریکہ معرکہ میں مارا گیا اور بکار اپنے بھائی
ابو اسحق کے پاس الرہا، واپس چلا گیا۔ اسحق نے اسے وہاں اپنے پیچھے چھوڑا اور خود
اپنے لشکر کے بڑے حصہ کے ساتھ سمیساط چلا گیا۔ ابو جعفر الرہا کی طرف بڑھا۔ اس میں
اور بکار میں کئی لڑائیاں ہوئیں، السفاح نے عبداللہ بن علی کو حکم بھیجا کہ وہ اپنی فوجوں
کے ساتھ سمیساط جائے، وہ ادھر گیا اور سمیساط پر اسحق کے مقابل جا اترا۔ اسحق کے ساتھ
ساٹھ ہزار آدمی تھے اور دونوں کے درمیان نہر فرات حائل تھی ادہر سے ابو جعفر الرہا
سے بڑھا اور سات مہینہ تک سمیساط میں اسحق کو محصور رکھا، اسحق کہتا تھا کہ میری گردن
میں ایک بیعت ہے۔ میں اس کو نہ چھوڑوں گا جب تک کہ میں یہ نہ جان لوں کہ اس کا
صاحب مرگیا یا مارا گیا۔" ابو جعفر نے اس کو پیغام بھیجا کہ مروان مارا جا چکا ہے۔ اس نے
کہا: "اس وقت تک نہیں مانوں گا جب تک مجھے یقین حاصل نہ ہو جائے۔" چنانچہ
جب اسے مروان کے قتل کا یقین ہو گیا تو اس نے صلح و امان کی درخواست کی۔ السفاح
کو اس کی نسبت لکھا گیا، اس نے حکم دیا کہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو امان دی جائے۔
اور اس کے متعلق ان کے درمیان ایک تحریر لکھی گئی۔ اسحق ابو جعفر کی طرف نکلا اور اس پر
اس کا اچھا اثر تھا۔ اب اہل الجزیرہ و اہل الشام مستقیم ہو گئے۔ ابو العباس نے اپنے بھائی
ابو جعفر کو الجزیرہ، ارمینیہ اور اذربیجان پر مقرر کیا۔ اور وہ اپنی صوبوں پر رہا حتیٰ کہ
خلیفہ ہوا۔ بعض کہتے ہیں، وہ عبیداللہ بن علی تھا جس نے اسحق بن مسلم کو امان دی۔

ابو سلمۃ الخلال اور سلیمان بن کثیر کا قتل

ابو العباس السفاح اور اس کے ساتھی بنی ہاشم کے الکوفہ آنے کے موقع پر ابو سلمہ سے
جو کچھ ظاہر ہوا تھا اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ جبکہ وہ ان کے نزدیک متہم ہو چکا تھا اور السفاح
اس سے بگڑ گیا تھا۔ وہ حمام اعین پر اس کے لشکر میں تھا۔ پھر وہاں سے مدینۃ الہاشمیہ کی
طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے قصر الامارۃ میں اترا۔ وہ ابو سلمہ سے بیزار تھا، اس نے

ابو مسلم کو اس کی نسبت اپنی رائے لکھی اور اسے بتایا کہ وہ اسکے ساتھ کیا دھوکہ کرنا چاہتا تھا۔ ابو مسلم نے اس کو لکھا کہ اگر امیر المومنین کو اس کی طرف سے اس معاملہ کی خبر ہو چکی ہے تو وہ اس کو قتل کر دیں۔ لیکن داؤد بن علی نے السفاح سے کہا، امیر المومنین آپ ایسا نہ کریں کیونکہ ابو مسلم اس کو آپ پر حجت بنالے گا۔ اور اہل خراسان جو آپ کے ساتھ ہیں اسی کے اصحاب ہیں اور ان میں اس کو جو چال ہے وہ معلوم ہے۔ آپ ابو مسلم کو لکھئے تاکہ وہ اس کی طرف کسی کو بھیجے جو اس کو قتل کر دے۔ السفاح نے اس کو لکھا۔ ابو مسلم نے مرار بن انس الضبی کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ وہ السفاح کے پاس آیا اور اس سے اپنے آنے کا سبب بیان کیا۔ السفاح نے منادی کو حکم دیا، اس نے ندا کی کہ امیر المومنین ابو سلمہ سے راضی ہو گئے ہیں۔ اور اس نے ابو سلمہ کو بلا کر لباس پہنایا۔ اس کے بعد ایک رات وہ اس کے ہاں گیا اور اس کے پاس بیٹھا رہا حتیٰ کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا۔ پھر وہ اپنی فرودگاہ پر تنہا واپس آیا۔ اسکے بعد مرار بن انس اور اس کے ساتھ جو اس کے مددگار تھے ابو سلمہ سے متعرض ہوئے اور انھوں نے اس کو قتل کر دیا اور کہا کہ اسے خوارج نے قتل کر دیا۔ دوسرے دن اسے نکالا گیا، اس پر یحییٰ بن محمد بن علی نے نماز پڑھی اور اسے الکوفہ کے قریب مدینۃ الہاشمیہ میں دفن کیا گیا۔ اس پر سلیمان بن المہاجر البجلی نے کہا۔

ان الوزیر وزیر آل محمد أودی فمن یشناك صار وزیرا

"وہ وزیر جو وزیر آل محمدؐ تھا وہ ہلاک ہو گیا۔ اب جو تمہیں ملامت کرے وہ خود وزیر ہو جائے۔"

ابو سلمہ کو وزیر آل محمدؐ کہا جاتا تھا۔ اور ابو مسلم کو امیر آل محمدؐ۔ جب ابو سلمہ قتل کیا گیا تو السفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ابو مسلم کے پاس بھیجا جب وہ ابو مسلم کے پاس پہنچا تو اس کے ساتھ عبید اللہ بن الحسن الاعرج اور سلیمان بن کثیر بھی گئے سلیمان بن کثیر نے عبید اللہ سے کہا! اے شخص ہم امید رکھتے تھے کہ تمہارا کام پورا ہو جائے گا۔ جب تم چاہو ہمیں اس چیز کی طرف دعوۃ دو جس کا تم ارادہ رکھتے ہو۔ اس سے عبید اللہ کو گمان ہوا کہ وہ ابو مسلم کی طرف سے کوئی جاسوس ہے، وہ ابو مسلم کے پاس گیا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ اسے خوف ہوا کہ اگر اس نے ابو مسلم کو خبر نہ دی تو وہ اسے قتل کر دے گا۔ ابو مسلم نے سلیمان بن کثیر کو بلایا اور اس سے کہا، کیا تجھے امام کا مجھ سے یہ کہنا یاد ہے کہ تجھے جس پر شبہ ہو اسے

قتل کر دے۔ اس نے کہا: ہاں، ابو مسلم نے کہا: مجھے تجھ پر شبہ ہے، اس نے کہا: میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ابو مسلم نے کہا: تو مجھ سے قسمیں نہ کھا کیوں کہ تو امام کو دھوکہ دینے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اس نے سلیمان کی گردن مارنے کا حکم دیدیا۔ ابو جعفر السفاح کے پاس واپس آیا اور اس سے کہا: نہ تو خلیفہ ہے اور نہ تیرا حکم کوئی چیز ہے، اگر تو نے ابو مسلم کو چھوڑ دیا اور اسے قتل نہیں کیا۔ السفاح نے کہا: یہ کیوں کر؟ اس نے کہا: خدا کی قسم وہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ ابو العباس نے کہا: اس بات کو پوشیدہ رکھ۔

اور کہا جاتا ہے کہ ابو جعفر ابو سلمہ کے قتل سے پہلے ابو مسلم کے پاس گیا تھا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ السفاح جب ظاہر ہوا تو لوگوں نے باہم اس کارروائی کا چرچا کیا جو ابو سلمہ نے کی تھی۔ کسی نے جو وہاں تھا کہا: شائد اس نے ابو مسلم کی رائے سے ایسا کیا ہو۔ اس پر السفاح نے کہا: اگر یہ اس کی رائے سے ہے تو ہمیں ضرور ایک بلا پیش آنے والی ہے سوا اس کے کہ اللہ اسے ہم سے دفع کر دے؟ اور اس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو ابو مسلم کے پاس بھیجا تاکہ اس کی رائے معلوم کرے۔ وہ اس کے پاس گیا۔ اور اسے اس بات کی خبر دی جو ابو سلمہ سے ظاہر ہوئی تھی۔ اس پر اس نے مرار بن انس کو بھیجا اور اس نے ابو سلمہ کو قتل کر دیا۔

واسط میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ

ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یزید بن ہبیرہ اور اہل خراسان کے اس لشکر کا کیا معاملہ ہوا جو قحطبہ کے ساتھ اور پھر اس کے بیٹے الحسن کے ساتھ اس سے مقابل ہوا تھا۔ اور وہ کس طرح واسط کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ اس نے شکست کھا کر بھاگتے وقت بنہ لشکر پر ایک جماعت مقرر کر دی تھی، وہ اس کو لیکر چلے گئے۔ یزید سے حوثرہ نے کہا: اب تو کدھر جاتا ہے حال آن کہ ان کا سردار یعنی قحطبہ مارا جا چکا ہے، کیا تو الکوفہ چلے گا؟ تیرے ساتھ کثیر لشکر ہے تو ان سے جنگ کر حتیٰ کہ یا تو مارا جائے یا فتحیاب ہو۔ یزید نے کہا: نہیں ہم واسط جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا ہونا ہے۔ حوثرہ نے کہا: تو چاہتا ہے کہ اس کو اپنے نفس پر متمکن کر دے تاکہ وہ تجھے قتل کر دے، یحییٰ بن حصین نے کہا: اگر تو مروان کے پاس ایک ایسی چیز کے ساتھ جانا چاہتا ہے جو اس کو ان لشکروں

سے زیادہ محبوب ہے تو الفُرات کو لازم کرلے (یعنی الفرات کے کنارہ کنارہ چلا جا) حتیٰ کہ تو اس کے پاس پہنچ جائے، خبردار واسط نہ جائیو۔ کیونکہ وہاں تو محصور ہو جائے گا اور محصوری کے بعد قتل کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس نے انکار کیا وہ دراصل مروان سے خوف رکھتا تھا۔ کیونکہ مروان اس کو کسی کام کے لئے لکھتا تھا تو وہ اسکے خلاف کرتا تھا۔ اسلئے اسے خوف تھا کہ کہیں وہ اسے قتل نہ کردے۔ وہ واسط پہنچا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا۔ ابو سلمہ نے اس کی طرف حسن بن قحطبہ کو بھیجا اس نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ پہلا معرکہ ان دونوں کے درمیان چہارشنبہ کے دن ہوا۔ اہل الشام نے ابن ہبیرہ سے کہا کہ ہمیں ان سے لڑنے کا اذن دے اس نے انہیں اذن دے دیا، وہ نکلے، ابن ہبیرہ بھی نکلا، اس کے میمنہ پر اس کا بیٹا داؤد تھا۔ ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ حسن کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ خازم نے ابن ہبیرہ پر حملہ کیا، وہ اور اس کے ساتھی بھاگ نکلے، دروازہ لوگوں سے بھر گیا، اسکے ساتھیوں نے ستون پھینکے، پھر اہل الشام واپس ہوئے، حسن نے پلٹ کر ان پر حملہ کیا اور انھیں دجلہ کی طرف دھکیل دیا، اور اس میں ان کے بہت سے آدمی ڈوب گئے، اور انھوں نے ان کو کشتیوں پر جاکر بچایا۔ پھر وہ جنگ سے رک گئے، اور اس طرح سات دن تک ٹھیرے رہے۔ اسکے بعد دوبارہ ان کے مقابلہ پر نکلے، سخت جنگ ہوئی، اہل الشام نے بری طرح شکست کھائی، اور شہر میں داخل ہو کر ٹھیرے رہے جب تک خدا نے چاہا۔ اور جنگ سے باز رہے سوا اس کے کہ کبھی کبھی تیر باری کر دیتے تھے۔ پھر ابن ہبیرہ کو خبر پہنچی اور ابھی وہ محصور ہی تھا کہ ابوامیۃ التغلبی نے سیاہ شعار اختیار کرلیا۔ اس نے ابوامیہ کو گرفتار کرکے قید کر دیا۔ ربیعہ میں سے کچھ لوگوں نے اس کے متعلق معن بن زائدۃ الشیبانی سے گفتگو کی، اور انہوں نے ابن ہبیرہ کے قبیلہ فزارہ میں سے تین آدمی پکڑ لئے اور ان کو قید کر دیا ابن ہبیرہ کو گالیاں دیں اور کہا، جو لوگ ہمارے قبضہ میں ہیں ان کو ہم نہیں چھوڑیں گے جب تک ابن ہبیرہ ہمارے آدمی کو نہ چھوڑے گا۔ لیکن ابن ہبیرہ نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اس پر معن اور عبدالرحمن بن بشیر العجلی اپنے ساتھیوں سمیت اس سے الگ ہو گئے۔ ابن ہبیرہ سے کہا گیا کہ یہ لوگ تیرے شہسوار ہیں جن کو تو نے بگاڑ لیا ہے اگر تو اسی پر جما رہا تو وہ تجھ پر ان لوگوں سے زیادہ شدید ہو جائیں گے جو تجھے اس وقت محصور کئے ہوئے ہیں۔ اس نے ابوامیہ کو بلایا اسے

لباس پہنایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ اس سے وہ لوگ درست ہو گئے اور اسی حالت پر واپس آگئے جس پر تھے۔ ابو نصر مالک بن ہشیم ناحیۂ سجستان سے الحسن کے پاس آیا۔ الحسن نے ابو نصر کے آنے پر السفاح کے پاس ایک وفد بھیجا اور اس وفد پر غیلان بن عبداللہ الخزاعی کو مقرر کیا۔ غیلان دل میں الحسن سے رنج رکھتا تھا کیونکہ اس نے اسے رَوح بن حاتم کے پاس اس کی کمک کے لئے بھیجا تھا جب وہ السفاح کے پاس پہنچا تو اس سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیر المومنین اور اللہ کی حبل المتین اور امام المتقین ہو۔ السفاح نے کہا: اے غیلان تیری کیا حاجت ہے، اس نے کہا: جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ السفاح نے کہا: اللہ نے تجھے معافی دی۔ غیلان نے کہا: اے امیر المومنین! تم ہمارے اوپر اپنے خاندان میں سے ایک شخص مقرر کر کے احسان کرو۔ السفاح نے کہا: کیا تم پر ہمارے ہی اہل بیت میں سے حسن بن قحطبہ نہیں ہے؟ اس نے کہا: اے امیر المومنین! اپنے اہل بیت میں سے ایک شخص ہم پر مقرر کر کے ہمیں ممنون کرو۔ تاکہ ہم اس کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کریں"۔ اس نے اپنے بھائی ابو جعفر کو اس کے خراسان سے واپس آنے پر ابن ہبیرہ سے لڑنے کے لئے بھیجا اور حسن کو لکھا کہ لشکر تیرا ہے اور سپہ سالار تیرے ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ میرا بھائی وہاں حاضر رہے۔ تو اس کی سمع و طاعت کر اور اس کی وزارت اچھی طرح انجام دے۔ اور مالک بن الہیشم کو بھی اسی کے مثل لکھا۔ اور اس لشکر کا مدبر حسن ہی رہا۔

جب ابو جعفر المنصور حسن کے پاس پہنچا تو حسن اپنے خیمہ سے منتقل ہو گیا، اس نے ابو جعفر کو اس خیمہ میں اتارا، حسن نے المنصور کے حرس پر عثمان بن نہیک کو مقرر کیا۔ ایک دن مالک بن ہشیم نے اہل الشام سے جنگ کی، وہ اپنی خندقوں کی طرف پسپا ہو گئے مالک کے آدمیوں کے لئے معن اور ابو یحییٰ کمین گاہ میں چھپے بیٹھے تھے جب مالک کے ساتھی ان سے آگے نکل گئے تو وہ نکل کر ان پر ٹوٹ پڑے، اس نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ رات ہو گئی، ابن ہبیرہ برج الخلالین پر بیٹھا دیکھتا رہا، اور وہ رات کو بھی جب تک خدا نے چاہا لڑتے رہے ابن ہبیرہ نے معن کو پیغام بھیجا کہ واپس آجائے، وہ واپس آگیا۔ پھر وہ کچھ دن ٹھیرے رہے اور دوبارہ اہل واسط معن اور محمد بن نباتہ کے ساتھ نکلے ان سے الحسن کے آدمیوں نے جنگ کی اور ان کو دجلہ کی طرف دھکیل دیا حتیٰ کہ وہ اس میں گرتے پڑتے واپس گئے۔ اس جنگ میں مالک بن الہیشم کا بیٹا مارا گیا۔ جب اس کو اس کے باپ نے

کشتہ دیکھا تو کہا، تیرے بعد زندگی پر خدا کی لعنت ہے، پھر اس کے ساتھیوں نے اہل واسط پر حملہ کیا اور ان سے جنگ کی حتیٰ کہ ان کو شہر میں دھونس دیا۔ مالک کشتیوں کو لکڑیوں سے بھرتا تھا اور ان میں آگ لگا دیتا تھا تاکہ وہ جہاں سے گزریں وہاں آگ لگا دیں۔ ابن ہبیرہ ان کشتیوں کو آنکڑوں سے کھینچ لیتا تھا، اس طرح گیارہ مہینہ تک ٹھیرے رہے۔ جب ان پر حصار شدید ہو گیا تو انہوں نے صلح کی درخواست کی اور انہوں نے صلح کی درخواست اس وقت تک نہ کی تھی جب تک ان کے پاس مروان کے قتل کی خبر نہ آگئی۔ یہ خبر ان کے پاس اسماعیل بن عبداللہ القسری لے کر آیا اور اس نے ان سے کہا، تم کس شئے پر اپنے تئیں ہلاک کرتے ہو، حال آنکہ مروان مارا جا چکا ہے، یہ سن کر ابن ہبیرہ کے اصحاب نے اس پر الزام لگانے شروع کئے۔ الیمانیہ نے کہا، ہم مروان کی مدد نہیں کریں گے جب کہ اسکے آثار ہمارے اندر وہ ہیں جو اس کے آثار ہیں، اور النزاریہ نے کہا، ہم نہ لڑیں گے جب تک ہمارے ساتھ الیمانیہ نہ لڑیں۔ اس کے ساتھ صرف چھٹ بھیئے (صعالیک الناس) اور ان میں سے لونڈے لڑنے والے رہ گئے۔ اس صورت حال میں ابن ہبیرہ نے ارادہ کیا کہ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن علی کی طرف لوگوں کو دعوۃ دے، اور ان کو اس کے متعلق لکھا۔ ان کا جواب آنے میں دیر لگی، السفاح نے ابن ہبیرہ کے اصحاب میں سے الیمانیہ سے مکاتبت کی اور ان کو طمع دلائی۔ زیاد بن صالح اور زیاد بن عبید اللہ دونوں حارثی نکل کر اس کے پاس گئے، اور اس سے وعدہ کیا، ابن ہبیرہ نے ان کو دعوت دی کہ وہ اس کے لئے ناحیۂ ابن عباس کو درست کر دیں۔ انہوں نے ایسا نہیں کیا، ابو جعفر اور ابن ہبیرہ کے درمیان سفرا آئے گئے حتیٰ کہ اس نے ابن ہبیرہ کو امان دیدی، اور اس کو تحریر بھیج دی جس کو ابن ہبیرہ نے چالیس دن روکے رکھا، اور اس تحریر کے باب میں علماء سے مشورہ کرتا رہا حتیٰ کہ اسے پسند کر لیا اور اسے ابو جعفر کے پاس بھیج دیا۔ ابو جعفر نے اسے اپنے بھائی السفاح کے پاس بھیجدیا، اور السفاح نے اس پر امضار کا حکم دیدیا۔ ابو جعفر کی رائے تھی کہ جو کچھ اسے عطا کیا جا رہا ہے (یعنی عہد امان) اسے وفا کیا جائے۔ لیکن السفاح کسی بات کا قطعی فیصلہ بغیر ابو مسلم کے نہ کرتا تھا، اور ابو الجہم السفاح پر ابو مسلم کا جاسوس تھا۔ السفاح نے ابو مسلم کو ابن ہبیرہ کے معاملہ کی نسبت لکھا۔ ابو مسلم نے جواب میں لکھا کہ اگر صاف رستے میں پتھر ڈالے جائیں گے تو وہ خراب

ہو جائے گا۔ جب امان نامہ کی تکمیل ہو گئی تو ابن ہبیرہ ابو جعفر کے پاس تیرہ سو آدمیوں کے ساتھ نکل آیا، اور اس نے ارادہ کیا کہ اپنے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے داخل ہو، لیکن حاجب سلام بن سلیم اس کے سامنے بڑھا اور اس نے کہا، مرحبا ابو خالد، سیدھی طرح نیچے اترو۔ المنصور کے حجرہ کے گرد دس ہزار اہل خراسان تھے۔ وہ نیچے اترا۔ المنصور نے اس تکیے کے لئے ایک وسادہ منگایا تاکہ وہ اس پر بیٹھے اور قواد کو بلایا۔ پھر ابن ہبیرہ کے لئے تنہا آنے کی اجازت دی، وہ داخل ہوا اور اس سے گھڑی بھر بات چیت کرتا رہا۔ پھر اٹھ گیا، پھر وہ ایک دن اس کے پاس آتا اور ایک دن نہ آتا۔ وہ اسکے پاس پانسو سواروں اور تین سو پیادوں کے ساتھ آیا کرتا تھا۔ اس پر ابو جعفر سے کہا گیا کہ ابن ہبیرہ جب آتا ہے تو لشکر گاہ اس کی وجہ سے لرز اٹھتی ہے۔ اور یہ کہ اس کے اقتدار میں تو اب تک کوئی کمی واقع ہوئی نہیں، ابو جعفر نے اس کو حکم دیا کہ وہ صرف اپنے حاشیہ کے ساتھ آیا کرے، وہ تیس آدمیوں کے ساتھ آنے لگا، اور پھر صرف تین چار کے ساتھ ایک دن ابن ہبیر نے المنصور سے گفتگو کے دوران میں کہا، اے شخص! یا اے آدمی! پھر پلٹا اور بولا! اے امیر۔ مجھے لوگوں سے اسی کے قریب بولنے کی عادت ہے، جس طرح میں نے آپ سے خطاب کیا۔ میری زبان اس شئے کی طرف سبقت کر گئی جس کا میں ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ اس کے بعد السفاح نے ابو جعفر سے اصرار کیا کہ ابن ہبیرہ کو قتل کر دے۔ اور پیہم لکھتا رہا اور یہاں تک لکھا کہ خدا کی قسم یا تو تو اسے قتل کر دے ورنہ میں اس کی طرف کسی کو بھیجوں گا جو اسے تیرے حجرہ سے نکالے گا پھر میں خود اس کے قتل کا انتظام کروں گا۔ اس کے بعد اس نے ابن ہبیرہ کے قتل کا فیصلہ کیا، اور خازم بن خزیمہ اور الہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ بیوت اموال پر مہریں لگا دیں۔ پھر ابن ہبیرہ کے ساتھ جو سردار قیسی اور مضری تھے ان کے پاس آدمی بھیجے اور ان کو طلب کیا۔ چنانچہ محمد بن نباتہ اور حوثرہ بن سہل بارہ یا بیس آدمیوں کے ساتھ آئے۔ سلام بن سلیم نکلا اور اس نے کہا: ابن نباتہ اور حوثرہ کہاں ہیں؟ وہ دونوں داخل ہوئے۔ ابو جعفر نے عثمان بن نہیک وغیرہ کو سو آدمیوں کے ساتھ اپنے حجرہ کے پیچھے والے حجرہ میں بٹھا دیا۔ ان دونوں کی تلواریں چھین لی گئیں اور ان کی مشکیں کس دی گئیں۔ اس طرح دو دو آدمیوں کو بلایا اور ان کے ساتھ یہی کیا۔ اس پر ان میں سے بعض نے کہا، تم نے ہمیں اللہ کا عہد دیا پھر ہم سے

غدر کیا۔ ہم امید رکھتے ہیں اللہ تم کو آلے گا۔ ابن نباتہ مارے ڈر کے سراسیمہ ہو گیا اور بولا: گویا میں اس کی طرف دیکھتا تھا خازم اور الہثیم بن شعبہ تقریباً سو آدمیوں کے ساتھ ابن ہبیرہ کے پاس گئے اور اس سے کہا: ہم مال لے جانا چاہتے ہیں۔ اس نے اپنے حاجب سے کہا: ان کو خزانوں کا رستہ بتا۔ انہوں نے ہر حجرہ پہ ایک ایک آدمی کھڑا کر دیا اور اس کی طرف بڑھے۔ اس کے پاس اس کا بیٹا داؤد اور اس کے چند موالی تھے اور اس کا ایک چھوٹا بیٹا اس کی گود میں تھا۔ جب وہ اس کی طرف بڑھے تو اس کا حاجب ان کے آگے کھڑا ہوا۔ الہثیم بن شعبہ نے اس کی گردن کی رگ پر ضرب لگائی اور وہ جا پڑا۔ اسکے بیٹے داؤد نے مقابلہ کیا، ابن ہبیرہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے بیٹے کو گود سے الگ کر کے کہا، اس بچے کو سنبھالو۔ اور خود سجدہ میں گر گیا، اور قتل کیا گیا۔ ان سب سر ابو جعفر کے پاس لائے گئے، اور اس نے ان لوگوں کے لئے امان کی ندا کرائی، سوا الحکم بن عبد الملک بن بشر، اور خالد بن سلمۃ المخزومی اور عمر بن ذر کے۔ پھر زیاد بن عبید اللہ نے ابن ذر کے لئے امان مانگ لی اور ابو جعفر نے اسے امان دے دی۔ الحکم بھاگ گیا، خالد کو ابو جعفر نے امان دے دی لیکن السفاح نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اور ابو جعفر کی امان نافذ نہ کی۔

ابو العطاء السندی ابن ہبیرہ کے مرثیہ میں کہتا ہے۔ ؎

الا ان عینا لم تجد یوم واسط	علیك بجاری دمعها لجمود
عشیة قام النائحات وشققت	اکف بایدی ماتم وخدود
فان تمس مهجور الفناء فربما	اقام به بعد الوفود وفود
فانك لم تبعد علی متعهد	بلی کل من تحت التراب بعید

واسط کے دن کوئی آنکھ تجھ پر آنسو بہاتے ہوئے نہ پائی گئی۔ آنسو خشک ہو چکے تھے۔ شام کو نوحہ گر عورتیں کھڑی ہوئیں اور انھوں نے اپنے ہاتھوں پر ہاتھ مار مار کے اور رخساروں کو پیٹ پیٹ کے ماتم کیا۔ سو اگر تو مہجور رفنا کو فراموش کر دے اسی لئے کبھی جانے والوں کی ٹولیاں اُن کی جانب رواں ہوتی ہیں۔ خبر گیری کرنے والے سے تو ہی بعید نہیں ہے بلکہ وہ سب جو مٹی کے نیچے ہیں بعید ہو جاتے ہیں۔

فارس میں ابوسلمہ کے عمال کا قتل

اور اسی سال ابو مسلم الخراسانی نے محمد بن الاشعث کو فارس پر بھیجا اور اسے حکم دیا کہ ابوسلمہ کے عمال کو قتل کر دے۔ اس نے یہی کیا۔ پھر السفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس بھیجا، حال آن کہ اس پر محمد بن الاشعث والی تھا۔ محمد نے عیسیٰ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس سے کہا گیا کہ یہ تیرے لئے جائز نہیں ہے، اس نے کہا؛ ہاں، مجھے ابو مسلم نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی میرے پاس اسکے سوا ولایت کا دعویٰ لے کر آئے اس کی گردن ماردوں۔ پھر اس نے عیسیٰ کو اس کے قتل کے انجام کے خوف سے چھوڑ دیا۔ اس نے عیسیٰ سے کڑی کڑی قسموں کے ساتھ حلف لیا کہ وہ منبر پر نہ چڑھے گا اور نہ جہاد کے سوا تلوار باندھے گا۔ اس کے بعد عیسیٰ نے نہ کوئی ولایت قبول کی اور نہ اس نے جنگ کے سوا کبھی تلوار باندھی۔ پھر السفاح نے اس کے بعد اسماعیل بن علی کو فارس پر والی بنا کر بھیجا۔

یحییٰ بن محمد کے الموصل کی ولایت پر مقرر ہونے کا ذکر اور جو کچھ اس کے باب میں کہا گیا۔ اسی سال السفاح نے اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو الموصل پر محمد بن صول کی بجائے مقرر کیا گیا اس کا سبب یہ ہوا کہ اہل الموصل نے محمد بن صول کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اور کہا؛ ہم پر سوالی الخثعم والی بنایا جائے۔ اور اس نے ابن صول کو اپنے ہاں سے نکال دیا اس نے السفاح کو اس کی نسبت لکھا، اور اس نے ان پر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو عامل مقرر کر دیا۔ اور اسے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ الموصل کی طرف بھیجا۔ وہ قصر امارۃ میں مسجد کے قریب اترا اور اس نے اہل الموصل پر کوئی ایسی بات ظاہر نہ کی جس سے وہ کھٹک جائیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے تھے اس میں کوئی تعرض نہ کیا پھر اس نے ان کو بلایا اور ان میں سے بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر بگڑ گئے اور انہوں نے ہتھیار اٹھائے۔ یحییٰ نے ان کو امان عطا کی اور اس کے حکم سے منادی کی گئی کہ جو مسجد جامع میں داخل ہو گیا اس کو امان ہے۔ لوگ مسجد کی طرف دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ یحییٰ نے مسجد جامع کے دروازہ پر آدمی کھڑے کر دئے اور انہوں نے لوگوں کو دھڑا دھڑ قتل کرنا شروع کر دیا، اور اس میں حد کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس دن گیارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا اور یہ وہ تھے جن کے انگوٹھیاں تھیں۔ اور جن کے پاس انگوٹھیاں نہ تھیں ان کی تعداد بھی بہت تھی۔ جب صبح ہوئی تو یحییٰ نے ان عورتوں کے چیخنے کی آوازیں سنیں جنکے مرد قتل کئے گئے تھے۔

اس نے پوچھا؛ یہ کیسی آوازیں ہیں؟ اس کو اسکے متعلق خبر دی گئی۔ اس پر اس نے کہا: کل جب دن نکلے تو عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا۔ لوگوں نے یہی کیا۔ اور تین دن تک ان کو قتل کیا جاتا رہا۔ اس کے لشکر میں ایک قائد تھا۔ جسکے ساتھ چار ہزار زنگی تھے۔ ان لوگوں نے عورتوں کو بجبر لے لیا۔ جب یحیٰی تیسرے دن اہل الموصل کے قتل سے فارغ ہو گیا تو چوتھے دن وہ سوار ہوا، اسکے آگے آگے نیزہ اور ننگی تلواریں تھیں۔ اتنے میں ایک عورت اس کے آگے آئی اور اس نے اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ اس کے ساتھیوں نے چاہا کہ اس عورت کو قتل کر دیں لیکن اس نے ان کو اس سے منع کیا، اس عورت نے کہا؛ کیا تو بنی ہاشم سے نہیں ہے؟ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابن عم نہیں ہے؟ کیا تو اس کو بُرا نہیں سمجھتا کہ عربیہ مسلمہ عورتوں کو زنگی اپنے نکاح میں لا رہے ہیں؟ لیکن اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اس کے ساتھ کسی کو بھیجا جس نے اس کو اس کے مامن تک پہنچا دیا۔ اس عورت کی بات اس کے دل میں اثر کر گئی تھی، جب صبح ہوئی تو اس نے زنگیوں کو تنخواہیں دینے کے لئے جمع کیا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ پھر اس نے ان کے قتل کا حکم دیا اور ان کا آخری آدمی تک قتل کر دیا گیا۔

کہا جاتا ہے کہ اہل الموصل کے قتل کا سبب یہ تھا کہ ان سے بنی امیہ کی محبت اور بنی العباس سے کراہت ظاہر ہوئی تھی۔ ایک عورت نے اپنا سر دھویا اور خطمی چھت پر سے پھینکی۔ وہ ایک خراسانی کے سر پر جا پڑی۔ اس نے خیال کیا کہ عمداً ایسا کیا گیا ہے۔ اس نے مکان پر ہجوم کیا اور اس کے رہنے والوں کو قتل کر دیا۔ اس پر اہل شہر نے شورش کی اور فتنہ بھڑک اٹھا جو لوگ قتل کئے گئے ان میں ایک زاہد عابد شخص معروف بن ابی معروف بھی تھے جو اکثر صحابہ سے ملے تھے اور انہوں نے ان سے روایت کی تھی۔

چند حوادث

اسی سال السفاح نے اپنے بھائی المنصور کو الجزیرہ و آذربیجان اور ارمینیہ پر والی مقرر کر کے بھیجا۔

اسی سنہ میں اس نے اپنے چچا داؤد بن علی کو الکوفہ و السواد سے معزول کر کے المدینہ و مکہ اور الیمن الیمامہ پر مقرر کیا، اور اس کی جگہ الکوفہ کے عمل پر اپنے بھتیجے عیسٰی بن

موسیٰ بن محمد کو مقرر کیا۔ اور عیسیٰ نے الکوفہ پر ابن ابی لیلیٰ کو قاضی بنایا
البصرہ پر اس سال سفیان بن عیینۃ المہلبی عامل تھا اور اس کی قضاءۃ پر الحجاج بن ارطاۃ تھے۔
السند پر منصور بن جمہور، اور فارس پر محمد بن الاشعث۔ اور الجزیرہ وارمینیہ واذربیجان پر ابو جعفر بن محمد بن علی اور الموصل پر یحییٰ بن محمد بن علی۔ اور الشام پر عبداللہ بن علی۔ اور مصر پر ابوعون عبدالملک بن یزید۔ اور خراسان والجبال پر ابومسلم۔
دیوان الخراج پر خالد بن برمک تھا۔
اسی سال لوگوں کے ساتھ داؤد بن علی نے حج کیا۔
اسی سال عبداللہ بن ابی نجیح اور اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ الانصاری نے وفات پائی۔
اسی سال یحییٰ بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک، مروان بن محمد کے ساتھ الزاب میں مارا گیا، اور یہ یحییٰ بن عبدالرحمن کا بھائی ہے جو الاندلس میں داخل ہوا تھا۔
اسی سال یونس بن مغیرہ بن حلبین دمشق میں مارا گیا جبکہ وہاں عبداللہ بن علی داخل ہوا۔ اور اس کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ اس کو دو خراسانیوں نے قتل کیا جو اس کو نہیں جانتے تھے۔ پھر جب ان کو معلوم ہوا تو وہ اس پر روئے۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو اس کے جانوروں میں سے ایک نے کاٹ لیا تھا جس سے وہ مر گیا۔ اور وہ بہت بیمار (یا اندھا) تھا۔
اسی سال صفوان بن سلیم مولیٰ حمید بن عبدالرحمن نے وفات پائی۔
اسی سال محمد بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے المدینۃ میں وفاۃ پائی۔ وہ وہاں کے قاضی تھے۔
اسی سال ہمام بن منبہ اور عبداللہ بن عوف اور سعید بن سلیمان بن زید بن ثابت الانصاری، اور خبیب بن عبدالرحمن بن خبیب بن یساف الانصاری — یہ عبیداللہ بن عمر العمری کے ماموں تھے۔ خبیب بضم خاء معجمہ و بفتح باء موحدہ — اور عمارہ بن ابی حفصہ نے وفاۃ پائی، ابو حفصہ کا نام ثابت ہے جو عتیک بن ازد کا

غلام آزاد تھا، اور وہ باپ ہے حُرَمی کا جس کی کنیت ابو روح ہے۔ حرَمی بفتح حاء درار۔

اسی سال عبداللہ بن طاؤس بن کیسان الہمدانی نے وفات پائی جو اہل الیمن کے عباد و فقہاء میں سے تھے۔

پھر سنہ ۱۳۳ شروع ہوا۔

ملطیہ پر رومیوں کا قبضہ

اس سال قسطنطین ملک الروم ملطیہ اور کمخ پر بڑھا اور کمخ پر آکر اترا۔ وہاں کے باشندوں نے اہل ملطیہ سے مدد مانگی، وہاں سے آٹھ سو جنگ آزما کمخ والوں کی طرف روانہ ہوئے جن سے رومیوں نے جنگ کی اور مسلمانوں نے شکست کھائی، رومی ملطیہ پر آکر اترے اور انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس زمانہ میں الجزیرہ میں فتنہ برپا تھا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا، اور وہاں کا عامل موسیٰ بن کعب حران میں تھا۔ قسطنطین نے اہل ملطیہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے تمہارا محاصرہ صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ مجھے مسلمانوں کا حال اور ان کے اختلاف کا علم ہو چکا ہے۔ تمہارے لئے امان ہے اور تم بلاد مسلمین کو واپس چلے جاؤ تاکہ میں ملطیہ میں ہل چلا دوں۔ لیکن مسلمانوں نے یہ بات قبول نہ کی، اس نے منجنیقیں نصب کر دیں۔ پھر مسلمان راضی ہو گئے اور شہر تسلیم کر دیا اور بلاد اسلام کی طرف منتقل ہو گئے۔ اور جو کچھ اٹھا کر لے جا سکے لے گئے اور جو نہ اٹھا سکے اسے کنوؤں اور موریوں میں پھینک دیا۔ جب مسلمان وہاں سے چلے گئے تو رومیوں نے اس کو برباد کر دیا اور وہاں سے واپس چلے گئے۔ اہل ملطیہ بلاد الجزیرہ میں متفرق ہو گئے۔ ملک الروم قالیقلا کی طرف گیا اور مرج الحصی پر اترا۔ اس نے کوشان الارمنی کو بھیجا جس نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ شہر کے ارمنوں میں سے دو بھائیوں نے اس کی فصیل میں ایک شگاف کھودا اور اس رستے سے کوشان اور اسکے ساتھی شہر میں گھس آئے اور اس پر قبضہ کر لیا، مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں کو قید کر لیا۔

چند حوادث

اس سال السفاح نے اپنے چچا سلیمان کو البصرہ اور اس کے اعمال اور کور دجلہ والبحرین وعمان ومہرجان وقذف پر عامل بنا کر بھیجا۔ اور اپنے چچا اسمٰعیل کو الاہواز پر عامل بنایا۔

اسی سال داؤد بن علی نے ان لوگوں کو مکہ اور المدینہ میں قتل کیا جو بنی امیہ میں سے اسکے ہاتھ لگے۔ جب اس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا تو اس سے عبداللہ بن الحسن بن الحسن نے کہا! "اے بھائی! جب تو ان لوگوں کو قتل کر دے گا تو کس کے مقابل میں حکومتہ پر مفاخرت کرے گا؟ کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ وہ تجھے صبح و شام اس حال میں آتے جاتے دیکھیں جس سے ان کی ذلت ہو اور ان کو ناگوار ہو۔" لیکن اس نے ان کی بات نہ مانی اور ان کو قتل کر دیا۔

اسی سال ربیع الاول میں داؤد بن علی المدینہ میں مر گیا۔ اس نے مرتے وقت اپنا جانشین اپنے بیٹے موسیٰ کو کیا۔ جب السفاح کو اس کی وفاۃ کی خبر پہنچی تو اس نے مکہ اور المدینہ اور الطائف والیمامہ پر خالد بن یزید بن عبداللہ بن عبدالمسدان الحارثی کو مقرر کیا۔ جب زیاد المدینہ پہنچا تو اس نے ابراہیم بن حسان السلمی کو ــــ اور وہ ابو حماد الابرص بن المثنیٰ تھا ــــ یزید بن عمر بن ہبیرہ کی طرف بھیجا جو الیمامہ میں تھا۔ اس نے یزید اور اسکے ساتھیوں کو قتل کیا۔

اسی سال محمد بن الاشعث افریقیہ گیا اور اس نے وہاں کے باشندوں سے سخت جنگ کی حتیٰ کہ اسے فتح کر لیا۔

اسی سال شریک بن شیخ المہری نے بخارا میں ابو مسلم پر خروج کیا اور اس کی شدید مخالفت کی، اور کہا! ہم نے اس چیز پر آل محمد کا اتباع نہیں کیا ہے کہ خون بہائے جائیں اور غیر حق پر عمل کیا جائے۔ اس رائے میں اس کی پیروی تقریباً تیس ہزار آدمیوں نے کی، ابو مسلم نے اس کی طرف زیاد بن صالح الخزاعی کو بھیجا جس نے اس سے جنگ کی اور زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔

اسی سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے ختل کی طرف خروج کیا اور اس میں

داخل ہوگیا۔ جبش بن الشہل وہاں کے بادشاہ نے اس کی مزاحمت نہ کی بلکہ وہ اور اسکے ساتھ چند دھاقین قلعہ بند ہو گئے۔ پھر جب ابوداؤد نے اس کا تعاقب نہ چھوڑا تو وہ اور اس کے ساتھ جو دھاقین تھے وہ قلعہ سے نکل گئے اور ارض فرغانہ چلے گئے۔ اور وہاں سے ترکوں کے ملک میں داخل ہوئے اور ملک چین میں جا پہنچے۔ ابوداؤد نے ان سب لوگوں کو پکڑ لیا جو ان میں سے اس کے ہاتھ لگے اور انھیں ابومسلم کے پاس بھیجدیا۔

اسی سال عبدالرحمن بن یزید بن المہلب الموصل میں قتل کیا گیا۔ اس کو سلیمان نے جس کو الاسود کہا جاتا ہے پہلے ایک امان نامہ لکھکر دینے کے بعد قتل کیا۔

اسی سال صالح بن علی نے سعید بن عبداللہ کو درو ب کے اس پار صائفہ کیلئے بھیجا۔

اسی سال یحییٰ بن محمد الموصل سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ اسمعیل بن علی عامل بنایا گیا۔ یحییٰ کے عزل کی وجہ اہل الموصل کا قتل اور الموصل والوں میں اسکے برے اثر کے سبب سے تھا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ زیاد بن عبیداللہ الحارثی نے حج کیا۔

اور عمال اس سال بھی وہی تھے جن کا ذکر ہم گزشتہ سال میں کر چکے ہیں۔ سوا حجاز، یمن اور الموصل کے عمال کے، جن کے نئے عاملوں کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

اس سال اخشید فرغانہ اور ملک شاش باہم غالب ہو گئے، اخشید نے ملک الصین سے مدد طلب کی، اس نے ایک لاکھ سپاہ سے اس کی مدد کی، اخشید نے ملک الشاش کا محاصرہ کر لیا۔ وہ ملک الصین کے فیصلہ پر اتر آیا ملک الصین نے اس سے اور اس کے اصحاب سے ایسا تعرض نہ کیا جو ان کے لئے برا ہو۔ ابومسلم کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ان سے جنگ کے لئے زیاد بن صالح کو بھیجا، نہر طراز پر ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی جس میں مسلمانوں کو ان پہ فتح حاصل ہوئی اور انھوں نے ان کے تقریباً پانچ ہزار آدمی قتل کئے اور تقریباً بیس ہزار آدمی قید کئے، باقی الصین کی طرف بھاگ گئے۔ یہ جنگ ذی الحجہ ۱۳۳ھ میں ہوئی۔

اسی سال مروان بن ابی سعید اور ابن المعلی الزرقی الانصاری اور علی بن بذیمہ مولیٰ جابر بن سمرۃ السوائی نے وفاۃ پائی۔ (بذیمہ بفتح بار موحدہ وکسر ذال معجمہ)

پھر سنہ ۱۳۴ھ شروع ہوا۔

بسام بن ابراہیم کی بغاوت

اس سال بسام بن ابراہیم بن بسام نے خلع بیعت کیا جو اہل خراسان میں سے تھا۔ وہ السفاح کے لشکر سے اپنے ایک ہم خیال گروہ کے ساتھ پوشیدہ طور پر المدائن کی طرف گیا، السفاح نے ان لوگوں کی طرف خازم بن خزیمہ کو بھیجا، دونوں میں جنگ ہوئی، بسام اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی ان میں سے اکثر مارے گئے اور ان میں سے جو بھاگتا ہوا پکڑا گیا وہ بھی مارا گیا۔ پھر وہ پلٹا اور ذات المطامیر پر سے گزرا جہاں بنی عبد المدان میں السفاح کی ننھیال تھی، یہ کل ۳۵ آدمی تھے، ان کے سوا اٹھارہ آدمی اور تھے اور ان کے سترہ موالی تھے۔ خازم نے ان کو سلام نہ کیا، جب وہ ان پر سے گزرا تو انہوں نے اس کو گالیاں دیں۔ اس کے دل میں ان کی طرف سے گرہ پڑی ہوئی تھی۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ مقبرہ جو بسام کے ساتھیوں میں سے تھا ان کے پاس پناہ گزین ہوا تھا۔ وہ ان کی طرف واپس گیا اور ان سے مغیرہ کی نسبت پوچھا، انہوں نے جواب دیا "ہمارے پاس سے ایک راہ گیر گزرا ہے جس کو ہم نہیں جانتے تھے، اور وہ ایک رات ہمارے قریہ میں ٹھیرا پھر ہمارے ہاں سے چلا گیا"۔ اس نے کہا "تم امیر المومنین کی ننھیال ہو، ان کا دشمن تمھارے پاس آتا ہے اور اس کو تمہارے قریہ میں امان دی جاتی ہے، کیوں نہ تم نے جمع ہو کر اس کو پکڑ لیا۔ اس پر انہوں نے اس کو سخت جواب دیا۔ اس نے حکم دیا اور ان سب کی گردنیں ماری گئیں۔ اور ان کے مکان ڈھا دئے گئے۔ اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے۔ پھر وہ وہاں سے چلا گیا، یہ خبر الیمانیہ کو پہنچی تو وہ سب جمع ہوئے، اور ان کے ساتھ زیاد بن عبید اللہ الحارثی السفاح کے پاس گیا اور انہوں نے کہا "خازم نے آپ پر جرات کی اور آپ کے حق کا استخفاف کیا اور آپ کی ننھیال والوں کو قتل کر دیا۔ جو ملکوں کو طے کر کے آپ کے پاس عزت حاصل کرنے اور آپ کا احسان طلب کرنے کے لئے آئے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے جوار میں داخل ہو گئے۔ خازم نے ان کو قتل کیا، ان کے مکان ڈھا دیے اور ان کے اموال لوٹ لئے بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی جرم کیا ہو"۔ السفاح

نے خازم کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ خبر موسیٰ بن کعب اور الوالجہم بن عطیہ کو پہنچی تو وہ دونوں السفاح کے پاس آئے اور اس سے کہا "اے امیرالمومنین، ہمیں ان لوگوں کی باتوں کی خبر پہنچی ہے اور یہ کہ امیرالمومنین نے خازم کے قتل کا ارادہ کیا ہے۔ ہم آپ کو اس سے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں کیوں کہ اس نے طاعت کی، اور اس کی سابق خدمات ہیں۔ اس نے جو کچھ کیا اس کا حق اس کو پہنچتا تھا، کیونکہ آپ کے شیعہ اہل خراسان نے آپ لوگوں کو اپنے اقارب اور اپنی اولاد پر ترجیح دی اور جس نے آپ کی مخالفت کی اس کو انہوں نے قتل کر دیا۔ آپ ان کی برائی سے چشم پوشی کرنے کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔ لیکن اگر آپ نے اس کے قتل کا فیصلہ ہی کر لیا ہے تو اس کو خود نہ انجام دیجیے بلکہ اس کو کسی ایسے کام پر بھیجیے جس پر اگر وہ مارا گیا تو آپ اس مقصد کو پہنچ جائیں گے جس کا آپ ارادہ رکھتے ہیں۔ اور اگر وہ فتحیاب ہوا تو اس کی فتح آپ کے لیے مفید ہو گی" اور انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اسے شیبان بن عبدالعزیز الیشکری کے ساتھ ان خوارج کے مقابلہ پر بھیجیے جو عمان اور جزیرہ برکاوان میں ہیں۔ السفاح نے اسکو سات سو آدمیوں کے ساتھ بھیجنے کا حکم دیا، اور سلیمان بن علی کو جو البصرہ پر تھا لکھا کہ ان کو جزیرہ برکاوان اور عمان کی طرف سوار کر دے۔ خازم روانہ ہو گیا۔

خوارج کا معاملہ اور شیبان بن عبدالعزیز کا قتل

خازم نے اپنے زیر کمان لشکر کے ساتھ البصرہ کی طرف کوچ کیا، تو وہ پہلے ہی اپنے خاندان اور اپنے متعلقین اور اپنے موالی میں سے، اور اہل مروالروذ میں سے اپنے بھروسے کے لوگوں کو انتخاب کر چکا تھا۔ البصرہ پہنچتے ہی سلیمان نے ان لوگوں کو کشتیوں پر سوار کر دیا اور البصرہ سے بنی تمیم میں سے کچھ لوگوں کو ان کے ساتھ کر دیا یہ لوگ سمندر میں چلے حتیٰ کہ جزیرہ برکاوان پر لنگر ڈالا، خازم نے نضلہ بن نعیم النہشلی کو پانسو آدمیوں کے ساتھ شیبان کی طرف بھیجا، دونوں کی مٹھ بھیڑ ہوئی، سخت جنگ ہوئی، شیبان اور اس کے ساتھی کشتیوں پر بیٹھکر عمان کی طرف چلدیے اور وہ صفریہ تھے، جب وہ عمان پہنچے تو جلندی اور اس کے اصحاب نے جو اباضیہ تھے ان سے جنگ کی، سخت جنگ ہوئی، جس میں شیبان اور اس کے ساتھی مارے گئے۔

دسنہ ۱۲۹ میں بھی اسی سیاق پر شیبان کے قتل کا ذکر گذر چکا ہے) پھر خازم اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں چلا حتیٰ کہ انہوں نے ساحل عمان پر لنگر ڈالا اور صحرا کی طرف نکلے، جلندی اور اس کے اصحاب ان کے مقابلہ پر آئے، گھمسان کا رن پڑا، اس دن خازم کے اصحاب بہت مارے گئے، اور ان میں اس کا ایک اخیافی بھائی ۹۰ نوّے آدمیوں کے ساتھ مارا گیا۔ دوسرے دن بھی انہوں نے سخت جنگ کی، اس روز خوارج میں سے نوسو آدمی مارے گئے، اور ان میں سے ۹۰ نوّے آدمی جل گئے۔ پھر خازم کی آمد کے سات دن بعد دوبارہ مقابلہ ہوا، جس میں خازم کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کے مشورہ کے مطابق اس نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنی سنانوں کی نوکوں پر روئی کے پہل باندھ کر ان کو نفط سے تر کریں اور ان میں آگ لگائیں پھر ان کو لے کر چلیں حتیٰ کہ جلندی کے اصحاب کے گھروں میں آگ لگا دیں، کیوں کہ ان کے گھر لکڑی کے تھے، جب یہ کیا گیا اور ان کے گھروں میں آگ لگا دی گئی تو وہ ان میں اور اپنے اہل وعیال اور اولاد میں مشغول ہو گئے۔ پھر خازم اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کیا اور تلوار سے ان کی خبر لی اور ان کو قتل کیا۔ جو لوگ مارے گئے ان میں جلندی بھی تھا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس نے ان کے سر البصرہ بھیجدئے اور سلیمان نے ان کو السفاح کے پاس بھیجدیا۔ اس کے بعد خازم چند ماہ وہیں ٹھیرا رہا حتیٰ کہ السفاح نے اس کو بلایا اور وہ آگیا۔

غزوۂ کش

اسی سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کش پر حملہ کیا اور وہاں کے بادشاہ الاخرید کو قتل کر دیا، وہ سامع اور مطیع تھا، اس نے الاخرید کے اصحاب کو بھی قتل کیا اور ان سے چینی کے منقوش مذہب برتن لے لئے، جن کی مثل کبھی نہیں دیکھے گئے تھے، زینیں اور چینی کا سامان جو سب دیباکا تھا اور بہت سی نادر چیزیں حاصل کیں، اور سب ابو مسلم کے پاس بھیجدیں، وہ اس وقت سمرقند میں تھا۔ اس نے ان کے دہاقین میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا، الاخرید کے بھائی طاران کو زندہ چھوڑا اور اسے کش کا بادشاہ بنا دیا۔ ابو مسلم صغد اور بخارا کے باشندوں میں کشت وخون

کرنے کے بعد مرو واپس آیا۔ اس نے سمرقند کی فصیل تعمیر کرنے کا حکم دیا اور زیاد بن صلیح کو اس پر اور بخارا پر مقرر کیا۔ ابو داؤد بلیخ واپس ہو گیا۔

منصور بن جمہور کا حال

اس سال السفاح نے موسیٰ بن کعب کو السند بھیجا تاکہ منصور بن جمہور سے جنگ کرے، وہ چلا اور اپنی جگہ السفاح کے شرطہ پر مسیب بن زہیر کو نائب بنایا گیا۔ موسیٰ السند پہنچا اور منصور سے بارہ ہزار آدمیوں کے ساتھ ملا منصور اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی۔ وہ بھاگ نکلا اور ریگستان میں پیاسا مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کو پیٹ کا عارضہ ہوا اور اسی میں وہ مر گیا، السند میں اس کے نائب نے جب اس کی ہزیمت کی خبر سنی تو وہ منصور کے عیال اور سامان کے ساتھ نکلا اور بلاد الخزر چلا گیا۔

چند حوادث

اسی سال محمد بن یزید بن عبد اللہ نے وفات پائی، وہ الیمن پر تھا۔ السفاح نے اس کی جگہ علی بن الربیع بن عبد اللہ کو مقرر کیا۔

اسی سال ذی الحجہ میں السفاح الحیرہ سے الانبار منتقل ہوا۔

اسی سال الکوفہ سے مکہ تک منارہ اور میل کے پتھر نصب کئے گئے۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ نے حج کیا، وہ الکوفہ پر تھا۔ اور الکوفہ کی قضا پر ابن ابی لیلیٰ تھے۔ المدینہ اور مکہ اور الطائف اور الیمامہ کی ولایت پر زیاد بن عبد اللہ۔ اور الیمن پر علی بن ربیع الحارثی اور البصرہ اور اس کے اعمال اور کور دجلہ و عمان پر سلیمان بن علی تھے۔ البصرہ کی قضا پر عباد بن منصور تھے السند کی ولایت پر موسیٰ بن کعب تھا خراسان و الجبال پر ابو مسلم۔ فلسطین پر صالح بن علی۔ مصر پر ابو عون۔ الموصل پر اسمٰعیل بن علی۔ ارمینیہ پر یزید بن اسید۔ اذربیجان پر محمد بن صول۔ دیوان الخراج پر خالد بن برمک۔ الجزیرہ پر ابو جعفر المنصور۔ اور اذربیجان و ارمینیہ پر اس کے عامل وہی تھے جنکا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ الشام پر عبد اللہ بن علی تھا۔

اسی سال محمد بن اسمٰعیل بن سعد بن ابی وقاص، اور سعد بن عمر بن سلیم الزّرقی نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۳۵ شروع ہوا

زیاد بن صالح کا خروج

اس سال زیاد بن صالح نے ماوراء النہر میں خروج کیا۔ ابو مسلم مرو سے اس کے مقابلہ کے لئے مستعد ہو کر چلا اور ابو داؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو ترمذ کی طرف بھیجا اس خوف سے کہ کہیں زیاد بن صالح اسکے قلعہ اور کشتیوں کی طرف کسی کو بھیج کر ان پر قبضہ نہ کرلے۔ اس نے یہی کیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ لیکن اس پر طالقان کے باشندوں نے ایک شخص کے ساتھ جس کی کنیت ابو اسحٰق تھی خروج کیا اور انہوں نے نصر کو قتل کر دیا۔ جب یہ خبر ابو داؤد کو پہنچی تو اس نے عیسیٰ بن ہامان کو نصر کے قاتلوں کے تعاقب میں بھیجا، اس نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ ابو مسلم تیزی سے بڑھا حتیٰ کہ آمل پہنچا، اس کے ساتھ سباع بن نعمان الازدی تھا اور یہ وہی ہے جسکو السفاح نے زیاد بن صالح کی طرف بھیجا تھا۔ اور اسے حکم دیا تھا کہ اگر اسے موقع ملے تو ابو مسلم پر حملہ کر کے اسے قتل کر دے۔ اس نے ابو مسلم کو اس کی خبر کر دی، ابو مسلم نے سباع کو آمل میں قید کر دیا۔ ابو مسلم عبور کر کے بخارا پہنچا جب وہ وہاں اترا تو اس کے پاس زیاد کے متعدد قواد آئے جو زیاد سے الگ ہو گئے تھے اور انہوں نے ابو مسلم کو خبر دی کہ سباع بن نعمان ہی وہ شخص ہے جس نے زیاد کو بگاڑا ہے۔ اس نے آمل کے عامل کو لکھا کہ اسے قتل کر دے۔ جب زیاد کے قواد اس سے الگ ہو گئے اور ابو مسلم سے آملے تو زیاد نے وہاں کے ایک دہقان کے پاس پناہ لی، اس نے زیاد کو قتل کر دیا اور اس کا سر ابو مسلم کے پاس بھیجدیا۔ ابو داؤد اہل طالقان کے خیال سے ابو مسلم کے پاس نہ آسکا۔ ابو مسلم نے اسے زیاد کے قتل کی اطلاع لکھ بھیجی۔ اور کش گیا، اور عیسیٰ بن ہامان کو بسام کی طرف بھیجا۔ اور ایک فوج ساغر کی طرف بھیجی۔ اہل ساغر نے صلح کی درخواست کی جو قبول کر لی گئی۔ لیکن بسام میں عیسیٰ کو کچھ حاصل نہوا۔ عیسیٰ نے ابو مسلم کے صاحب کامل بن مظفر کو خط لکھا جس میں

اس نے ابوداؤد پر اظہار ناراضی کیا اور اسے عصبیت کی طرف منسوب کیا۔ یہ نامہ ابومسلم نے ابوداؤد کو بھیج دیا اور لکھا کہ یہ ان غیر مختونوں کے نامے ہیں جن کو تو نے برابر کا بنادیا ہے۔ جو چاہے کر۔ ابوداؤد نے عیسیٰ کو لکھکر اپنے پاس بلایا اور جب وہ اس کے پاس آگیا تو اسے قید کردیا اور اسے مارا اور پھر اس کو نکال دیا، اور لشکریوں نے اس پر حملہ کرکے اس کو قتل کردیا۔ ابومسلم مرو واپس چلا گیا۔

جزیرہ صقلیہ کی جنگ

اسی سال عبداللہ بن حبیب نے تلمسان پر حملہ کے بعد جزیرہ صقلیہ پر حملہ کیا اور وہاں مال غنیمت حاصل کیا۔ قیدی پکڑے اور وہاں ایسی فتح حاصل کی جو اس سے پہلے کسی نے حاصل نہیں کی تھی۔ پھر افریقیہ کے ولاۃ بربر کے ساتھ فتنہ میں مشغول ہو گئے صقلیہ کو امن مل گیا، رومیوں نے ہر طرف سے اس کو آباد کرلیا اور وہاں قلعہ تعمیر کرلئے۔ وہ ہر سال جہازوں میں نکل کر جزیرہ کے گرد چکر لگاتے اور اس کی مدافعت کرتے تھے اور بسا اوقات مسلمان تاجروں کو پالیتے تو ان کو پکڑ لے جاتے تھے۔

چند حوادث

اس سال لوگوں کے ساتھ سلیمان بن علی نے حج کیا۔ وہ البصرہ اور اس کے اعمال پر تھا اور اس سال عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال ابوحازم الاعرج نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۰ میں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۴ میں۔

اس سال عطار بن عبداللہ مولی المطلب نے وفات پائی۔ اور بعض اس کو مولی المطلب کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے وہ عطار بن میسرہ تھا اور اس کی کنیت ابوعثمان الخراسانی تھی۔ بعض کہتے ہیں اس نے سنہ ۱۳۴ میں وفات پائی۔

اس سال مرنے والوں میں یہ لوگ ہیں: یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، فارس میں۔ یہ فارس پر امیر تھا، اور اس سے پہلے الموصل پر تھا۔ ثور بن زید الدؤلی، یہ ثقہ تھا۔ زیاد بن ابی زیاد مولیٰ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی

اور یہ ابطال میں سے تھا۔ (عیاش یار تحتانی اور شین معجمہ سے)
پھر سنہ ۱۳۶ شروع ہوا۔

ابوجعفر اور ابومسلم کا حج

اس سال ابومسلم نے السفاح کو خط لکھا جس میں اس کے پاس آنے اور حج کرنے کی اجازت مانگی۔ وہ خراسان پر قابض ہونے کے بعد سے اب تک وہاں سے باہر نہیں گیا تھا۔ السفاح نے اس کو لکھا کہ اس کے پاس پانسو سپاہ کے ساتھ آئے۔ اس پر ابومسلم نے لکھا کہ میں نے لوگوں کو نقصان پہنچائے ہیں، مجھے اپنی جان کی طرف سے اطمینان نہیں ہے"۔ السفاح نے لکھا کہ تو ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ آ کیونکہ تو اپنے اہل اور اپنی دولت کی حکومت میں ہے اور مکہ کا راستہ لشکر کا متحمل نہیں ہے۔ وہ آٹھ ہزار آدمیوں کے ساتھ چلا جن کو اس نے نیساپور اور الرّے کے درمیان پھیلا دیا۔ وہ اموال اور خزانوں کے ساتھ آیا اور ان سب کو اس نے الرے میں چھوڑ دیا۔ اس نے الجبل کے اموال بھی جمع کئے اور ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔ السفاح نے قواد اور تمام لوگوں کو حکم دیا کہ اس سے جا ملیں۔ جب ابومسلم السفاح کے پاس داخل ہوا تو اس نے اس کی بہت تعظیم و تکریم کی۔ پھر اس نے السفاح سے حج کے لئے اجازت مانگی، اس نے اجازت دے دی اور کہا، اگر ابوجعفر یعنی السفاح کا بھائی المنصور حج کا ارادہ نہ رکھتا تو میں تجھی کو موسم حج پر عامل مقرر کرتا۔ اس نے ابومسلم کو اپنے قریب اتارا۔ ابوجعفر اور ابومسلم کے درمیان صفائی نہ تھی۔ السفاح نے، جب معاملات اس کے لئے صاف ہو گئے، تو ابوجعفر کو خراسان بھیجا تھا اور اس کے ساتھ خراسان پر ابومسلم کی ولایت اور السفاح اور اس کے بعد ابوجعفر المنصور کے لئے بیعت کا عہد تھا ابومسلم اور اہل خراسان نے ان دونوں کے لئے بیعت کی۔ ابومسلم ابوجعفر کے ساتھ استخفاف کا برتاؤ کرتا تھا۔ اس لئے جب وہ واپس آیا تو اس نے السفاح کو ابومسلم کے حال کی خبر دی۔ پھر جب ابومسلم اس مرتبہ آیا تو ابوجعفر نے السفاح سے کہا کہ میری بات مانئے اور ابومسلم کو قتل کر دیجئے کیونکہ خدا کی قسم اس کے سر میں غدر ہے۔ السفاح نے کہا، تو اس کی آزمودہ کاری اور کارکردگی سے واقف ہے' ابوجعفر نے جواب دیا

کہ وہ سب کچھ ہماری وجہ سے تھا۔ خدا کی قسم اگر آپ ایک بلّی کو بھی بھیجتے تو وہ اس کی قائم مقام ہو سکتی تھی۔ اور اس مرتبے پر پہنچ سکتی تھی جس مرتبے پر وہ پہنچا۔ السفاح نے پوچھا: پھر اسے کیونکر قتل کیا جائے؟ المنصور نے کہا: جب وہ آپ کے پاس آئے اور آپ اس سے گفتگو کریں تو اسے پیچھے سے لوگ ایسی ضرب لگائیں کہ وہ مر جائے کہا: پھر اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا کیا جائے؟ ابو جعفر نے کہا: اگر وہ قتل کر دیا گیا تو وہ متفرق ہو جائیں گے اور دب جائیں گے۔" اس پر السفاح نے اس کے قتل کا حکم دے دیا، اور نکل گیا۔ پھر السفاح اس پر نادم ہوا اور اس نے ابو جعفر کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا۔ ابو جعفر اس سے پہلے حران میں تھا۔ وہاں سے الانبار گیا جہاں السفاح تھا۔ حران پر اس نے مقاتل بن حکیم العکی کو اپنا نائب بنایا۔ ابو جعفر اور ابو مسلم نے حج کیا۔ موسم حج کا امیر ابو جعفر تھا۔ اس میں زید بن اسلم مولیٰ عمر بن الخطاب نے وفات پائی۔

السفاح کی موت کا ذکر

اسی سال السفاح نے تیرہ ذی الحجہ کو اور بعض کہتے ہیں بارہ ذی الحجہ کو الانبار میں وفات پائی۔ اس کے چیچک نکلی تھی۔ اس کی عمر موت کے وقت تینتیس [۳۳] برس کی تھی۔ بعض کہتے ہیں چھتیس اور بعض کہتے ہیں اٹھائیس برس کی تھی۔ اس کی حکومت مروان کے قتل سے وفات تک چار سال، اور اس وقت سے جب کہ اس کے لئے خلافت کی بیعت کی گئی اس کی موت تک چار سال آٹھ ماہ اور بعض کہتے ہیں: نو ماہ رہی جن میں سے آٹھ مہینے تک وہ مروان سے لڑتا رہا۔ اس کے بال گھونگر والے تھے، وہ لمبے قد والا، گورے رنگ کا، پتلی لمبی ناک والا، خوبصورت چہرے اور ڈاڑھی والا تھا۔ اس کی ماں ربطہ بنت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عبد المدان الحارثی تھی۔ اس کا وزیر ابو الجہم بن عطیہ تھا۔ اس پر اس کے چچا عیسیٰ بن علی نے نماز پڑھی۔ اور اسے الانبار عتیقہ میں دفن کیا گیا۔ اس نے صرف نو جبّے، چار قمیص، پانچ سراویل، چار طیلسان اور تین ریشمیں دھاری دار چادریں چھوڑیں۔ ابن النفاح نے دو بیتیں شعر کی لکھیں اور ایک شخص کے ساتھ مروان کے لشکر میں بھیجیں تاکہ وہ رات کو انھیں سواروں میں پہنچا دے اور وہاں صبح کرے اور سورج نکلنے تک لوگوں

میں رہے۔ اور پکڑا نہ جائے۔ وہ بیتیں یہ ہیں؛ ؎

یا آل مروان ان اللہ مہلککم ومبدل بکم خوفا وتشریدا
لا عمر اللہ من انسائکم احدا وبثکم فی بلاد الخوف تطریدا

اے آل مروان! اللہ تمھیں ہلاک کرنے اور تمھاری حالت کو خوف اور پراگندگی سے بدلنے والا ہے؛ اللہ تمہاری نسل میں سے کسی کو خوش حال نہ کرے اور تمہیں بلاد خوف میں منتشر کر دے۔

کہا؛ میں نے یہی کیا۔ ان کے دلوں میں خوف داخل ہو گیا۔

ابو جعفر بن یحییٰ کہتا ہے؛ ایک دن السفاح نے آئینے میں دیکھا، وہ بہت خوبصورت تھا، اس نے کہا، خدایا؛ میں اس طرح نہیں کہتا سلیمان بن عبد الملک نے کہا تھا کہ میں جوان بادشاہ ہوں، بلکہ میں کہتا ہوں کہ اے خدا! مجھے اپنی طاعت میں طویل عمر دے جو عافیت سے متمتع ہو۔ ابھی اس نے یہ کلام پورا نہ کیا تھا کہ اس نے کسی غلام کو دوسرے غلام سے کہتے سنا کہ میرے اور تیرے درمیان دو مہینہ پانچ دن کی مدت ہے۔ اس کے کلام سے السفاح کے طوطے اڑ گئے، اس نے کہا؛ حسبی اللہ، ولا قوۃ الا باللہ، علیک توکلت وبک استعین۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ اُسے بخار نے آگھیرا، اس کا مرض متصل رہا اور اس نے دو مہینہ پانچ دن بعد وفات پائی۔

ذکر خلافت المنصور

اسی سال السفاح عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے بھائی ابو جعفر عبداللہ بن محمد کے لئے اپنے بعد خلافت عقد کی، اور اس کو اپنے بعد مسلمانوں کا ولی عہد قرار دیا، اور اس عہد کو ایک کپڑے میں رکھ کر اس پر اپنی مہر اور اپنے اہل بیت کی مہریں ثبت کیں، اور اس کو عیسیٰ بن موسیٰ کے سپرد کیا۔ جب السفاح مر گیا تو ابو جعفر مکہ میں تھا۔ ابو جعفر کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ نے بیعت لی اور اسے السفاح کی وفات اور اس کے لئے بیعت لئے جانے کی اطلاع دی۔ یہ قاصد المنصور سے منزل صفیہ میں ملا۔ المنصور نے کہا: ہمارے لئے صاف ہو گیا انشاءاللہ۔ ابو مسلم کو لکھا اور اسے اپنے پاس بلایا۔ ابو جعفر آگے آ گیا تھا، ابو مسلم اس کے پاس آیا۔ جب وہ بیٹھا اور اس کے سامنے عیسیٰ کا خط رکھا گیا تو وہ اس کو پڑھ کر رو دیا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی، اور اس نے ابو جعفر کو دیکھا جس نے بہت جزع کی تھی۔ اس نے کہا: یہ کیسی جزع ہے حال آں کہ آپ کے پاس خلافت آئی ہے ابو جعفر نے کہا: مجھے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے شر کا خوف ہے۔ ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ پر شغب کرے گا۔ ابو مسلم نے کہا اس سے نہ ڈرو، میں اس کے لئے کافی ہوں، انشاءاللہ۔ اس کے لشکر کا عام حصہ اور جو اس کے ساتھ ہیں سب اہل خراسان ہیں اور وہ میری نافرمانی نہیں کریں گے۔" المنصور اس سے خوش ہو گیا، ابو مسلم نے اور لوگوں نے اس سے بیعت کر لی، یہ دونوں آگے بڑھے، حتیٰ کہ الکوفہ پہنچ گئے۔

کہا جاتا ہے پہلے ابو مسلم ابو جعفر سے آگے روانہ ہو گیا تھا اس کو السفاح کے مرنے کی خبر پہلے معلوم ہوئی۔ اس نے ابو جعفر کو لکھا کہ اللہ تجھے محفوظ رکھے اور تیرے ذریعے

فائدہ بخشے ۔ معلوم ہو کہ میرے پاس ایک ایسی خبر آئی ہے جس نے مجھے کاٹ دیا اور میرے دل پر ایسا اثر کیا کہ کسی چیز نے کبھی نہ کیا تھا ۔ وہ امیر المومنین کی وفات ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو بڑا اجر دے اور خلافت آپ پر درست کرے کیونکہ آپ کے حق کی تعظیم کرنے والا اور آپ کا خالص خیر خواہ اور آپ کی خوشنودی پر مجھ سے زیادہ حریص آپ کے اہل میں کوئی شخص نہیں ہے" پھر وہ دو دن ٹھیرا رہا اور اس نے ابو جعفر کو لکھا کہ اپنی بیعت لے ۔ دراصل وہ ابو جعفر کو مرعوب کرنا چاہتا تھا ۔

کہا : ابو جعفر نے زیاد بن عبید اللہ کو مکہ کی طرف واپس کر دیا ۔ وہ السفاح کی طرف سے مکہ اور المدینہ پر عامل تھا ۔ بعض کہتے ہیں : اس کو السفاح نے اپنی موت سے پہلے مکہ سے معزول کر دیا تھا اور وہاں کا والی عباس بن عبداللہ بن معبد بن العباس کو مقرر کر دیا تھا ۔

عیسیٰ بن موسیٰ نے ابو جعفر کے لئے بیعت لی ، عبداللہ بن علی کے پاس الشام میں السفاح کی وفات اور المنصور کی بیعت کی خبر بھیجی ، اور اسے حکم دیا کہ المنصور کے لئے بیعت لے ۔ وہ اس سے پہلے السفاح کے پاس آیا تھا اور السفاح نے اسے الصائفہ پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ اہل الشام و خراسان کو بھیجا تھا ۔ وہ چلا حتیٰ کہ دُلوک پہنچا اور ابھی وہاں نہ پہنچا تھا کہ اس کے پاس السفاح کی موت کی خبر آئی ۔ وہ اپنے ساتھ کے لشکروں سمیت واپس ہوا ، اور اس نے خود اپنے لئے بیعت لی ۔

الاندلس کے فتنہ کا ذکر

اس سال الاندلس میں حباب بن رواحہ بن عبداللہ الزہری نے خروج کیا اور اس نے خود اپنی طرف دعوۃ دی ۔ اس کی طرف الیمانیہ کی ایک جماعت مجتمع ہوگئی ۔ پھر وہ الصمیل کی طرف گیا جو قرطبہ کا امیر تھا ، اور وہاں اس کا محاصرہ کر لیا اور اس کو تنگ کیا ۔ آخر کار الصمیل نے یوسف الفہری امیر الاندلس سے مدد لی ۔ وہ الاندلس پر پیہم گرانی اور بھوک کی وجہ سے مدد نہ کر سکا ۔ اور اس وجہ سے بھی کہ یوسف الصمیل سے کراہت کرتا تھا ۔ اس نے اس کی ہلاکت پسند کی تاکہ اس سے راحت پائے ۔

وہاں عامر العبدری نے بھی شورش برپا کی اور ایک جمعیت فراہم کی اور

القمیس کے خلاف حباب کے ساتھ مل گیا۔ یہ دونوں بنی العباس کی دعوۃ لے کر کھڑے ہوئے۔
جب القمیس پر محاصرہ شدید ہو گیا تو اس نے اپنی قوم کو مدد کے لئے لکھا انھوں نے اس کی
مدد کی طرف جلدی کی، اور جمع ہو کر اس کی طرف چلے۔ حباب نے جب ان کے قرب
کی خبر سنی........ القمیس سرقسطہ سے چلایا اور اس کو چھوڑ دیا۔ حباب وہاں واپس
آگیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ یوسف الفہری نے القمیس کو طلیطلہ کا عامل مقرر کیا۔

چند حوادث کا ذکر

الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ تھا۔ الشام پر عبداللہ بن علی۔ مصر پر صالح بن علی۔ البصرہ پر
سلیمان بن علی۔ المدینہ پر زیاد بن عبید اللہ الحارثی۔ مکہ پر عباس بن عبداللہ بن معبد۔
اس سال یہ لوگ فوت ہوئے: ربیعہ بن عبدالرحمٰن — یہ ربیعۃ الرائے ہیں۔
بعض کہتے ہیں: انھوں نے ۱۳۵ھ میں وفات پائی اور بعض کہتے ہیں: ۱۴۲ھ میں۔ اور عبداللہ
بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ اور عبدالملک بن عمر بن سوید اللخمی القرشی — ان کو
قرشی (بالتفاء) کہا گیا ہے۔ اور عطاء بن السائب ابو زید الثقفی۔ اور عروہ بن رویم۔
اس سال ابو جعفر المنصور امیر المومنین مکہ سے آیا اور الکوفہ میں داخل ہوا۔ وہاں کے
باشندوں کے ساتھ اس نے نماز جمعہ پڑھی، ان کو خطبہ دیا، اور الانبار کی طرف گیا اور وہاں
قیام کیا۔ اور اس کے اطراف (اس کے تحت) جمع کر دیے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے بیوت اموال اور
خزانے اور دواوین ابو جعفر کے آنے سے قبل سنبھال رکھے تھے اس کے آنے کے بعد امور
اس کے سپرد کر دیے۔

پھر ۱۳۷ھ داخل ہوا

عبداللہ بن علی کے خروج اور اس کی ہزیمت کا ذکر

عبداللہ بن علی الصائفہ پر فوجوں کے ساتھ جانے اور السفاح کی موت اور عیسیٰ
بن موسیٰ کے اپنے چچا کو اس کی موت کی اطلاع دینے اور ابو جعفر المنصور کے لئے بیعت
لینے کا حکم بھیجنے کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ السفاح نے اپنی وفات سے قبل اس کا

حکم دیا تھا۔ جب قاصد عبداللہ کے پاس یہ پیغام لے کر آیا تو وہ اس سے دلوک پر جا کر ملا، جو درب کے سرے پر ہے۔ اس نے منادی کو حکم دیا، اس نے ندا دی کہ نماز جمع ہوتی ہے، لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اس نے ان کو السفاح کی موت کے متعلق مکتوب پڑھ کر سنایا اور لوگوں کو اپنی طرف دعوۃ دی اور ان کو خبر دی کہ جب السفاح نے مروان بن محمد کی طرف فوجیں بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو اپنے بنی اب کو طلب کیا اور چاہا کہ وہ اس کے مقابلہ پر جائیں، اور کہا کہ تم میں سے جو جانے کو تیار ہوگا اور اس کی طرف جائے گا وہی میرا ولی عہد ہے، لیکن میرے سوا کوئی نہ اٹھا۔ اسی بات پر میں اس کے پاس سے نکلا اور میں نے قتل کیا جسکو قتل کیا۔ اس بات پر اس کے لئے ابو غانم الطائی اور خفاف المروروذی اور قوادمیں سے دوسروں نے شہادت دی۔ پس اس سے بیعت کر لی گئی ان لوگوں میں حمید بن قحطبہ وغیرہ اہل خراسان والشام والجزیرہ میں سے تھے لیکن حمید بعد میں اس سے الگ ہو گیا جیسا کہ ہم آگے بیان کرینگے۔ پھر عبداللہ چلا حتیٰ کہ حران پر اترا، وہاں مقاتل العکی تھا جسے ابوجعفر نے مکہ جاتے وقت اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ مقاتل اس کے مقابلہ میں قلعہ بند ہو گیا، اور وہ چالیس دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اس مدۃ میں ابومسلم المنصور کے ساتھ حج سے واپس آچکا تھا جیسا کہ ہم نے ذکر کیا۔ اس نے المنصور سے کہا، اگر تم چاہو تو میں اپنے کپڑے اپنے منطقہ میں جمع کر دوں اور تمہاری خدمت کروں اور اگر تم چاہو تو میں خراسان جاؤں اور تمہاری مدد کے لئے لشکر بھیجوں۔ اور اگر تم چاہو تو میں عبداللہ بن علی سے لڑنے کیلئے جاؤں۔" المنصور نے اسے عبداللہ سے لڑنے کے لئے جانے کا حکم دیا۔ ابومسلم لشکروں کے ساتھ عبداللہ کی طرف گیا اور اس کے پیچھے کوئی نہ رہا۔ حمید بن قحطبہ بھی اس سے آملا اور اس کے ساتھ گیا۔ ابومسلم نے اپنے مقدمہ پر مالک بن الہیثم الخزاعی کو مقرر کیا۔ جب عبداللہ کو ابومسلم کے بڑھنے کی خبر پہنچی اور وہ حران کا محاصرہ کئے ہوئے تھا تو اسے خوف ہوا کہ کہیں اس پر عطاء العتکی آگے سے ہجوم نہ کر بیٹھے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے پاس جا کر اترا اور اس کے ساتھ مقیم رہا۔ پھر اسے عثمان بن عبدالاعلیٰ بن سراقۃ الازدی کے پاس الرقہ بھیجا اور اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے بھی تھے۔ اور اس کو ایک خط لکھ کر دیا۔ جب یہ لوگ عثمان کے پاس پہنچے تو العتکی نے وہ خط اسکو دیا، اس نے العتکی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر لیا۔ اور عبداللہ

کی ہزیمت کے بعد ان کو بھی قتل کر دیا۔ عبداللہ بن علی کو خوف تھا کہ اہل خراسان اس کے ساتھ خیر خواہی نہیں کریں گے۔ اس لئے اس نے ان میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمی قتل کر دیے، حمید بن قحطبہ کو عامل بنا کر حلب بھیجا، اور اسے وہاں کے عامل زُفر بن عاصم کے نام ایک خط دیا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ جب حُمید اس کے پاس پہنچے تو اسے قتل کر دیا جائے۔ حمید روانہ ہوا اور خط اس کے ساتھ تھا۔ جب وہ کسی رستے میں تھا تو اس نے کہا کہ میرا ایک ایسا خط لیکر جانا جس کے مضمون کی مجھے خبر نہیں ہے اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اس نے خط کھول کر پڑھا اور جو کچھ اس میں تھا دیکھا تو اپنے خواص کو اس سے باخبر کیا اور ان سے کہا تم میں جو کوئی میرے ساتھ جانا چاہے، چلے۔ ان میں سے بہتوں نے اس کی پیروی کی اور وہ الرصافہ پر سے العراق کی طرف چلا۔ المنصور نے محمد بن صول کو حکم دیا کہ وہ عبداللہ بن علی کے پاس جائے اور اس کے ساتھ مکر کرے۔ جب وہ اسکے پاس گیا تو اس نے اس سے کہا: میں نے ابوالعباس کو کہتے سنا ہے کہ خلیفہ میرے بعد میرا چچا عبداللہ ہے۔ اس نے کہا! تو نے جھوٹ کہا۔ تجھے ابوجعفر نے مقرر کیا ہے، اور اس کی گردن ماردی۔ محمد بن صول ابراہیم بن عباس الکاتب الصولی کا دادا ہے۔ پھر عبداللہ بن علی آگے بڑھا حتیٰ کہ نصیبین پر اترا، اس پر خندق کھدوائی، ابو مسلم بھی اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھا۔ المنصور نے حسن بن قحطبہ کو جو ارمینیہ پر اس کا نائب تھا، لکھا کہ وہ ابو مسلم سے جا ملے۔ وہ ابو مسلم سے الموصل پر جا ملا۔ ابو مسلم آگے بڑھا اور اس نے نصیبین کا رخ کیا اور الشام کے رستے پر چل پڑا، اس نے عبداللہ سے تعرض نہ کیا اور اسے لکھا کہ مجھے تجھ سے لڑنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے بلکہ امیرالمومنین نے مجھے الشام پر والی مقرر کیا ہے، اس لئے میں ادھر جاتا ہوں۔ اس پر ان شامیوں نے، جو عبداللہ کے ساتھ تھے، عبداللہ سے کہا، ہم تیرے ساتھ کیسے رہ سکتے ہیں جبکہ یہ شخص ہمارے ملک میں جا رہا ہے۔ وہ ہمارے مردوں میں سے جس پر قدرت پائے گا اسے قتل کر دے گا اور ہمارے بچوں کو غلام بنائے گا۔ ہم تو اپنے ملک کی طرف جائیں گے، اور اس کو روکیں گے اور اس سے جنگ کریں گے۔ اس پر عبداللہ نے ان سے کہا! خدا کی قسم وہ الشام نہیں جاتا۔ اس نے تم سے جنگ کرنے کے سوا کوئی اور ارادہ نہیں کیا ہے۔ اگر تم

یہاں ٹھیرے رہے تو وہ تمھارے ہی پاس آئے گا۔ لیکن انھوں نے الشام جانے کے سوا کسی بات کے ماننے سے انکار کردیا۔ ابومسلم ان سے قریب ہی تھا۔ عبداللہ نے الشام کی طرف کوچ کیا ابومسلم پلٹ کر عبداللہ بن علی کے معسکر میں اسی جگہ آکر اترا اور اس کے گرد جس قدر آب گیر تھے ان کو زمین دوز کردیا اور ان میں مردار ڈال دیے۔ عبداللہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: میں نے تم سے نہ کہا تھا۔ پھر وہ پلٹا اور ابومسلم کے پڑاؤ کی جگہ اترا جہاں وہ پہلے تھا۔ پھر ان میں پانچ مہینے تک جنگ ہوتی رہی۔ اہل الشام میں سوار زیادہ تھے اور ان کا سامان زیادہ مکمل تھا۔ عبداللہ کے میمنہ پر بکار بن مسلم العقیلی اور اس کے میسرہ پر حبیب بن سوید الاسدی؛ اور اس کے سواروں پر عبدالصمد بن علی، عبداللہ کا بھائی تھا۔ ابومسلم کے میمنہ پر حسن بن قحطبہ اور اس کے میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا۔ مہینہ بھر جنگ ہوتی رہی پھر یہ ہوا کہ عبداللہ کے آدمیوں نے ابومسلم کے لشکر پر حملہ کیا۔ انھوں نے ان کو ان کی جگھوں سے ہٹا دیا اور واپس آگئے۔ پھر ان پر عبدالصمد بن علی نے سواروں کے ساتھ حملہ کیا اور ان میں سے اٹھارہ آدمیوں کو قتل کردیا۔ اور وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ واپس آگیا۔ پھر سب نے اکٹھے ہوکر دوبارہ ابومسلم کے آدمیوں پر حملہ کیا اور ان کی صفیں بگاڑ دیں۔ اور ایک چکر لگایا۔ اس وقت ابومسلم سے کہا گیا کہ اگر تو اپنے گھوڑے اس ٹیلے پر لے آئے تو لوگ تجھے دیکھیں گے اور واپس آجائیں گے۔ کیونکہ وہ پسپا ہوگئے ہیں۔ ابومسلم نے جواب دیا کہ اہل عقل اپنے جانوروں کو اس حال پر نہیں پھیرتے۔ پھر اس نے مناوی کو حکم دیا، اس نے ندا دی کہ اے اہل خراسان واپس آؤ کیونکہ عاقبت اس کیلئے ہے جس نے تقویٰ کیا۔ لوگ واپس ہوئے، اس روز ابومسلم نے رجز پڑھا جس میں اس نے کہا: ؎

من کان ینوی اهله فلا رجع ۔ فرمن الموت وفی الموت وقع

جو اپنے اہل کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لئے رجوع نہیں ہے۔ موت سے بھاگنا موت میں پڑتا ہے۔

ابومسلم کے لئے ایک تخت بنایا گیا تھا جس پر وہ بیٹھتا تھا اور جب لوگ مشغول پیکار ہوتے تو وہ جنگ کی طرف دیکھتا تھا۔ اگر وہ لشکر میں کوئی خلل دیکھتا تو اس کو روک دیتا اور اس ناحیہ کے افسر کو احتیاط برتنے کا حکم بھیجتا اور ہدایت دیتا کہ وہ کیا کرے۔

اس کے قاصد برابر ان کی طرف آتے جاتے رہتے حتیٰ کہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے واپس پھرتے۔ سہ شنبہ یا چہار شنبہ کے دن ساتویں جمادی الآخرہ ۱۳۶ھ کو دونوں لشکروں کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ متخاصمین جنگ آزما ہوئے، ابومسلم نے ان سے مکر کیا۔ اس نے حسن بن قحطبہ کو حکم دیا کہ میمنہ کی بجائے میسرہ کی طرف زیادہ ضعیف بنائے اور میمنہ میں اپنے اصحاب کی جماعت اور مضبوط آدمیوں کو چھوڑ دے۔ جب اہل الشام نے یہ دیکھا تو انھوں نے اپنے میسرہ کو چھوڑ دیا اور اپنے میمنہ میں ابومسلم کے میسرہ کے مقابل جا ملے۔ ابومسلم نے قلب والوں کو حکم دیا اور وہ اُس کے میمنہ والوں کے ساتھ مل کر اہل الشام کے میسرہ پر حملہ آور ہوئے۔ اور ان کو پیس ڈالا۔ قلب اور میمنہ الٹ گیا۔ ابومسلم کے اصحاب ان پر چڑھ گئے اور عبداللہ کے اصحاب پسپا ہو گئے۔ عبداللہ بن علی نے ابن سراقۃ الازدی سے کہا: اے ابن سراقہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میری یہ رائے ہے کہ جمے رہو اور لڑے جاؤ حتیٰ کہ مر جاؤ کیونکہ بھاگنا تم جیسے شخص کے لئے برا ہے جب کہ تم نے اسی بات پر مروان کو برا کہا تھا۔ اس نے کہا: میں تو العراق جاتا ہوں۔ سراقہ نے کہا: میں تیرے ساتھ ہوں۔ وہ بھاگ نکلے اور اپنا لشکر چھوڑ گئے جس پر ابومسلم قابض ہو گیا۔ اس نے المنصور کو اس کی نسبت لکھا۔ المنصور نے ابوالخصیب اپنے غلام آزاد کو بھیجا تاکہ لشکر سے جو کچھ ملا ہے اس کا احصار کرے۔ اس پر ابومسلم برہم ہوا۔ عبداللہ اور عبدالصمد ابنائے علی چلے گئے۔ عبدالصمد الکوفہ گیا اور اس کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ نے امان طلب کی۔ المنصور نے اسے امان دے دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عبدالصمد بن علی الرصافہ میں ٹھیر گیا حتیٰ کہ جمہور بن مراد العجلی، جس کو المنصور نے سواروں کے ساتھ بھیجا تھا وہاں پہنچا اور اس کو گرفتار کر کے پابجولاں المنصور کے پاس ابوالخصیب کے ساتھ بھیج دیا۔ پھر المنصور نے اس کو رہا کر دیا۔ رہا عبداللہ بن علی، تو وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس البصرہ آیا اور اس کے پاس ایک زمانے تک روپوش رہا۔ پھر ابومسلم نے عزیمت کے بعد لوگوں کو امان دے دی اور اُن سے ہاتھ روکنے کا حکم دیا۔

ابومسلم خراسانی کے قتل کا ذکر

اسی سال ابومسلم خراسانی قتل کیا گیا۔ اس کو المنصور نے قتل کیا۔ اس کا سبب یہ تھا۔ ابومسلم نے السفاح سے حج کو جانے کی اجازت طلب کی تھی جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ السفاح نے المنصور کو لکھا جو الجزیرہ، ارمینیہ، آذربیجان پر تھا کہ ابومسلم نے مجھے حج کی اجازت کے لئے لکھا ہے، اور میں نے اس کو اجازت دیدی ہے۔ وہ مجھ سے یہ درخواست کرنے کا ارادہ رکھتا ہے کہ میں اس کو موسم حج کا والی مقرر کروں۔ تم مجھے حج کی اجازت کے لئے لکھو، میں تم کو اجازت دیدوں گا۔ کیونکہ جب تم مکہ میں ہو گے تو وہ تم پر سرداری کی طمع نہیں کرے گا۔ المنصور نے اپنے بھائی السفاح کو حج کی اجازت کے لئے لکھا، اس نے اجازت دیدی، وہ الانبار آیا، ابومسلم نے کہا، کیا اس سال کے سوا ابوجعفر کو حج کے لئے کوئی اور سال نہ ملتا؟ اور اس بات پر اس نے رنج کیا۔ دونوں نے ملکر حج کیا۔ ابومسلم عربوں کو کپڑے دیتا اور کنوئیں اور رستے درست کراتا گیا، اس کا نام ہوا اور عرب کہنے لگے کہ اس پر جھوٹ بہتان گھڑے گئے ہیں۔ جب وہ مکہ پہنچا اور اہل الیمن کو اس نے دیکھا تو کہا، یہ کونسا لشکر ہے؟ کاش ان سے کوئی ظریف اللسان اور غزیر الدمعہ (= بہت آنسوؤں والا) ملتا۔ جب لوگ موسم سے نکلے تو ابومسلم رستے میں ابوجعفر سے آگے بڑھ گیا، اس کو السفاح کی وفات کی خبر ملی۔ اس پر اس نے ابوجعفر کو خط لکھا جس میں اسے اس کے بھائی کی تعزیت دی، مگر خلافت کی تہنیت نہ دی، ٹھیرا بھی نہیں کہ اس سے مل جاتا اور نہ واپس ہوا۔ ابوجعفر خشمگیں ہوا اور اس نے ابومسلم کو درشت خط لکھا۔ جب اس کو وہ خط ملا تو اس نے ابوجعفر کو خلافت کی تہنیت لکھی۔ ابومسلم آگے بڑھا اور الانبار پہنچا، عیسیٰ بن موسیٰ نے اسے دعوت دی کہ وہ آکر اس سے بیعت کرے، وہ عیسیٰ کے پاس آگیا۔ پھر ابوجعفر آیا۔ عبداللہ بن علی نے بغاوت کی۔ المنصور نے ابومسلم کو الحسن بن قحطبہ کے ساتھ اس سے جنگ کے لئے بھیجا، جیسا کہ اوپر گزرا۔ پھر الحسن نے المنصور کے وزیر ابوایوب کو لکھا کہ میں نے ابومسلم کو دیکھا ہے کہ اس کے پاس امیرالمومنین کا خط آتا ہے تو وہ اسے پڑھ کر اپنے ہاتھ سے مالک بن الہیثم کے آگے

ڈال دیتا ہے، وہ اسے پڑھتا ہے پھر دونوں ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں۔ یہ پیغام جب
ابوایوب کو دیا گیا تو وہ ہنسا اور اس نے کہا؛ ہم ابومسلم کے لئے عبداللہ بن علی سے زیادہ
برے ہیں۔ لیکن ہمیں صرف ایک بات سے امید ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ
اہل خراسان عبداللہ کو پسند نہیں کرتے اور اس نے ان میں سے قتل کیا جن کو قتل کیا۔"
عبداللہ نے ان میں سے سترہ ہزار آدمی قتل کر دیے تھے۔ جب عبداللہ کو شکست
ہوئی اور ابومسلم نے لشکر سے جو کچھ غنیمت حاصل کی تھی وہ جمع کی تو ابوجعفر نے ابوالخصیب
کو ابومسلم کے پاس بھیجا تاکہ جو کچھ اموال ہاتھ آئے ہیں ان کو لکھے۔ ابومسلم نے اس پر
اس کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اس باب میں اس سے گفتگو کی گئی اور اس نے اسے چھوڑ دیا
اور کہا؛ میں خون کے معاملہ میں تو امین ہوں اور اموال کے معاملہ میں خائن ہوں۔ اور
المنصور کو گالیاں دیں۔ ابوالخصیب المنصور کے پاس واپس آیا اور اس نے اس کو
ان باتوں کی اطلاع دی۔ اب المنصور کو خوف ہوا کہ کہیں وہ خراسان نہ چلا جائے
اس نے ابومسلم کو لکھا کہ میں نے تجھے مصر و الشام کا والی کیا ہے، کیوں کہ یہ تیرے لئے
خراسان سے بہتر ہے، تو مصر کی طرف جس کو چاہے بھیجدے اور خود الشام میں قیام
کرتا کہ تو امیرالمومنین سے قریب رہے۔ اس لئے کہ میں تیری ملاقات محبوب
رکھتا ہوں، اور چاہتا ہوں کہ تو قریب سے آتا رہے۔" جب یہ نامہ اسے ملا
تو وہ بگڑ کر بولا؛ مجھے الشام اور مصر کا والی بناتا ہے حال آں کہ خراسان میرا ہے،
المنصور کے قاصد نے یہ بات بھی اس کو لکھ بھیجی۔ ابومسلم مخالفت کا ارادہ کرکے
الجزیرہ سے آگے بڑھا اور سیدھا خراسان کی طرف چلا، المنصور الانبار سے المدائن
گیا اور ابومسلم کو لکھا کہ اس کے پاس آئے۔ ابومسلم نے جواب دیا، اور اس وقت وہ
الزاب میں تھا، کہ اب امیرالمومنین کے لئے کوئی بات باقی نہیں رہی ہے۔ اللہ نے
ان کے دشمن پر ان کو غالب کر دیا ہے، ہمارے ہاں ملوکِ آل ساسان سے یہ روایت
ہے کہ وزراء کے لئے سب سے زیادہ خوف کا وقت وہ ہے جب مصائب سکون
سے بدل جائیں۔ اب ہم آپ کے قرب سے فاحر ہیں اور جب تک آپ وفا
کریں ہم آپ کے ساتھ وفا کرنے پر حریص ہیں۔ اور سمع و طاعت کے لئے طیار
ہیں۔ مگر دور رہ کر جہاں اس کے ساتھ سلامتی بھی ہو۔ اگر یہ بات آپ کو پسند ہو تو

ہم آپ کے بہترین غلام کی طرح ہیں ۔ اور اگر آپ اپنے نفس کا ارادہ پورا کرنے کے سوا کسی اور بات کو قبول نہ کریں تو میں نے جو کچھ آپ کے عہد کو استوار کیا تھا اسے اپنی جان کی خاطر توڑ دیا۔" یہ مکتوب جب المنصور کو ملا تو اس نے ابومسلم کو لکھا کہ میں نے تمہارا خط سمجھا۔ تمہاری صفت ان وزرا کی نہیں ہے جو اپنے پادشاہوں کے ساتھ دھوکا کرنے والے تھے ۔ جو اپنے جرائم کی کثرت کے سبب دولت کی رسّی پراگندہ کرنی چاہتے تھے کیوں کہ ان کی راحت نظام جماعت کے انتشار ہی میں تھی۔ پھر تم نے اپنے تئیں ان کے برابر کیوں کر دیا۔ تم تو اپنی طاعت اور اپنی مناصحت اور اس کام کا بوجھ اٹھانے میں جس درجے پر ہو وہ معلوم ہے۔

امیرالمومنین نے عیسٰی بن موسٰی کے ہاتھ تمہیں ایک پیغام بھیجا ہے تاکہ اگر تم اسے سنو تو تمہاری تسکین ہو جائے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ شیطان اور اس کے وسوسوں کے اور تمہارے درمیان حائل ہو جائے۔ کیوں کہ اس کو تمہاری نیت خراب کرنے کے لئے کوئی اور دروازہ اس دروازے سے زیادہ قریب تر اور محکم تر نہیں ملا ہے۔ جو اس نے تم پر کھولا ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ابومسلم نے اس کو در اصل یہ خط لکھا تھا۔ اما بعد میں نے ایک شخص کو امام اور دلیل بنایا تھا ان چیزوں کی طرف جو اللہ نے اپنی خلق پر فرض کی ہیں ۔ اور وہ مقام علم میں اترنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت میں قریب تھا۔ پھر اس نے مجھے قرآن سے جاہل بنایا اور اس نے تھوڑے سے نفع کے لئے، جس کو اللہ نے اپنی خلق کے لئے معیوب قرار دیا ہے اس کے مواضع سے اس کی تحریف کی ۔ وہ اس شخص کی طرح تھا جس نے دھوکے میں ڈالا۔ اس نے مجھے حکم دیا کہ میں تلوار بے نیام کروں،" رحم ترک کر دوں معذرت قبول نہ کروں،" اور لغزش معاف نہ کروں ۔ میں نے تمہاری حکومت کا رستہ صاف کرنے کے لئے یہی کیا حتیٰ کہ اللہ نے تم کو بتا دیا کہ تم کو کون اٹھاتا تھا۔ پھر اللہ نے مجھے توبہ کے ذریعے اس سے بچا لیا۔ اگر وہ مجھے معاف کر دے تو یہ اس کے مطابق ہے جو اس سے معروف ہے اور اس کی طرف منسوب ہے۔ اور اگر مجھے اس کی سزا دے تو یہ ان افعال کے مطابق ہے جو میرے ہاتھ پہلے کر چکے ہیں ۔ وما اللہ بظلام للعبید

(اور اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے)۔

ابو مسلم مخالفت اور عداوت کے ساتھ اطاعت سے نکل گیا۔ المنصور الانبار سے المدائن کی طرف چلا، اور ابو مسلم نے حلوان کا رستہ لیا۔ المنصور نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی اور بنی ہاشم میں سے جو دوسرے موجود تھے ان سے کہا کہ تم ابو مسلم کو لکھو۔ انھوں نے اسے لکھا، جس میں اس کے کام کی بزرگی ظاہر کی، اس کا شکریہ ادا کیا اور اس سے درخواست کی کہ اس سے جو کچھ ظہور پذیر ہوتا رہا ہے اور جو طاعت وہ برتتا رہا ہے اس کو پورا کرے۔ اور اسے بغاوت کے انجام سے ڈرایا۔ اور المنصور کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ یہ خط المنصور نے ابو حمید مرورودی کے ہاتھ بھیجا اور اس سے کہا: ابو مسلم سے بہت نرم گفتگو کیجو اور اس سے بتائیو کہ اگر وہ درست ہوگیا اور میری خوشنودی کی طرف اس نے مراجعت کرلی تو میں اس کو بلند کروں گا۔ اور اس کے ساتھ وہ کروں گا جو اس سے کسی نے نہ کیا ہوگا۔ اور اگر اس نے واپس ہونے سے انکار کیا تو اس سے کہہ دیجو کہ امیر المومنین تجھ سے کہتے ہیں کہ "میں عباس سے نہیں ہوں اور محمد سے بری ہوں اگر تو مخالف ہوکر چلا گیا اور میرے پاس نہ آیا اور میں نے تیرا معاملہ اپنے سوا کسی اور کے سپرد کردیا اور خود تیری طلب اور تجھ سے جنگ کرنے کا کام انجام نہ دیا۔ اگر تو سمندر میں اترے گا تو میں بھی اتروں گا اور اگر تو آگ میں جائے گا تو میں بھی جاؤں گا حتیٰ کہ یا تجھے قتل کردوں گا یا میں خود اس سے پہلے مرجاؤں گا"۔ لیکن یہ بات اس وقت تک نہ کہیو جب تک تجھے اس کے رجوع سے بالکل مایوسی نہ ہوجائے۔ اور اس سے خیر کی امید نہ رہے۔ ابو حمید چلا اور ابو مسلم کے پاس حلوان پہنچا اور اسے وہ خط دیا اور اس سے کہا: لوگ تجھے امیر المومنین کی طرف سے ایسی باتیں پہنچاتے ہیں جو انھوں نے نہیں کہیں۔ اور جو اس رائے کے خلاف ہیں جس پر امیر المومنین ہیں۔ یہ تجھ سے حسد اور دشمنی کی بنا پر ہے۔ جس سے وہ تیری نعمت زائل کرنی اور بدل دینی چاہتے ہیں۔ جو کچھ تجھ سے ظاہر ہوا ہے اسے تو فاسد نہ کر۔ اس نے ابو مسلم سے کہا: اے ابو مسلم تو ہمیشہ امیر آل محمد رہا ہے۔ لوگ اسی حیثیت سے تجھے جانتے ہیں، اور اللہ نے تیرے لئے اپنے پاس جو کچھ اجر رکھ چھوڑا ہے وہ اس سے زیادہ ہے۔ جس پر تو اب اپنی دنیا میں ہے تو اپنا اجر برباد نہ کر اور شیطان کو خام خیالی میں

بتلا نہ کر دے۔" ابو مسلم نے جواب دیا کہ تونے کب میرے ساتھ ایسی باتیں کی تھیں"؟
اس نے کہا: تو نے ہی ہمیں اس امر کی دعوۃ دی اور بنی العباس اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی اطاعت کی طرف بلایا اور ہمیں ایسے تمام لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا جو اس کی مخالفت
کریں۔ تو نے ہمیں مختلف زمینوں اور متفرق اسباب سے بلایا۔ اور اللہ نے ہمیں
ان کی اطاعت پہ جمع کر دیا۔ اور ہمارے دلوں کے درمیان الفت ڈالدی اور ان کی
مدد کرنے پہ ہمیں عزت دی۔ ہم ان میں سے کسی شخص سے نہ ملے لیکن اس چیز کے ساتھ
جو اللہ نے ہمارے دلوں میں ڈالدی تھی حتیٰ کہ ہم ان کے پاس ان کے ملک میں بصائر
نافذہ و طاعت خالصہ کے ساتھ آئے۔ پھر جب ہم اپنی غایت تمنا اور منتہائے امل کو
پہنچ چکے ہیں تو کیا تو چاہتا ہے کہ ہمارا کام بگاڑ دے، اور ہمارا کلمہ متفرق کر دے۔
حال آں کہ تو نے خود ہم سے کہا تھا کہ جو تمہاری مخالفت کرے اس کو قتل کر دینا۔ اور
اگر خود میں تمہاری مخالفت کروں تو مجھے بھی قتل کر دینا" ابو مسلم ابو نصر مالک بن الہیثم
کی طرف متوجہ ہوا اور بولا: اے مالک! کیا تو نہیں سنتا جو باتیں یہ شخص کر رہا ہے! اس نے
کہا: اس کی بات نہ سن، اور واپس نہ جا۔ کیونکہ خدا کی قسم اگر تو اس کے پاس چلا گیا تو وہ
تجھے قتل کر دے گا، اس کے دل میں تیری طرف سے ایسی بات بیٹھ گئی ہے کہ وہ تجھ سے
کبھی مطمئن نہ ہوگا۔ اس پہ اس نے کہا، اٹھو، اور لوگ اٹھ گئے۔ پھر ابو مسلم نے نیزک
کے پاس آدمی بھیجا اور اس نے وہ خط اس کے سامنے پیش کئے اور جو کچھ گفتگو ہوئی تھی
بیان کی۔ اس نے کہا: میری رائے نہیں ہے کہ تو اس کے پاس جائے، میری یہ رائے
ہے کہ تو الرے چل اور وہاں خراسان کے درمیان قیام کر۔ الرے تیرا ہے اور
وہ تیری فوج ہیں۔ وہاں تیرا کوئی مخالف نہیں ہے۔ اگر وہ تجھ سے درست رہا تو
اس سے درست رہیو اور اگر اس نے انکار کیا تو تو اپنی فوج میں ہوگا اور خراسان
تیری پشت پر ہوگا۔ باقی جو تیری رائے ہو"۔ ابو مسلم نے ابو حُمید کو بلایا اور اس سے
کہا: اپنے صاحب کے پاس واپس جا، میری رائے نہیں ہے کہ اس کے پاس جاؤں" اس نے
پوچھا: کیا تو نے اس کی مخالفت کا عزم کر لیا ہے؟ بولا: ہاں۔ اس نے کہا: ایسا نہ کر۔
کہا: میں اس کے پاس کبھی واپس نہیں جاؤں گا" جب وہ اپنے ساتھ اس کی واپسی
سے مایوس ہو گیا تو جو کچھ ابو جعفر نے اس سے کہا تھا اس نے کہہ سنایا۔ ابو مسلم دیر

تک خاموش رہا۔ پھر اس نے کہا! اٹھ۔ اس بات نے اس کو توڑ دیا اور اسے مرعوب کر دیا۔

اسی زمانہ میں جبکہ ابو مسلم متہم ہوا تھا ابو جعفر المنصور نے ابو مسلم کے نائب ابو داؤد کو خراسان لکھ بھیجا تھا کہ خراسان کی حکومت جبتک تو زندہ ہے تیرے لئے ہے' ابو داؤد نے ابو مسلم کو لکھا کہ ہم اللہ کے خلفاء اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی معصیۃ کے لئے ہرگز نہیں نکلیں گے۔ تو اپنے امام کی مخالفت نہ کر اور اس کی بغیر اجازت واپس نہ آ۔ اس کا یہ خط اسی وقت ابو مسلم کے پاس پہنچا اس سے وہ اور مرعوب اور غمگین ہوا۔ اس نے ابو حمید کے پاس آدمی بھیجا اور اس سے کہا! میں نے خراسان جانے کا فیصلہ کر لیا تھا پھر میں نے مناسب سمجھا کہ ابو اسحٰق کو امیرالمومنین کے پاس بھیجوں تاکہ وہ میرے پاس ان کی رائے معلوم کر کے لائے کیوں کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن پر میں اعتماد کرتا ہوں۔ اس نے ابو اسحٰق کو بھیجا۔ جب وہ پہنچا تو بنی ہاشم اس سے ایسے تمام طریقوں سے پیش آئے جن سے وہ خوش ہو سکتا تھا۔ اس سے المنصور نے کہا کہ اس کو (یعنی ابو مسلم کو) اس کے رخ سے پھیر دے' اور خراسان کی ولایت تیرے لئے ہے۔ اور اسے روانہ کر دیا۔ ابو اسحٰق واپس آیا' اور اس نے ابو مسلم سے کہا! میں نے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھی۔ میں نے ان کو تیرے حق کی تعظیم کرتے دیکھا۔ وہ تیرے لئے وہی رائے رکھتے ہیں جو وہ خود اپنے لئے رکھتے ہیں۔ اور اسے مشورہ دیا کہ امیرالمومنین کے پاس واپس جائے اور اس سے ان باتوں پر معذرت چاہے جو اس سے ظاہر ہوئی ہیں۔ اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔ نیزک نے اس سے کہا! کیا تم نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا؟ اس نے کہا! ہاں۔ اور یہ شعر پڑھا۔

ما للرجال مع القضاء محالۃ ذھب القضاء بحیلۃ الاقوام

قضاء کے مقابلے میں انسان کی تدبیر کارگر نہیں ہوتی۔ قضاء کے سامنے قوموں کا حیلہ کافور ہو جاتا ہے۔

اس نے کہا! اگر تو نے فیصلہ کر لیا ہے تو اللہ تیرے لئے بہتری کرے۔ لیکن میری ایک بات یاد رکھ۔ جب تو اس کے پاس جائے تو اسے قتل کر دے' پھر جس سے چاہے بیعت لے' کیونکہ لوگ تیرے خلاف نہیں کریں گے۔ ابو مسلم نے المنصور کو

لکھ کر اطلاع دی کہ وہ اس کے پاس، واپس آرہا ہے۔ وہ اس کی طرف چلا، ابو نصر کو اس نے اپنے لشکر پر نائب کیا۔ اور اس سے کہا: جب تک تیرے پاس میرا خط آئے یہیں ٹھیر۔ اگر وہ آدھی مہر کے ساتھ آئے تو سمجھو کہ میں نے لکھا ہے اگر پوری مہر کے ساتھ آئے تو سمجھیو کہ میں نے مہر نہیں کی ہے اس نے لوگوں کو حلوان میں چھوڑ دیا اور خود تین ہزار آدمیوں کے ساتھ المدائن آیا۔ جب ابو مسلم کا خط المنصور کے پاس پہنچا تو اس نے پڑھا اور اپنے وزیر ابوایوب کی طرف ڈالدیا۔ اس نے بھی پڑھا۔ المنصور نے کہا: خدا کی قسم، اگر وہ میری نگاہوں کے سامنے آگیا تو میں اسے قتل کردوں گا۔ ابوایوب کو ابو مسلم کے ساتھیوں سے خوف ہوا کہ کہیں وہ المنصور کو اور اس کو قتل نہ کردیں۔ اس نے سلمہ بن سعید بن جابر کو بلایا اور اس سے کہا: کیا تیرے پاس شکر ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ ابوایوب نے کہا: اگر میں تجھے ایسی ولایت پر مقرر کروں جس سے تو وہ دولت حاصل کرے جو صاحب العراق کو حاصل ہوتی ہے تو کیا تو میرے بھائی حاتم کو اپنے ساتھ داخل کرے گا:۔ اور اپنے بھائی کو اس کے ساتھ داخل کرنے کا ارادہ کیا تاکہ وہ طمع کرے اور انکار نہ کرے۔ اور اس کو نصف دے گا؟ اس نے کہا: ہاں ابوایوب نے کہا: کسکر کی پہلے سال اتنی اتنی آمدنی تھی اور اس سال سے کئی گنی ہے اگر میں اس شرط پر جس پر وہ پہلے تھی یا امانت پر تجھے دے دوں تو تجھے وہ دولت حاصل ہوگی جس کے لئے ہاتھ کی وسعت تنگ ہوگی۔ اس نے کہا: مجھے یہ مال کیونکر حاصل ہوگا؟ ابوایوب نے جواب دیا کہ تو ابو مسلم کے پاس جا، اس سے مل اور گفتگو کر اور کہہ کہ وہ اپنی جو حوائج پیش کرے ان میں سے ایک تیری یہ حاجت بھی پیش کردے کیونکہ امیر المومنین ارادہ رکھتے ہیں کہ جب وہ ان کے دروازے کے اندر پہنچ جائے گا تو وہ اس کو والی بنائیں گے اور اس کا دل خوش کردیں گے۔ اس نے کہا: امیر المومنین مجھے اس سے ملاقات کی اجازت کیسے دیں گے؟ ابوایوب نے اس کے لئے اس باب میں اجازت طلب کی المنصور نے اجازت دیدی اور حکم دیا کہ ابو مسلم کو اس کا سلام اور شوق پہنچادے۔ سلمہ اس سے رستے میں ملا اور اس کو یہ خبر دی۔ اس سے اس کا دل خوش ہوگیا اور اس سے پہلے وہ رنجیدہ تھا پھر وہ برابر مسرور رہا حتیٰ کہ آپہنچا۔ جب ابو مسلم المنصور سے قریب ہوا تو اس نے لوگوں کو اس سے جاکر ملنے کا حکم دیا۔ بنی ہاشم اور دوسرے لوگ اس سے جاکر ملے۔ وہ آیا اور المنصور کے پاس داخل ہوا

اس کا ہاتھ چوما۔ المنصور نے حکم دیا کہ واپس جائے، تین دن آرام کرے اور حمام کرے۔ وہ واپس گیا۔ دوسرے دن المنصور نے عثمان بن نہیک اور پہرہ داروں کو بلایا جن میں شبیب بن واج اور ابوحنیفہ حرب بن قیس بھی تھے۔ اور ان کو حکم دیا کہ جب وہ دستک دے تو وہ ابو مسلم کو قتل کر دیں اور اس نے ان کو رواق کے پیچھے چھوڑ دیا۔ اور ابو مسلم کو پیغام بھیجکر طلب کیا۔ اس وقت اس کے پاس عیسٰی بن موسیٰ صبح کا ناشتہ کر رہا تھا۔ وہ المنصور کے پاس داخل ہوا۔ المنصور نے ان سے کہا: مجھے ان تلواروں کی کیفیت بتا جو تجھے عبداللہ بن علی سے ملی تھیں۔ اس نے کہا: ان میں سے ایک یہ ہے۔ المنصور نے کہا: مجھے دکھا۔ ابو مسلم نے نیام سے نکالا اور اسے دیدی۔ المنصور نے اسے اپنے فرش کے نیچے رکھ لیا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس پر عتاب کرنے لگا۔ اس نے کہا: مجھے اس خط کی خبر دے جو تو نے السفاح کو لکھا تھا۔ اور اسے ارض موات سے روکا تھا۔ کیا تو ہمیں دین سکھانا چاہتا تھا۔ اس نے کہا: میں نے گمان کیا کہ اس کا لینا حلال نہیں ہے۔ جب میرے پاس السفاح کا خط آیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ معدن علم کے اہل بیت سے ہے۔ المنصور نے کہا: مجھے بتا کہ مکہ کے رستے میں تو مجھ سے آگے کیوں چلا آیا تھا؟ اس نے کہا: میں نے پسند نہیں کیا کہ ہم ایک پانی پر جمع ہوں اور اس سے لوگوں کو ضرر پہنچے اس لئے میں، فوج کی خاطر آپ سے آگے چلا آیا۔ المنصور نے کہا: ان لوگوں سے جنہوں نے ابوالعباس کی موت کی خبر آنے کے وقت تجھے مکہ کے رستے میں دی اور میری طرف واپس ہونے کا مشورہ دیا تھا، ان سے تیرا یہ کہنا کہ ہم آگے جائینگے اور اپنی رائے قائم کرینگے (اس کے کیا معنے تھے؟) تو روانہ ہو گیا اور نہ ٹھیرا کہ میں تجھ سے آملوں اور نہ میری طرف واپس ہوا۔ اس نے کہا: اس سے بھی مجھے لوگوں کے لئے اسی طلب رفق نے روک دیا تھا۔ جس کی میں آپ کو خبر دے چکا ہوں۔ میں نے کہا: ہم الکوفہ پہنچ جائیں اور اس میں آپ کی کوئی مخالفت نہیں ہے۔ المنصور نے کہا: پھر عبداللہ کی لونڈی کو تو نے لینے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا: نہیں۔ بلکہ مجھے تو خوف ہوا کہ وہ ضائع ہو جائیگی۔ اس لئے میں نے اس کو ایک قبہ میں سوار کر دیا اور اس پر محافظ مقرر کیا۔ المنصور نے کہا: پھر تیرے خراسان کی طرف نکلنے کا کیا فائدہ تھا؟ اس نے کہا: مجھے خوف ہوا کہ آپ کے دل میں میری طرف سے ایک بات بیٹھ گئی ہے۔ میں نے کہا

میں خراسان چلا جاؤں پھر آپ کو اپنا عذر لکھوں، اور آپ کے دل میں جو بات ہے اسے دور کر دوں، المنصور نے کہا، اس مال کی نسبت کیا کہتا ہے جو تو نے خراسان میں جمع کیا ہے اس نے کہا وہ میں نے لشکر کی اصلاح اور تقویت کے لئے خرچ کیا۔ المنصور نے کہا: کیا تو وہ نہیں ہے جو مجھے خط لکھتا ہے تو اس میں اپنے نام سے ابتدا کرتا ہے۔ تو نے میری پھپھی آمنہ بنت علی سے پیغام دیا، اور تو دعویٰ کرتا ہے کہ تو سلیط بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے، تیری ماں نہو، تو بہت دشوار مقام پر چڑھ گیا ہے۔ پھر کہا: کیا چیز تجھے سلیمان بن کثیر کے قتل کے لئے داعی ہوئی تھی حال آں کہ ہماری دعوۃ میں اس کا کیا اثر ہے۔ وہ ہمارے جوانوں میں سے ایک تھا جبکہ تو بھی اس کام میں داخل نہیں ہوا تھا۔ ابو مسلم نے کہا: اس نے مخالفت کا ارادہ کیا تھا اور مجھ سے سرکشی کی تھی اس لئے میں نے اسے قتل کر دیا۔

جب المنصور کا عتاب طویل ہو گیا تو ابو مسلم نے کہا: میری آزمائشوں اور کارکردگیوں کے بعد یہ باتیں مجھ سے نہ کی جائیں۔ المنصور نے کہا: اے خبیثہ کے بچے، خدا کی قسم اگر تیری جگہ ایک لونڈی بھی ہوتی تو وہ کافی تھی۔ تو نے جو کچھ کیا ہماری دولت میں اور ہمارے نفع سے کیا۔ ورنہ اگر یہ سب کچھ تیرے لئے ہوتا تو تو ایک تاگہ بھی نہیں کاٹ سکتا تھا۔ ابو مسلم نے اس کا ہاتھ لے کر چومنا شروع کیا اور معذرت کرنے لگا۔ المنصور نے کہا: میں نے آج کے دن جیسا دن نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم تو نے میرا غصہ بڑھانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ ابو مسلم نے کہا: ان باتوں کو چھوڑ دیجئے کیوں کہ میں خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ اس پر المنصور غضبناک ہوا اور اسے گالیاں دیں اور اپنا ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ پہرہ دار نکل آئے، اس کو عثمان بن نہیک نے مارا، اور اس کی تلوار سکا پرتلہ کاٹ دیا۔ ابو مسلم نے کہا: اے امیر المومنین! مجھے اپنے دشمن کیلئے بچا رہنے دیجئے۔ المنصور نے جواب دیا کہ اگر میں تجھے چھوڑ دوں تو خدا مجھے نہ چھوڑے۔ کیا میرے لئے تجھ سے بھی زیادہ کوئی دشمن ہے؟۔ پہرہ داروں نے اس کو اپنی تلواروں سے گھیر لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ العفو العفو پکارتا تھا، المنصور کہتا اے لخنار کے بچے! اب معافی چاہتا ہے جبکہ تلواروں نے تجھے گھیر لیا ہے۔ اس طرح انہوں نے اسے پچیسویں شعبان کو قتل کر دیا۔ المنصور نے کہا: ؎ ۔

زعمت ان الدین لا ینقضی   فاستوف بالکیل ابا مجرم
سُقیتَ کاساً کنتَ تسقی بھا   امر فی الحلق من العلقم

تو اس وہم میں تھا کہ قرض ادا نہ ہوگا، اے ابو مجرم اپنا ساغر بھرلے تجھے وہی پیالہ پلایا گیا ہے جو پیالہ تو دوسروں کو پلاتا تھا، حلق میں ایلوے سے زیادہ تلخ پیالہ"

ابو مسلم نے اپنی حکومت میں چھ لاکھ آدمیوں کو اذیتیں دے کر قتل کیا تھا۔

جب ابو مسلم قتل کیا جا چکا تو ابو الجہم المنصور کے پاس آیا، اس نے ابو مسلم کو کشتہ دیکھا، اور کہا: کیا میں لوگوں کے پاس نہ جاؤں؟ المنصور نے کہا: ہاں۔ اور حکم دے کہ سامان ایک دوسرے رواق کی طرف لایا جائے۔ ابو الجہم نکلا اور اس نے ابو مسلم کے ساتھیوں سے کہا: واپس جاؤ، امیر دوپہر کو امیر المومنین ہی کے پاس قیلولہ کرے گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سامان منتقل کیا جا رہا ہے تو انہوں نے اس کو سچ سمجھ لیا اور چلے گئے۔ پھر المنصور نے ان کے لئے عطیہ اور انعام دینے کا حکم دیا۔ ابو اسحٰق کو ایک لاکھ دیئے گئے۔

عیسٰی بن موسٰی ابو مسلم کے قتل کے بعد المنصور کے پاس آیا اور بولا: اے امیر المومنین! ابو مسلم کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہاں۔ عیسٰی نے کہا: آپ اس کی خیر خواہی اور اطاعت اور اس باب میں امام ابراہیم کی رائے سے واقف ہیں؟ المنصور نے کہا: اے احمق، خدا کی قسم میں روئے زمین پر تیرا اس سے بڑے کسی دشمن سے واقف نہیں ہوں۔ دیکھ وہ بساط میں لپٹا پڑا ہے۔ عیسٰی نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عیسٰی کی رائے اس کی نسبت اچھی تھی۔ المنصور نے کہا: اللہ تیرا دل صاف کرے۔ کیا تیرے لئے کوئی حکومت یا اقتدار یا امر وہنی ابو مسلم کی موجودگی میں تھی؟ پھر المنصور نے جعفر بن حنظلہ کو بلایا، وہ اس کے پاس آیا، المنصور نے پوچھا: ابو مسلم کے معاملہ میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اگر آپ نے اس کے سر میں سے ایک بال بھی لے لیا ہے تو قتل کیجئے پھر قتل کیجئے۔" المنصور نے کہا: اللہ تجھے توفیق دے۔ جب اس نے ابو مسلم کو مقتول دیکھا تو کہا: اے امیر المومنین! آج کے دن سے آپ اپنی خلافت شمار کیجئے۔"

پھر المنصور نے ابو اسحٰق کو بلایا۔ جب وہ اس کے پاس پہنچا تو المنصور نے اس سے

کہا؛ اے خدا کے دشمن! تو ہی اس کو اس بات سے روکنے والا تھا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ المنصور کو خبر ملی تھی کہ ابو اسحٰق نے اسے خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا۔ ابو اسحٰق بولنے سے باز رہا اور ابو مسلم کے خوف سے دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ المنصور نے اس سے کہا؛ کہہ جو کچھ تو چاہتا ہے۔ اللہ نے اس فاسق کو قتل کر دیا۔" یہ کہہ کر اس نے ابو مسلم کو نکالنے کا حکم دیا۔ جب ابو اسحٰق نے اس کو دیکھا تو خدا کے لئے سجدہ میں گر پڑا اور دیر تک پڑا رہا۔ پھر اس نے سر اٹھایا اور کہا، شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے آج تجھ سے امن دیا۔ خدا کی قسم میں ایک دن میں اس سے مطمئن نہیں ہوا۔ اور میں اس سے ایک دن بھی نہ ڈرا۔ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں اس کے پاس آیا ہوں اور میں نے وصیت کر کے کفن نہ پہن لیا ہو، اور حنوط نہ مل لیا ہو۔ پھر اس نے اپنے اوپر کے کپڑے اٹھائے ان کے نیچے کفن کے کورے کپڑے تھے اور اس نے ان میں حنوط مل رکھا تھا۔ جب ابو جعفر نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس پر رحم کیا اور اس سے کہا؛ اپنے خلیفہ کی اطاعت کی طرف بڑھ۔ اور اس خدا کا شکر ادا کر جس نے تجھے اس فاسق سے راحت بخشی۔ پھر اس سے کہا کہ اس جماعت کو منتشر کر دے۔

ابو مسلم کے قتل کے بعد المنصور نے ابو نصر مالک بن الہیثم کو ابو مسلم کی جانب سے لکھا کہ وہ اس کا اسباب اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا ہے لے آئے اور خط پر ابو مسلم کی مہر کر دی۔ جب اس نے پوری مہر دیکھی تو سمجھ لیا کہ ابو مسلم نے نہیں لکھا ہے۔ اور کہا؛ یہ تم نے بنائی ہے، اور ہمذان کی طرف چلا گیا۔ اور وہ خراسان کا ارادہ رکھتا تھا المنصور نے ابو نصر کو شہر زور کی حکومت پر اس کے تقرر کے متعلق لکھا۔ اور زہیر بن الترکی کو، جو ہمذان پر تھا، لکھا کہ اگر ابو نصر تیرے پاس سے گزرے تو اسے قید کر دیجو۔ یہ خط زہیر کے پاس پہلے پہنچ گیا۔ ابو نصر ہمذان میں تھا۔ زہیر نے ابو نصر سے کہا؛ میں نے تیرے لئے کھانا پکوایا ہے، کاش تو میرے گھر آ کر مجھے عزت بخشتا۔ وہ اس کے گھر گیا، زہیر نے اسے پکڑ کر قید کر دیا۔ پھر ابو جعفر نے زہیر کو ایک خط لکھا جس میں اسے ابو نصر کے قتل کا حکم دیا۔ لیکن شہر زور پر ابو نصر کے تقرر کا حکم لانے والا اس سے قبل پہنچ چکا تھا، زہیر نے ابو نصر کو اس کی خیر خواہی کے سبب چھوڑ دیا اور وہ نکل گیا۔ پھر ایک دن بعد زہیر کو وہ خط ملا جس میں ابو نصر کے قتل کا

حکم تھا۔ اس نے کہا میرے پاس اس کے تقرر کا فرمان آیا تھا اس لئے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ ابو نصر المنصور کے پاس آیا، المنصور نے اس سے کہا، تونے ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے کہا، ہاں۔ اس کے مجھ پر احسان تھے اس لئے میں نے اس کی خیر خواہی کی۔ اگر امیر المومنین مجھے اپنے احسان سے اپنا بنالیں گے تو میں ان کی خیر خواہی کروں گا اور شکر بجالاؤں گا۔ المنصور نے اس کو معاف کر دیا۔ پھر جب الراوندیہ کا واقعہ پیش آیا تو ابو نصر قصر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بولا، آج میں دربان ہوں۔ ایک شخص میرے جیتے جی قصر میں داخل نہیں ہو سکتا۔ جب المنصور نے اس کی نسبت دریافت کیا تو اسے اس واقعہ کی خبر دی گئی۔ اس وقت اسے معلوم ہوا کہ ابو نصر نے اس سے خیر خواہی کی ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ زہیر نے ابو نصر کو المنصور کے پاس قید کر کے بھیجا پھر المنصور نے احسان کر کے اسے چھوڑ دیا اور اس کو الموصل پر عامل بنایا۔

جب المنصور نے ابو مسلم کو قتل کر دیا تو لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا، اے لوگو! اطاعت کے اُنس سے معصیت کی وحشت کی طرف نہ نکلو۔ اور حق کی روشنی میں دوڑنے کے بعد باطل کی تاریکی میں نہ چلو۔ ابو مسلم نے ابتدا اچھی کی مگر آخر میں برائی پر اتر آیا۔ اس نے لوگوں سے اس سے زیادہ لیا جتنا ہمیں دیا۔ اس نے اپنے باطن کی برائی کو ظاہر کی اچھائی پر ترجیح دی۔ ہمیں اس کے اندرونی خبث اور فساد نیت کے متعلق وہ باتیں معلوم ہیں جو اگر اس کی نسبت ہمیں ملامت کرنے والوں کو معلوم ہو جائیں تو وہ ہمیں اس کے قتل کے باب میں معذور رکھیں اور ہمیں اسے مہلت دینے پر ملامت کریں۔ وہ برابر اپنی بیعت توڑتا رہا اور اپنے ذمہ کی خلاف ورزی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس نے ہمارے لئے اس کی سزا دہی حلال کر دی اور اس کی خونریزی مباح کر دی۔ اس کے متعلق ہمارا فیصلہ وہی ہے جو اس کا فیصلہ دوسروں کے واسطے ہمارے لئے تھا۔ اس لئے جو حق تھا اس نے ہمیں اس حق کے امضاء سے نہیں روکا تھا جو خود اس کی نسبت تھا۔ نابغہ ذبیانی نے نعمان کو مخاطب کر کے کیا خوب کہا ہے:

فمن اطاعك فانفعه بطاعته	كما اطاعك وادلله على الرشد
ومن عصاك فعاقبه معاقبة	تنهى الظلوم ولا تقعد على ضمد

جو تیری اطاعت کرے اس کو اس کی اطاعت کا، جیسی کہ اس نے تیری اطاعت کی، فائدہ پہنچا۔ اور اللہ کیلئے راست روی کا حق ادا کر۔ اور جو تیری نافرمانی کرے اس کو ایسی سزا دے کہ ظالموں کو عبرت ہو، اور جو سید ھا چل رہا ہو اس کا قصد نہ کر۔" پھر وہ اتر آیا۔

ابو مسلم نے عکرمہ اور ابو الزبیری المکی اور ثابت البنانی اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس اور السدیر سے حدیث سماعت کی تھی۔ اور اس سے ابراہیم بن میمون الصائغ اور عبداللہ بن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ایک دن اس نے خطبہ دیا۔ ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے کہا، یہ سواد کیسا ہے، جو میں تیرے اوپر دیکھتا ہوں۔ ابو مسلم نے کہا، مجھ سے حدیث بیان کی ابو الزبیر نے اور ان سے جابر بن عبداللہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے، آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ یہ ہیبت اور دولت کے کپڑے ہیں۔" اے غلام اس کی گردن مار دے۔

عبداللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ ابو مسلم اچھا ہے یا حجاج؟ کہا، میں نہیں جانتا کہ ابو مسلم کسی سے اچھا تھا۔ لیکن حجاج اس سے برا تھا۔

ابو مسلم نازک، شجاع، صاحب رائے اور صاحب عقل، اور صاحب تدبیر اور صاحب حزم و مروۃ تھا۔

اس سے کہا گیا کہ کس چیز سے تو نے اعداء پر وہ قہر حاصل کیا جو تجھے حاصل ہے؟ اس نے کہا، میں نے صبر کی چادر اوڑھی، راز داری اختیار کی، رنجوں اور غموں سے دوستی کی، مقادیر و احکام سے چشم پوشی کی، حتیٰ کہ اپنی ہمت کی غایت اور اپنی خواہش کی نہایت کو پہنچ گیا۔ پھر کہا ہے۔

قد نلت بالحزم والكتمان ما عجزت	عنه ملوك بني ساسان اذ حشدوا
ما زلت اضربهم بالسيف فانتبهوا	من رقدة لم ينمها قبلهم احد
طفقت اسعى عليهم في ديارهم	والقوم في ملكهم بالشام رقدوا
ومن رعى غنماً في ارض مسبعة	ونام عنها تولى رعيها الاسد

میں نے احتیاط اور راز داری سے وہ چیز حاصل کی ہے جس سے ملوک بنی ساسان

پیہم کوشش کے بعد بھی عاجز رہے۔ میں ان کو تلوار سے مارتا رہا حتیٰ کہ وہ
بیدار ہو گئے ان سے پہلے ایسی نیند کوئی نہ سویا تھا۔ میں ان کے بلاد میں
ان کے خلاف سرگرم رہا اور وہ اپنے دارالملک میں غفلت کی نیند سوتے رہے۔
جو چرواہا رہنے میں اس طرح بکریاں چرائے کہ ان کو چھوڑ کر سو جائے
تو چرواہے کی جگہ شیر سنبھال لے گا۔

کہتے ہیں، ابو مسلم نیساپور گدھے پر آیا تھا، اس پر پالان پڑا ہوا تھا اور اس کے ساتھ کوئی آدمی نہ تھا، ایک رات وہ فاذوسیان کے مکان پر گیا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹایا، اسکے آدمی گھبرا گئے، اور اس کے پاس نکل کر آئے۔ اس نے ان سے کہا، دہقان سے کہدو کہ ابو مسلم دروازہ پر ہے اور تم سے ایکہزار درہم اور ایک گھوڑا مانگتا ہے"۔ انہوں نے جاکر دہقان سے یہ بات کہدی۔ دہقان نے پوچھا، وہ کس ہیئت میں ہے اور کتنے آدمیوں کے ساتھ ہے؟ انہوں نے کہا، وہ تنہا ہے اور بہت ادنیٰ حیثیت میں ہے۔ وہ گھڑی بھر خاموش رہا پھر ایک ہزار درہم منگائے اور اپنے خاص جانوروں میں سے ایک جانور منگایا اور ابو مسلم کو آنے کی اجازت دی، اور اس سے کہا: اے ابو مسلم، تونے جو کچھ طلب کیا ہم نے پورا کیا۔ اگر تو کوئی اور حاجت پیش کرے تو ہم تیرے لئے حاضر ہیں اس نے کہا، تونے جو کچھ کیا ہے اسے ہم ضائع نہیں کریں گے"۔ پھر جب وہ حکمران ہوا تو اس سے اسکے بعض اقارب نے کہا، اگر تو نیساپور فتح کرلے تو جو کچھ تو چاہے وہاں کے مجوسی دہقان فاذوسیان سے لے سکتا ہے۔ ابو مسلم نے کہا، ہم پر اس کا احسان ہے۔ جب وہ نیساپور پر قابض ہوا تو اس کے پاس فاذوسیان کے ہدایا آئے۔ اس سے کہا گیا کہ ان کو قبول نہ کر اور اس سے اموال طلب کر۔ اس نے پھر کہا کہ ہم پر اس کا احسان ہے۔ اور اس سے تعرض نہیں کیا۔ اور نہ اس کے آدمیوں اور اموال میں سے کسی سے تعرض کیا، یہ اس کی علوِ ہمت اور کمال جوانمردی پر دال ہے۔

اسی سال المنصور نے ابو داؤد کو خراسان پر مقرر کیا اور اسے حکومت کا پروانہ لکھکر بھیجا۔

خراسان میں سنباد کا خروج

اسی سال خراسان میں سنباد نے ابو مسلم کے خون کا مطالبہ لیکر خروج کیا ۔ وہ نیساپور کے قریوں میں سے ایک قریہ کا، جسے اہروانہ کہا جاتا تھا، مجوسی تھا۔ اس کا ظہور ابو مسلم کے قتل پر غضب کے باعث تھا۔ کیونکہ وہ ابو مسلم کے بنائے ہوئے آدمیوں میں سے تھا۔ اسکے بہت سے پیرو ہو گئے۔ جن کا بڑا حصہ اہل الجبال پر مشتمل تھا۔ وہ نیساپور، قومس اور الرے پر قابض ہو گیا۔ اور اس نے اپنا نام فیروز اصبہبذ اختیار کیا۔ الرے پہنچ کر اس نے ابو مسلم کے خزائن لے لئے جو ابو مسلم نے ابو العباس کے پاس جاتے وقت الرے میں چھوڑ دئے تھے۔ حرم والیوں کو اس نے لونڈی بنایا، اموال لوٹے لیکن تاجروں سے تعرض نہیں کیا۔ وہ ظاہر کرتا تھا کہ میں کعبہ کا قصد رکھتا ہوں۔ اور اس کو منہدم کروں گا المنصور نے اس کی طرف جمہور بن مرار العجلی کو دس ہزار سواروں کے ساتھ بھیجا اور ہمدان والرے کے درمیان جنگل کے کنارے ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ جمہور کا ارادہ تھا کہ اس کو ڈھیل دے لیکن جب فریقین ایک دوسرے سے قریب ہوئے تو سنباد نے سبایا میں سے مسلمان عورتوں کو اونٹوں پر بٹھا کر آگے کر دیا۔ ان عورتوں نے جب مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا تو محملوں میں کھڑی ہو گئیں، اس سے اونٹ بھڑک کے اور سنباد کے لشکر کی طرف پلٹے، اس کے لشکر میں تفرقہ پڑ گیا اور یہی ہزیمت کا سبب ہوا۔ اونٹوں کے پیچھے مسلمان آگئے اور انہوں نے مجوسیوں اور ان کے ساتھیوں کی تلواروں سے خبر لی۔ اور ان کو جس طرح چاہا قتل کیا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد ساٹھ ہزار کے قریب تھی۔ ان کی عورتیں اور ان کے بچے سبی بنا لئے گئے۔ پھر سنباد طبرستان و قومس کے درمیان قتل کیا گیا۔ سنباد کے خروج اور اس کے قتل کے درمیان ستر دن کا فصل تھا۔ اس کے قتل کا سبب یہ ہوا کہ اس نے طبرستان کا قصد کیا تاکہ اس کے حاکم کے پاس پناہ لے۔ صاحب طبرستان نے اس کے رستے میں اپنے ایک عامل کو بھیجا جس کا نام طوس تھا۔ سنباد نے اس پر تکبر کیا۔ طوس نے اس کی گردن ماردی اور المنصور کو اس کے قتل کا حال لکھ بھیجا اور اس کے ساتھ جو اموال تھے لے لئے۔ المنصور نے صاحب طبرستان کو لکھ کر وہ اموال طلب کئے

اس نے انکار کیا المنصور نے اس کی طرف لشکر بھیجے۔ وہ الدیلم کی طرف بھاگ گیا۔

ملبد بن حرملہ کا خروج

اس سال ملبد بن حرملۃ الشیبانی نے خروج کیا اور ناحیۃ الجزیرہ پر متغلب ہو گیا۔ الجزیرہ کی مقیم فوجیں اس کے مقابلے میں گئیں۔ وہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ تھا۔ اس نے ان سے جنگ کی اور ان کو شکست دی۔ اور ان میں سے بہتوں کو قتل کیا۔ پھر ان کی طرف یزید بن حاتم المہلبی گیا۔ ملبد نے اس کو بھی شکست دیدی اور اس کی ایک جاریہ کو پکڑ لیا اور وہ اس کو.... تھا المنصور نے اس کی طرف اپنے مولیٰ مہلہل بن صفوان کو دو ہزار چیدہ فوج کے ساتھ بھیجا' ملبد نے اس کو بھی شکست دیدی اور اس کا لشکر لوٹ لیا۔ پھر اس نے خراسان کے قائدوں میں سے ایک قائد نزار کو بھیجا ملبد نے اس کو قتل کر دیا اور اسکے ساتھی بھاگ نکلے۔ پھر زیاد بن مشکان ایک جمع کثیر کے ساتھ بھیجا گیا' ملبد نے اس کا بھی مقابلہ کیا اور شکست دیدی۔ پھر اس نے صالح بن صبیح کو ایک لشکر گراں اور کثیر التعداد رسالہ اور ساز و سامان کے ساتھ بھیجا ملبد نے اس کو بھی شکست دی' پھر اس کے مقابلے پر حمید بن قحطبہ بھیجا گیا اور وہ ان دنوں الجزیرہ پر تھا' ملبد نے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو بھی شکست دیدی۔ حمید اس سے بچنے کے لئے قلعہ بند ہو گیا اور اس کو ایک لاکھ درہم دیئے کہ وہ اس سے باز رہے۔

کہتے ہیں ملبد کا خروج ۱۳۸ھ میں ہوا۔

چند حوادث

اس سال لوگ صائفہ پر نہیں گئے کہ حکومت سنباد کی جنگ میں مشغول تھا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ بن عباس نے حج کیا جو اس وقت الموصل کا والی تھا۔

مدینہ پر زیاد بن عبید اللہ اور مکہ پر عباس بن عبداللہ بن معبد۔ عباس موسم ختم ہونے کے بعد مر گیا۔ اسمٰعیل نے اس کا عمل بھی زیاد بن عبید اللہ کے عمل کے ساتھ ختم کر دیا اور المنصور نے اس کو ان اعمال پر برقرار رکھا۔

الکوفہ پر اس سال عیسیٰ بن موسیٰ تھا۔ البصرہ اور اس کے اعمال پر سلیمان بن علی' اور البصرہ کی قضاء پر عمر بن عامر السلمی۔ خراسان پر ابو داؤد خالد بن ابراہیم مصر پر صالح بن علی۔ الجزیرہ پر حمید بن قحطبہ۔ الموصل پر اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ

یہ سب اپنے اپنے اعمال پر برقرار رہے۔
پھر سنہ ۱۳۸ شروع ہوا۔

جمہور بن مرار العجلی کی بغاوت

اس سال جمہور بن مرار العجلی نے الرے میں بغاوت کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ جمہور نے جب سنباد کو شکست دیدی تو اس کے لشکر میں جو کچھ تھا اس پر قابض ہو گیا۔ اس میں ابو مسلم کے خزائن بھی تھے اس نے (وہ اموال وخزائن) المنصور کے پاس نہیں بھیجے۔ پھر اسے خوف ہوا اور وہ باغی ہو گیا۔ المنصور نے محمد بن الاشعث کو اس کی طرف جیش عظیم کے ساتھ الرے بھیجا۔ جمہور وہاں سے اصبہان کی طرف چلا گیا۔ محمد الرے میں داخل ہوا۔ جمہور اصبہان پر قابض ہو گیا۔ محمد نے اس کی طرف ایک لشکر بھیجا اور خود الرے میں ٹھیر گیا۔ جمہور کو اس کے اصحاب میں سے ایک نے مشورہ دیا کہ وہ اپنے چیدہ لشکر کے ساتھ محمد کی طرف جائے۔ کیونکہ وہ ایک قلیل جماعت کے ساتھ رہ گیا ہے۔ اگر اس نے فتح حاصل کر لی تو اس کے بعد جو لوگ رہ جائیں گے ان کے لئے کوئی موقع باقی نہیں رہے گا۔ جمہور اس کی طرف تیزی سے چلا۔ محمد کو اس کی خبر ہو گئی۔ وہ ہوشیار ہو گیا اور اس نے احتیاط شروع کر دی۔ اسی دوران میں اس کے پاس خراسان سے بھی لشکر آگیا جس سے وہ قوی ہو گیا۔ پھر قصر فیروزان پر الرے اور اصبہان کے درمیان ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی اور بڑا کشت وخون ہوا۔ جمہور کے ساتھ چیدہ شہسواران عجم تھے مگر اسے شکست ہوئی اور اس کے اصحاب میں سے بہت لوگ قتل ہوئے۔ جمہور بھاگ کر آذربیجان پہنچ گیا۔ پھر اس کے بعد وہ اسباذ رواہیں قتل کیا گیا۔ اس کو اسی کے اصحاب نے قتل کیا، اور اس کا سر المنصور کے پاس لائے۔

ملبد خارجی کا قتل

ہم اس سے پہلے سال میں ملبد کے خروج اور اس سے حمید بن قحطبہ کے قلعہ بند ہو جانے کا ذکر کر چکے ہیں۔ جب المنصور کو ملبد کی فتح اور حمید کے اس سے قلعہ بند ہو جانے کی خبر پہنچی تو اس نے عبدالجبار کے بھائی عبدالعزیز بن عبدالرحمن کو اس کے

مقابلہ پر بھیجا اور اس کے ساتھ زیاد بن مشکان کو بھی شامل کیا ملبد نے اس کے لئے سو سوار کمین گاہ میں چھپا دئے۔ جب عبدالعزیز اس سے مقابل ہوا تو کمین گاہ والے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے شکست دیدی۔ اور اس کے اصحاب میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ المنصور نے اس کی طرف خازم بن خزیمہ کو آٹھ ہزار مرد روذی فوجوں کے ساتھ بھیجا۔ خازم گیا۔ حتیٰ کہ الموصل پر اترا۔ اس نے ملبد کی طرف اپنے اصحاب میں سے بعض کو بھیجا۔ ملبد ایک شہر پر سے دجلہ عبور کر کے خازم کی طرف چلا۔ ادہر سے خازم بھی اس کی طرف بڑھا۔ خازم کے مقدمہ اور طلائع پر فضلہ بن نعیم بن خازم بن عبداللہ النہشلی تھا۔ میمنہ پر زہیر بن محمد العامری اور میسرہ پر ابو حماد الابرص اور خود خازم قلب میں تھا۔ وہ برابر رات تک ملبد اور اس کے اصحاب کے ساتھ چلتا رہا اور رات ہی کو ٹوٹ پڑا۔ صبح ہوئی تو ملبد کورہ حزّہ کی طرف چلا۔ خازم اور اس کے اصحاب اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے حتیٰ کہ انھیں رات نے ڈھانک لیا۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو ملبد پھر چلا۔ گویا وہ بھاگنا چاہتا ہے۔ خازم اس کے پیچھے چلا، اس کے آدمیوں نے اپنی خندقیں چھوڑ دیں۔ خازم نے اپنے اصحاب کے آگے خندق بنا کر اوپر خاردار تار لگا دئے تھے۔ جب وہ خندق سے نکل آئے تو ملبد اور اس کے اصحاب نے ان پر حملہ کر دیا۔ جب خازم نے یہ حال دیکھا تو اپنے اور اس کے اصحاب کے درمیان خاردار تار ڈلوا دئے پھر انہوں نے خازم کے میمنہ پر حملہ کیا اور اسے الٹ دیا۔ پھر اس کے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے بھی الٹ دیا۔ پھر قلب تک جا پہنچا جہاں خازم تھا۔ خازم نے اپنے اصحاب میں آواز لگائی۔ الارض الارض۔ سب اتر پڑے۔ ملبد اور اس کے ساتھی بھی اتر پڑے اپنے گھوڑوں کے بڑے حصہ کی کونچیں کاٹ دیں۔ پھر تلواریں چل پڑیں حتیٰ کہ ٹوٹ گئیں۔ خازم نے فضلہ بن نعیم کو حکم دیا کہ جب گرد اٹھے اور ہم میں سے ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے تو اپنے اور اپنے اصحاب کے گھوڑوں کی طرف پلٹ جائیو۔ اور سوار ہو کر ان پر تیر برسائیو۔ اس نے یہی کیا۔ خازم کے اصحاب میمنہ اور میسرہ پر پلٹ آئے اور انہوں نے ملبد اور اس کے اصحاب پر تیر برسانے شروع کئے۔ ملبد آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ، جو گھوڑوں پر سے اتر پڑے تھے، مارا گیا۔ گھوڑوں پر سے اترنے سے قبل ان کے تین سو آدمی مارے گئے تھے۔ باقی بھاگ گئے فضلہ نے

ان کا تعاقب کیا اور ان میں سے ڈیڑھ سو آدمیوں کو قتل کر دیا۔

چند حوادث

اس سال قسطنطین ملک الروم بلاد اسلام کی طرف نکلا اور ملطیہ میں بزور داخل ہو گیا۔ اس نے وہاں کے باشندوں کو مغلوب کیا، اس کی فصیل منہدم کردی اور وہاں جو سپاہی اور ان کے بال بچے تھے ان کو چھوڑ دیا۔

اسی سال عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس، صالح بن علی اور عیسیٰ بن علی کے ساتھ صائفہ پر گئے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مہم سنہ ۱۳۹ میں ہوئی۔ صالح نے اس کو پھر تعمیر کیا جو ملطیہ کی شہر پناہ میں سے ملک الروم نے ڈھا دیا تھا۔

اسی سال عبداللہ بن علی نے المنصور کی بیعت کر لی۔ وہ اپنے بھائی سلیمان بن علی کے ساتھ مقیم تھا۔

اس سال المنصور نے مسجد حرام وسیع کی۔

اس سال لوگوں کے ساتھ فضل بن صالح بن علی نے حج کیا۔

اس سال مکہ اور المدینہ اور الطائف پر زیاد بن عبیداللہ الحارثی والی تھا۔ الکوفہ اور اسکے اطراف پر عیسیٰ بن موسیٰ۔ البصرہ پر سلیمان بن علی اور اس کی قضاء پر سوادبن عبداللہ۔ خراسان پر ابوداؤد اور مصر پر صالح بن علی۔

اس سال سواد بن رفاعہ بن ابی مالک القرظی اور سعید بن جمہان ابوحفص الاسلمی نے وفات پائی۔ سعید وہ ہیں جو سفینہ سے الخلافۃ ثلاثون والی حدیث روایت کرتے ہیں۔ یونس بن عبید البصری نے بھی اسی سال وفات پائی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے سنہ ۱۳۹ میں وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۳۹ شروع ہوا۔

روم سے جنگ اور اسیروں کا فدیہ

اس سال صالح بن علی اور عباس بن محمد اس حصہ کی تعمیر سے فارغ ہوئے جو ملطیہ میں سے رومیوں نے تباہ کر دیا تھا۔ پھر وہ درب حدث کی طرف سے صائفہ

پر گئے اور ارض روم میں گھستے چلے گئے۔ صالح کے ساتھ اس کی دونوں بہنوں ام عیسیٰ اور لبابہ ۔ علی کی دونوں بیٹیاں بھی جنگ پر گئیں۔ ان دونوں نے نذر مانی تھی کہ اگر بنی امیہ کی حکومت مٹ گئی تو وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گی۔ درب ملطیہ کی طرف سے جعفر بن حنظلتہ المھران حملہ آور ہوا۔

اس سال المنصور اور ملک الروم کے درمیان فدیہ ہوا۔ المنصور نے قالیقلا وغیرہ کے اسیروں کو رومیوں سے فدیہ دے کر چھڑا لیا اور قالیقلا تعمیر کیا۔ اس کے باشندوں کو وہاں واپس لایا اور اہل الجزیرہ وغیرہ کے ایک لشکر کو وہاں مقرر کیا۔ وہ وہاں مقیم ہوئے اور انہوں نے اس کی حفاظت کی اس کے بعد جیسا کہ کہا جاتا ہے سنہ ۱۴۶ تک کوئی صائفہ نہیں ہوا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ المنصور عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی کے دونوں بیٹوں کے ساتھ مشغول رہا۔ لیکن بعض مورخ بیان کرتے ہیں کہ حسن بن قحطبہ سنہ ۱۴۰ میں عبد الوہاب بن ابراہیم الامام کے ساتھ صائفہ پر گیا تھا۔ ادھر سے قسطنطین ملک الروم ایک لاکھ فوج کے ساتھ بڑھا اور جیحان تک پہنچا لیکن جب مسلمانوں کی کثرت کا حال سنا تو رک گیا۔ پھر اس کے بعد سنہ ۱۴۶ تک کوئی الصائفہ نہیں ہوا۔

عبد الرحمٰن بن معاویہ الاندلس میں

ہم بیان کر چکے ہیں کہ سنہ ۹۲ میں الاندلس فتح ہوا اور موسیٰ بن نصیر وہاں سے معزول کیا گیا۔ جب وہ وہاں سے معزول ہوا اور الشام چلا گیا تو اس نے وہاں اپنے بیٹے عبد العزیز کو نائب مقرر کیا اس نے (مفتوحہ علاقہ کو) منضبط کیا اور اس کے ثغور کی حفاظت کی۔ اور اپنی ولایت میں بہت سے شہر فتح کئے۔ وہ نیک اور فاضل آدمی تھا۔ وہ سنہ ۹۷ تک اور بقول بعض سنہ ۹۸ تک وہاں رہا۔ اور وہیں قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کا سبب بیان ہو چکا ہے جب وہ قتل کیا گیا تو اہل الاندلس چھ مہینہ تک اس حال پر رہے کہ کوئی والی ان کو جمع کرنے والا نہ تھا۔ پھر وہ ایوب بن حبیب اللخمی پر متفق ہو گئے۔ جو موسیٰ بن نصیر کا بھانجا تھا۔ وہ ان کے ساتھ نماز پڑھتا رہا اور قرطبہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور اس کو سنہ ۹۹ کی ابتدا اور بعض کہتے ہیں

سنہ ۹۹ میں دار الامارۃ بنایا۔ پھر سلیمان بن عبد الملک نے اس کے بعد حر بن عبد الرحمن الثقفی کو عامل مقرر کیا۔ وہ سنہ ۹۸ میں ادھر گیا اور وہاں دو برس نو مہینہ مقیم رہا۔ پھر جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو انہوں نے الاندلس پر سمح بن مالک الخولانی کو عامل بنایا۔ اور اس کو حکم دیا کہ وہاں کی زمین کو تمیز کرے جو عنوۃً فتح ہوئی ہے اسے الگ کرے، اس سے خمس لے اور الاندلس کی کیفیت ان کو لکھ بھیجے۔ عمر بن عبد العزیز کی رائے تھی کہ الاندلس میں جو لوگ ہیں ان کو واپس بلالیں کیوں کہ وہ مسلمانوں سے منقطع ہو گئے ہیں۔ سمح رمضان سنہ ۱۰۰ میں وہاں پہنچا۔ عمر نے جو کچھ حکم دیا تھا اس نے وہی کیا لیکن وہ دار الحرب سے واپس ہوتے وقت سنہ ۱۰۲ میں قتل ہوا۔ عمر نے وہاں کے باشندوں کو وہاں سے منتقل کرنا شروع کر دیا تھا۔ پھر ان کو چھوڑ دیا اور وہاں کے باشندوں کو پھر وہاں جانے کی اجازت دی۔ پھر انہوں نے سمح کے بعد سنہ ۱۰۳ میں عنبسہ بن سحیم الکلبی کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ اور سنہ ۱۰۷ میں غزوۂ فرنگ سے واپسی کے وقت اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد یحییٰ بن سلمی الکلبی ذی قعدہ سنہ ۱۰۷ میں وہاں کا والی ہوا اور وہ الاندلس کی حکومت پر دو برس چھ مہینے رہا۔ پھر الاندلس میں حذیفہ بن الدیر حس الاشجعی سنہ ۱۱۰ میں داخل ہوا اور وہاں چھ مہینے رہا پھر معزول کر دیا گیا۔ پھر عثمان بن ابی نسعۃ الخثعمی وہاں کا والی مقرر ہوا۔ سنہ ۱۱۰ میں وہاں گیا اور سنہ ۱۱۰ ہی کے آخر میں معزول کر دیا گیا۔ اسکی ولایت پانچ مہینے رہی پھر وہاں کا والی الہیثم بن عبید الکنانی ہوا جو محرم سنہ ۱۱۱ میں وہاں گیا اور دس مہینہ چند روز تک والی رہ کر ذی الحجہ میں مر گیا۔ اہل الاندلس نے اپنے اوپر محمد بن عبد اللہ الاشجعی کو سردار بنایا۔ اس کی ولایت دو مہینہ رہی۔ اس کے بعد عبد الرحمن بن عبد اللہ الغافقی صفر سنہ ۱۱۲ میں والی ہوا۔ وہ دشمن کی زمین میں رمضان سنہ ۱۱۴ میں قتل ہوا۔ پھر وہاں کا والی عبد الملک بن قطن الفہری ہوا، وہ وہاں دو برس مقیم رہا اور معزول کیا گیا۔ اس کے بعد وہاں کا والی عقبہ بن الحجاج السلولی ہوا، وہ سنہ ۱۱۶ میں وہاں داخل ہوا اور پانچ برس حکمراں رہا۔ پھر اہل الاندلس نے اس کے خلاف شورش کی اور اس کو معزول کر کے اس کے بعد عبد الملک بن قطن کو والی بنالیا۔ یہ اس کی دوسری ولایت تھی۔ بعض مورخین الاندلس نے بیان

کیا ہے کہ عقبہ بن حجاج مرگیا تھا اس لئے اہل الاندلس نے عبدالملک کو والی بنالیا۔ پھر بلج بن بشر القشیری وہاں کا والی ہوگیا۔ اور اس کے اصحاب نے اس سے بیعت کرلی اس لئے عبدالملک بھاگ کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ بھی بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک ماردہ چلا گیا اور دوسرا ابہ قسطہ۔ پھر اہل الیمین نے بلج پر شورش کی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ عبدالملک بن قطن کو قتل کردے۔ جب اس کو ان کے فساد کا ڈر ہوا تو اس نے عبدالملک کے قتل کا حکم دیا اور وہ قتل کے بعد صلیب پر لٹکا یا گیا اس کی عمر نوے برس کی تھی۔ جب اس کے دونوں بیٹوں کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ ماردہ سے اربونہ پر جمع ہوئے، ان کے ساتھ ایک لاکھ آدمی اکھٹے ہوگئے، انہوں نے بلج اور اس کے ساتھیوں پر چڑھائی کی جو قرطبہ میں تھے۔ بلج ان کے مقابلہ کے لئے نکلا اور اپنے ساتھی اہل الشام کی معیت میں قرطبہ کے قریب ان سے مٹھ بھیڑ ہوئی، دونوں کو اس نے شکست دی۔ پھر قرطبہ واپس آیا اور تھوڑے دن بعد مرگیا۔ بلج کے الاندلس آنے کا سبب یہ ہوا تھا کہ وہ اپنے چچا کلثوم بن عیاض کے ساتھ سنہ ۱۲۳ میں جنگ بربر میں تھا، جس کا ذکر ہوچکا ہے، جب اس کا چچا قتل ہوگیا تو یہ الاندلس آگیا، عبدالملک بن قطن نے اس کو آنے کی اجازت دیدی اور وہ اس کے قتل کا سبب ہوا۔ پھر اہل الشام نے الاندلس پر اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامتہ العاملی کو والی بنایا اور وہ مقیم رہا حتیٰ کہ ابوالخطار سنہ ۱۲۵ میں الاندلس پر والی ہوکر آیا۔ اہل الاندلس اس کے مطیع ہوگئے۔ اس کی طرف ثعلبہ اور ابن ابی نسعہ اور عبدالملک کے دونوں بیٹے آئے اس نے ان کو امان دی اور ان سے اچھا برتاؤ کیا۔ اور اس کا کام جم گیا۔ وہ شجاع اور صاحب رائے و صاحب کرم تھا۔ اس کے پاس اہل الشام کثرت سے جمع ہوگئے اور قرطبہ ان کو برداشت نہ کرسکا اس لئے اس نے ان کو شہروں میں پھیلا دیا۔ اہل دمشق کو البیرہ میں ٹھیرایا جو دمشق کے مشابہ تھا اور اس کا نام دمشق رکھا اور اہل حمص کو اشبیلیہ میں اتارا اور اس کا نام حمص رکھا اور اہل قنسرین کو جیان میں اتارا اور اس کا نام قنسرین رکھا۔ اور اہل الاردن کو ریہ میں اتارا اور اس کا نام الاردن رکھا۔ اور اہل فلسطین کو شذونہ میں اتارا اور اس کا نام فلسطین رکھا اور اہل مصر کو تدمیر میں اتارا اور اس کا نام مصر رکھا کیونکہ وہ اس کے مشابہ تھا

پھر الیمانیہ میں تعصب پیدا ہوا اور یہ ابو الخطار پر الصمیل بن حاتم اور اس کے ساتھ مضریوں کے اجتماع اور اس کے معزول کئے جانے کا باعث ہوا۔ یہ فتنہ سنہ ۱۲۷ھ میں کھڑا ہوا۔ الصمیل بن حاتم بن شمر بن ذی الجوشن شامیوں کی مدد کے لئے الاندلس آیا تھا پھر وہاں کا رئیس بن گیا۔ ابو الخطار نے ارادہ کیا کہ اس کو گرا دے اس لئے اس کو اپنے پاس بلایا اور اس کے پاس لشکر تھا، اس کو گالیاں دیں اس کو ذلیل کیا۔ اس پر وہ نکلا اس حال میں کہ اس کا عمامہ جھکا ہوا تھا۔ اس سے کسی حاجب نے کہا! تیرے عمامہ کو کیا ہوا کہ وہ جھکا ہوا ہے؟ اس نے کہا! اگر میری کوئی قوم ہے تو وہ اس کو سیدھا کر دے گی اس نے اپنی قوم کو بلایا اور اس سے اس برتاؤ کی شکایت کی جو اس سے برتا گیا تھا۔ انہوں نے کہا! ہم تیرے تابع ہیں اور انہوں نے ثوابہ بن سلامۃ الجذامی کو لکھا جو اہل فلسطین میں سے تھا۔ وہ ان کے پاس آگیا اور اس نے ان کی دعوۃ قبول کی، اور لخم وجذام نے بھی ان کی پیروی کی۔ یہ خبر ابو الخطار کو پہنچی، وہ ان کی طرف چلا، اور انہوں نے اس سے جنگ کی، اس کے اصحاب بھاگ نکلے، ابو الخطار قید ہوا اور ثوابہ قصر قرطبہ میں داخل ہوا، ابو الخطار پا بزنجیر تھا۔ ثوابہ دو برس الاندلس کا حکمراں رہا، پھر مر گیا۔ اہل الیمن نے ابو الخطار کو دوبارہ قائم کرنے کا ارادہ کیا، مضر نے اس کی مخالفت کی، ان کا سردار الصمیل تھا۔ اس طرح کلمہ متفرق ہو گیا اور چار مہینہ تک الاندلس بغیر امیر رہا۔ اس سے بسیط تر اس کی تفصیل سنہ ۱۲۷ھ کے ذکر میں گزر چکی ہے۔ جب وہ بغیر امیر رہ گئے تو انہوں نے عبد الرحمن بن کثیر اللخمی کو احکام کے لئے سردار بنایا۔ جب کام بگڑنے لگا تو ان کی رائے یوسف بن عبد الرحمن بن حبیب بن ابی علیدۃ الفہری پر متفق ہو گئی۔ یوسف سنہ ۱۲۹ھ میں وہاں کا حاکم بن گیا اور بات اس پر قرار پائی کہ وہ سال بھر حکمراں رہے پھر حکومت اہل الیمن کو دی جائے، اور وہ اپنی قوم میں سے جس کو چاہیں والی بنائیں۔ جب سال ختم ہوا تو اہل الیمن سب کے سب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے ارادہ کیا کہ اپنے میں سے کسی کو والی بنائیں۔ لیکن الصمیل نے ان پر شب خون مارا اور ان میں سے بہتوں کو قتل کر دیا۔ یہی جنگ شقندہ مشہور ہے اسی میں جنگ ابو الخطار مارا گیا۔ لوگوں نے اول تیروں سے جنگ کی حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے، پھر تلواریں

سونتیں حتیٰ کہ وہ بھی ٹوٹ گئیں، پھر ایک دوسرے کے بال پکڑ پکڑ کر کھینچے۔ یہ واقعہ سنہ ۱۳۰ھ میں ہوا۔ لوگوں نے یوسف پر اجتماع کر لیا اور اس سے کسی نے تعرض نہیں کیا۔ اس کے متعلق ہمارے اس بیان کے خلاف بھی کہا گیا ہے۔ اس کا ذکر سنہ ۱۲۷ھ میں گزر چکا ہے۔ پھر الاندلس پر پیہم قحط رہا، اس کے باشندہ وہاں سے چلے گئے اور سنہ ۱۳۶ھ تک متزلزل رہا۔ پھر سنہ مذکور میں تمیم بن معبد الفہری اور عامر العبدری نے شہر سرقسط میں اجتماع کیا، الصمیل نے ان سے جنگ کی، یوسف الفہری ان کی طرف چلا، اس نے ان دونوں سے جنگ کی، ان کو قتل کیا اور الاندلس پر حکمراں ہو گیا، اور حکمراں رہا حتیٰ کہ عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام غالب ہوا۔

ولاۃ الاندلس کا یہ مختصر ذکر ہے اس سے بسیط تر ذکر متفرق طور پر پہلے گزر چکا ہے۔ بیان جو ہم نے اس کو مسلسل بیان کیا ہے وہ اس لئے کہ الاندلس کے اخبار ایک دوسرے سے متصل ہو جائیں۔ کیونکہ وہ متفرق بیان ہوئے ہیں۔

اب ہم عبدالرحمن بن معاویہ بن ہشام کے الاندلس کی طرف عبور کرنے کے ذکر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مغرب کی طرف عبدالرحمن کے جانے کا سبب یہ ہے کہ اس کے متعلق حکایت کی گئی ہے کہ جب دولت عباسیہ ظاہر ہوئی اور بنی امیہ اور ان کے شیعہ میں سے قتل کئے گئے جو قتل کئے گئے اور جو ان میں سے بچ گیا وہ بھاگ گیا۔ عبدالرحمن بن معاویہ ذات الزیتون میں تھا۔ وہاں سے فلسطین کی طرف بھاگ گیا، وہ اور اس کا غلام بدر دونوں خبروں کا تجسس کرتے رہے۔ پھر اس سے حکایت کی گئی ہے کہ اس نے کہا: جب ہمیں امان دی گئی پھر نہر ابی فطرس پر ہم سے بکث عہد کیا گیا اور ہمارے خون مباح کئے گئے تو ہمارے پاس خبر آئی۔ میں لوگوں سے الگ تھا۔ میں اپنی قیام گاہ پر مایوسانہ واپس ہوا۔ میں نے غور کیا کہ کیا چیز میرے اور میرے اہل کے لئے مناسب ہے، میں ڈرتا ہوا نکلا حتیٰ کہ الفرات کے کنارے ایک قریہ پر پہنچا جہاں درخت اور غیاض تھے۔ اس اثنا میں کہ میں ایک دن وہاں تھا اور میرا بیٹا سلیمان میرے آگے کھیل رہا تھا اور اس کی عمر اس زمانہ میں چار برس کی تھی وہ باہر نکل گیا۔ پھر وہ بچہ مکان کے دروازہ سے روتا ہوا اور سہما ہوا داخل ہوا اور مجھ سے چمٹ گیا۔ میں اس کو الگ کرتا تھا

اور وہ مجھ سے چمٹ جاتا تھا۔ میں نکلا تاکہ دیکھوں، کیا دیکھتا ہوں کہ خوف قریہ پر اترا ہوا ہے، سیاہ پرچم لہرا رہے ہیں اور میرا ایک نوعمر بھائی مجھ سے کہتا ہے، النجاء النجاء یہ سیاہ پرچم ہیں۔ میں نے وہ دینار لئے جو میرے ساتھ تھے۔ اور اپنے تئیں اور اپنے بھائی کو بچایا۔ اور اپنی بہنوں کو بتا دیا کہ میں کدھر جاتا ہوں اور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے پاس میرے غلام کو جلدی بھیجدیں۔ سواروں نے قریہ کو گھیر لیا مگر وہ میرا کوئی نشان نہ پاسکے۔ میں اپنے جانتے والوں میں سے ایک شخص کے پاس گیا اور میرے کہنے پر اس نے میرے لئے جانور اور ضروری سامان خریدا۔ لیکن اس کے ایک غلام نے عامل کو میری خبر کر دی۔ وہ میری تلاش میں اپنے سواروں سمیت آ پہنچا۔ ہم پیادہ پا نکل کر بھاگے، سوار ہمیں دیکھ رہے تھے۔ ہم الفرات کے کنارے باغوں میں گھسے لیکن ہم سے پہلے سوار الفرات پر پہنچ گئے۔ ہم دریا میں تیرنے لگے، میں بچ نکلا، سوار ہمیں پکارتے رہے کہ تمہیں امان ہے، لیکن میں نہ پلٹا۔ میرا بھائی الفرات کے آدھے پاٹ پر پہنچ کر تیرنے سے عاجز ہو گیا، وہ امان کے ساتھ ان کی طرف پلٹ گیا اور انہوں نے اس کو پکڑا اور قتل کر دیا، اور میں اسے دیکھتا رہ گیا۔ وہ تیرہ برس کا تھا۔ میں یہ حال دیکھ کر کانپ اٹھا۔ پھر میں اپنی سیدہ میں چل پڑا۔ اور ایک گھنی جھاڑی میں چھپ گیا حتیٰ کہ میری تلاش چھوڑ دی گئی۔ میں نے مغرب کا قصد کیا اور افریقہ پہنچا،،

پھر اس کی بہن ام الاصبغ نے اس کے غلام بدر کو بھیجا۔ اس کے ساتھ اسکے لئے خرچ کا روپیہ اور ایک جوہر تھا۔ جب وہ افریقیہ پہنچ گیا تو عبدالرحمن بن حبیب بن ابی عبیدۃ الفہری۔ کہا جاتا ہے کہ وہ یوسف امیر الاندلس کا باپ تھا اور یہ عبدالرحمن افریقیہ کا عامل تھا۔ اس کی تلاش کے پیچھے پڑا۔ اور اس پر شدت کی۔ یہ اس سے بھاگا اور مکناسہ پہنچا۔ جہاں کے باشندہ بربر کی ایک جماعت ہیں۔ یہاں اس کو ان سے ایسی سختیاں پہنچیں جن کا ذکر طویل ہے۔ پھر وہ ان کے پاس سے بھاگا اور نفزاوہ پہنچا جو اس کی ننھیال تھی، بدر اس کے ساتھ تھا بعض کہتے ہیں کہ وہ زناتیین میں سے ایک قوم کے پاس پہنچا۔ ان لوگوں نے اسے اچھی طرح قبول کیا۔ اور اسے ان میں اطمینان حاصل ہوا۔ پھر وہ اہل الاندلس میں سے

امویین کے ساتھ مکاتبت کی تدبیر کرنے لگا۔ اور ان کو اپنے آنے کی اطلاع دی، اور ان کو اپنی طرف دعوت دی۔ اور اپنے غلام بدر کو ان کے پاس بھیجا اس زمانہ میں امیر الاندلس یوسف بن عبد الرحمن الفہری تھا۔ بدر اس کے پاس پہنچا اور اس کو عبد الرحمن کے حال کی خبر دی اور اس کو عبد الرحمن کی طرف دعوت دی، اس نے عبد الرحمن کو قبول کیا۔ اس کے لئے جہاز بھیجا جس میں تمامہ بن علقمہ اور وہب بن الاصفر اور شاکر بن ابی الاسمط تھے۔ یہ اس کے پاس پہنچے اور اس کو یوسف کی اطاعت کی خبر پہنچائی اور اس کو لے کر الاندلس واپس آئے، اس نے ماہ ربیع الاول ۱۳۸ھ میں المنکب پر لنگر ڈالا۔ وہاں اس کے پاس ان کے رؤسا کی ایک جماعت اہل اشبیلیہ میں سے آئی۔ اہل الیمن کے نفوس میں الصمیل اور یوسف الفہری کے خلاف کینہ تھا۔ وہ بھی اس کے پاس آئے۔ پھر وہ کورہ ریّہ کی طرف منتقل ہو گیا اور وہاں کے عامل عیسیٰ بن مساور نے اس سے بیعت کر لی، پھر وہ شذونہ گیا جہاں غیاث بن علقمہ اللخمی نے اس سے بیعت کی۔ پھر وہ مورور گیا جہاں کے عامل ابراہیم بن شجرہ نے اس سے بیعت کر لی۔ پھر اشبیلیہ گیا جہاں ابو الصباح یحییٰ بن یحییٰ نے اس سے بیعت کی۔ اس کے بعد وہ قرطبہ کی طرف بڑھا۔ اس کی خبر یوسف کو پہنچی، وہ اس وقت قرطبہ سے نواحیٔ طلیطلہ میں گیا ہوا تھا۔ اسے یہ خبر اس وقت پہنچی جب وہ قرطبہ کی طرف واپس ہو رہا تھا۔ عبد الرحمن قرطبہ کی طرف بڑھا چلا گیا۔ جب وہ قرطبہ پہنچا تو اس نے اور یوسف نے باہم صلح کے لئے مراسلت کی۔ اس نے یوسف کو دو دن تک دھوکہ دیا جن میں سے ایک عرفہ کا دن تھا۔ یوسف کے اصحاب میں سے کسی کو شک باقی نہ رہا کہ صلح استوار ہو چکی ہے۔ وہ کھانا طیار کرانے کی طرف متوجہ ہوا تاکہ عید اضحیٰ کے دن لوگ دسترخوان پر کھائیں۔ عبد الرحمن نے اپنے سوار اور پیدل مرتب کئے اور اپنے آدمیوں کے ساتھ رات کو چلا اور عید اضحیٰ کی شب کو جنگ چھڑ گئی۔ فریقین جمے رہے حتیٰ کہ دن چڑھ گیا، عبد الرحمن ایک خچر پر سوار ہو گیا تاکہ لوگ یہ گمان نہ کریں کہ وہ بھاگ رہا ہے، جب لوگوں نے اس کو اس طرح دیکھا تو ان کے نفوس ساکن ہو گئے۔ یوسف کے اصحاب تیزی سے قتل ہوئے۔ یوسف بھاگ گیا۔ الصمیل اپنے خاندان کی جماعت کے ساتھ جما رہا۔ پھر وہ

بھی بھاگ نکلے۔ عبدالرحمٰن کو فتح حاصل ہوئی۔ یوسف نے شکست کھائی اور اس کو مار دیا گیا۔ عبدالرحمٰن قرطبہ کی طرف واپس ہوا، یوسف کے حشم قصر سے نکالدئے اور اس کے بعد خود قصر میں داخل ہوا۔ پھر وہ یوسف کی طلب میں چلا جب یوسف کو اس کی خبر ہوئی تو دوسرے رستے سے قرطبہ کی طرف چلا گیا اور اس میں داخل ہوکر اس کے قصر پر قابض ہو گیا اور اپنے تمام اہل اور مال کو لیکر مدینہ البیرہ چلدیا۔ الصمیل مدینہ شوذر چلا گیا تھا۔ یہ خبر عبدالرحمٰن کو پہنچی تو وہ اس طمع سے قرطبہ کی طرف واپس ہوا کہ وہاں یوسف کو جالے گا۔ لیکن جب اسے وہاں نہ پایا تو اس کی طرف جانے کا عزم کیا اور البیرہ کی طرف چلا، وہاں الصمیل بھی یوسف سے جا ملا تھا، ان دونوں کے پاس ایک جمعیتہ اکھٹی ہو گئی، پھر انھوں نے صلح کے لئے مراسلت کی۔ اور اس بات پر صلح ہو گئی کہ یوسف اور اسکے ساتھی امان پر اتر آئیں اور وہ عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ میں رہے۔ یوسف نے اس کے پاس ابوالاسود محمد اور عبدالرحمٰن اپنے دونوں بیٹوں کو یرغمال کے طور پر کھا یوسف عبدالرحمٰن کے ساتھ چلا اور جب وہ قرطبہ میں داخل ہوا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

فبينا نسوس الناس والامر امرنا　　اذا نحن فيهم سوقة نتنصف

لوگوں پر ہماری فرماں روائی تھی اور حکم ہمارا ہی حکم تھا، لیکن یک بیک ہم ان کے درمیان انصاف خواہ عامی ہو گئے۔

عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو اپنا مستقر بنایا۔ قصر اور مسجد جامع کی تعمیر کی اور اس میں اسّی ہزار درہم صرف کئے۔ لیکن اس کے تمام ہونے سے پہلے مر گیا۔ اس نے جامع مسجدیں بنائیں۔ اس کے خاندان میں سے ایک جماعت اس کے پاس پہنچ گئی۔ وہ المنصور کے لئے خطبہ میں دعا کرتا تھا۔ ابوجعفر نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن ۱۳۹ھ میں داخل ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں ۱۳۸ھ میں داخل ہوا، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اس کے الاندلس میں داخل ہونے کے متعلق اتنا ہی ذکر کافی ہے، تاکہ ہم اختصار سے نہ نکل جائیں جس کا ہم نے قصد کیا ہے۔

عبداللہ بن علی قید ہو گئے

جب سلیمان البصرہ سے معزول ہوا تو اس کا بھائی عبداللہ بن علی اور اس کے ساتھی المنصور کے خوف سے روپوشں ہو گئے۔ یہ خبر المنصور کو پہنچی تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ، علی بن عبداللہ کے دونوں بیٹوں کو عبداللہ کے روانہ کرنے کا حکم بھیجا۔ دونوں کو عبداللہ کے لئے امان دی اور ان پر زور دیا کہ وہ اس پر عمل کریں۔ سلیمان اور عیسیٰ، عبداللہ اور اس کے قوادؔ کو لے کر نکلے حتیٰ کہ المنصور کے پاس ذی الحجہ میں پہنچ گئے۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے سلیمان اور عیسیٰ کے لئے حاضری کی اجازت دی وہ اس کے پاس داخل ہوئے، اور اسے عبداللہ کے حاضر ہونے کی خبر دی اور اس سے درخواست کی کہ اسے حاضر ہونے کی اجازت دے۔ اس نے قبول کیا اور ان دونوں کو باتوں میں مشغول رکھا۔ اس نے عبداللہ کے لئے اپنے قصر میں ایک مکان تیار رکھا تھا۔ سلیمان اور عیسیٰ کے آنے کے بعد اس نے حکم دیا کہ اسے وہاں لیجایا جائے اور اس کے ساتھ یہی کیا گیا۔ پھر المنصور اٹھا، اس نے سلیمان اور عیسیٰ سے کہا کہ عبداللہ کو اپنے ساتھ لیجاؤ۔ جب وہ نکلے تو انہوں نے عبداللہ کو نہیں پایا، اس سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ قید کر دیا گیا۔ وہ المنصور کے پاس آئے اور اس کو اس فعل سے روکا۔ اس موقع پر ان لوگوں سے جو عبداللہ کے اصحاب میں سے وہاں حاضر تھے ان کی تلواریں لے لی گئیں، اور وہ قید کر دئے گئے۔ خفاف بن منصور ان کو پہلے سے ڈرا رہا تھا اور ان کے ساتھ اپنے آنے پر نادم ہو رہا تھا۔ اس نے کہا، اگر تم میری بات مانتے تو ہم ابو جعفر پر یکبارگی ٹوٹ پڑتے کیوں کہ خدا کی قسم اس کے اور ہمارے درمیان کوئی حائل نہ ہوتا کہ ہم اس کے پاس جائیں۔ نہ کوئی ہمیں روکتا حتیٰ کہ ہم اسے قتل کر دیتے۔ اور اپنی جانیں بچا لیتے۔ لیکن انہوں نے اس کی بات نہ مانی۔ جب ان کی تلواریں لے لی گئیں اور وہ قید کر دئے گئے تو خفاف اپنی ڈاڑھی میں اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر تھوکنے لگا۔ پھر المنصور نے ان میں سے بعض کو اپنے سامنے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور بعض کو ابو داؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا، جہاں اس نے انہیں قتل کر دیا۔

چند حوادث

سنہ ۱۴۰ سلیمان بن علی البصرہ کی امارت سے معزول کیا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سنہ ۱۳۹ میں معزول کیا گیا۔ وہاں سفیان بن معاویہ رمضان میں عامل بنایا گیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عباس بن محمد بن علی نے حج کیا۔ مکہ اور المدینہ اور الطائف پر زیاد بن عبید اللہ الحارثی تھا۔ الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ۔ البصرہ پر سفیان بن معاویہ، اس کی قضا پر سوار بن عبد اللہ۔ اور خراسان پر ابو داؤد۔

سنہ ۱۴۱ اس سال عبد ربہ سعید بن قیس الانصاری نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں سنہ ۱۳۹ میں وفات پائی۔ اس سال علی بن عبد الرحمن مولی الخرقہ، محمد بن عبید اللہ بن عبد الرحمن ابی صعصعۃ المازنی، اور یزید بن عبد اللہ بن شداد بن الہاد اللیثی نے بھی وفات پائی۔ محمد کی موت الاسکندریہ میں ہوئی۔

پھر سنہ ۱۴۰ شروع ہوا

ابو داؤد عامل خراسان کی موت اور خراسان پر عبد الجبار کی ولایت

اس سال ابو داؤد خالد بن ابراہیم الذہلی عامل خراسان ہلاک ہوا۔ اس کے ہلاک ہونے کا سبب یہ ہوا کہ لشکر میں سے کچھ لوگوں نے اس پر شورش کی، وہ کشماہن میں تھا۔ لوگ رات کے وقت وہاں پہنچ گئے جہاں وہ تھا۔ وہ ایک دیوار پر چڑھ گیا۔ اور ایک اینٹ کے کونے پر کھڑا ہو گیا جو دیوار میں سے نکلی ہوئی تھی اور اپنے آدمیوں کو پکارنے لگا تاکہ اس کی آواز پہچانیں۔ صبح کے قریب وہ اینٹ ٹوٹ گئی، وہ نیچے گر گیا۔ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور نماز عصر کے قریب وہ مر گیا۔ عصام، اس کا صاحب شرط اس کے بعد قائم ہوا حتیٰ کہ عبد الجبار بن عبد الرحمن الازدی عامل خراسان ہو کر پہنچا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے قوادیں سے ایک جماعت کو

پکڑ لیا جن پر اس نے علیؓ ابن ابی طالب کی اولاد کی طرف دعوت دینے کا الزام لگایا تھا ان میں مجاشع بن حریث الانصاری عامل بخارا، اور ابو المغیرہ خالد بن کثیر مولی بنی تمیم عامل قوہستان اور الحریش بن محمد الذہلی ۔ اور ابو داؤد کا ابن عم تھا ۔ شامل تھے ۔ اس نے ان کو قتل کیا اور ان کے سوا ایک جماعت کو قید کیا ۔ اس نے ابو داؤد کے عمال پر ان اموال کے استخراج کے لئے جو ان کے پاس تھے زور دیا ۔

یوسف الفہری کا قتل

اس سال یوسف الفہری نے، جو امیر الاندلس تھا، عبد الرحمٰن الاموی سے نکث عہد کیا ۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ عبد الرحمٰن اس پر ایسے لوگ کھڑے کرتا تھا جو اس کی اہانت کرتے اور اس سے اس کی املاک میں جھگڑتے تھے ۔ جب وہ حجت شرعیہ ظاہر کر دیتا تو وہ اس پر عمل نہ کرتا ۔ اس سے اس نے سمجھ لیا کہ اس کے متعلق کیا ارادہ کیا گیا ہے ۔ اس نے ماردہ کا قصد کیا، اس کے پاس بیس ہزار آدمی جمع ہو گئے ۔ وہ عبد الرحمٰن کی طرف چلا ۔ عبد الرحمٰن بھی قرطبہ سے اس کی طرف نکلا اور حصن مدور کی طرف روانہ ہوا ۔ پھر یوسف نے مناسب سمجھا کہ عبد الملک بن عمر بن مروان کی طرف جائے جو اشبیلیہ پر والی تھا ۔ اور اس کے بیٹے عمر بن عبد الملک کی طرف جو مدور پر تھا وہ ان کی طرف گیا، وہ دونوں اس کے مقابلہ پر نکلے، دونوں کی اس سے مٹھ بھیڑ ہوئی، اور سخت جنگ کی، فریقین نے صبر سے کام لیا ۔ آخر میں یوسف کے اصحاب نے شکست کھائی، ان میں سے خلق کثیر قتل ہوئی، یوسف بھاگ نکلا اور ملک میں آوارہ پھرتا رہا ۔ پھر اس کے اصحاب میں سے کسی نے رجب سنہ ۱۴۲ھ میں اسے نواحی طلیطلہ میں قتل کر دیا، اور اس کا سر عبد الرحمٰن کے پاس بھیجدیا ۔ اس نے قرطبہ میں اسے نصب کر دیا ۔ اور اس کے بیٹے عبد الرحمٰن بن یوسف کو، بھی جو اس کے پاس بطور یرغمال تھا، قتل کر کے اس کا سر بھی اس کے باپ کے سر کے ساتھ نصب کر دیا ۔ ابو الاسود بن یوسف عبد الرحمٰن الاموی کے پاس بطور رہینہ رہا ۔ اس کا ذکر آگے آتا ہے ۔ رہا الصمیل، تو جب یوسف قرطبہ سے بھاگا تو وہ اس کے ساتھ نہیں بھاگا ۔ امیر عبد الرحمٰن نے

اسے بلایا اور یوسف کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا، یوسف نے مجھے اپنے معاملہ کی خبر نہیں دی۔ میں اس کا حال نہیں جانتا۔ عبدالرحمٰن نے کہا، تیرے لئے ناگزیر ہے کہ تو اس کی خبر دے۔ اس نے کہا، اگر وہ میرے دونوں پیروں کے نیچے ہوتا تب بھی میں اپنے پاؤں اس پر سے نہ اٹھاتا۔ عبدالرحمٰن نے اس کو یوسف کے دونوں بیٹوں سمیت قید کر دیا جب وہ دونوں قید سے بھاگے تو اس نے ہرب و فرار سے کراہت کی اور قید ہی میں رہا۔ اس کے بعد اس کے پاس مصر کے مشائخ داخل کئے گئے، اور انھوں نے اس کو مردہ پایا۔ اور اس کے پاس ایک پیالہ تھا جو منتقل کر دیا گیا۔ اس پر انھوں نے کہا، اے ابوالجوشن! ہمیں معلوم ہو گیا کہ تو نے خود نہیں پیا بلکہ تجھے پلایا گیا۔ اور اسے اس کے خاندان والوں کے حوالہ کر دیا گیا جنھوں نے اسے دفن کر دیا۔

چند حوادث

اسی سال جلیقیہ کا بادشاہ اذفنش ہلاک ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا تدویلہ حکمران ہوا جو اپنے باپ سے زیادہ شجاع اور اس سے بہتر فرمان روا اور ملک کا انتظام کرنے والا تھا۔ اس کا باپ اٹھارہ برس پادشاہ رہا۔ جب اس کا بیٹا بادشاہ ہوا تو اس کی حکومت قوی اور سلطنت بزرگ ہوئی۔ اس نے مسلمانوں کو اپنے ملک کی سرحدوں سے نکال دیا۔ شہر لک اور نیز طفال اور شلنقہ اور شمورہ اور ابلہ اور شقوبیہ اور قشتیالہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ سب الاندلس میں ہیں۔ اسی سال المنصور نے اپنے بھتیجے عبدالوہاب بن ابراہیم الامام اور حسن بن قحطبہ کو ستر ہزار پیادہ کے ساتھ ملطیہ بھیجا۔ وہ وہاں اترے اور رومیوں نے وہاں جو کچھ برباد کیا تھا اسے تعمیر کیا۔ اس کی تعمیر سے چھ مہینے میں فارغ ہوئے۔ حسن نے اس میں بڑا کام کیا المنصور نے وہاں چار ہزار فوج آباد کی اور اس میں بہت ہتھیار اور ذخائر رکھے۔ اور حصن قلوذیہ تعمیر کیا۔ جب ملک الروم نے عبدالوہاب اور حسن کے ملطیہ کی طرف روانہ ہونے کی خبر سنی تو وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ ان کی طرف چلا۔ اور جیحان پر اترا۔ پھر اسے مسلمانوں کی کثرت کی اطلاع ملی اور وہ واپس چلا گیا۔ جب ملطیہ تعمیر ہو گیا تو وہاں کے باشندوں میں سے جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے۔

اس سال المنصور نے حج کیا اور الحیرہ سے احرام باندھا۔ جب اس نے اپنا حج ادا کر لیا تو بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں سے الرقہ گیا اور وہاں المنصور بن جعونۃ العامری کو قتل کیا۔ پھر ہاشمیۃ الکوفہ کی طرف واپس آیا۔ یہاں المنصور نے حکم دیا کہ مدینۃ المصیصہ کو جبرئیل بن یحییٰ سے تعمیر کرایا جائے جس کی فصیل زلزلوں سے پھٹ گئی تھی اور اس کے باشندہ کم رہ گئے تھے فصیل بنادی گئی۔ اور اس نے اس کا نام المعمورہ رکھا۔ وہاں ایک مسجد جامع بنائی اور وہاں کے لئے ایک ہزار آدمیوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور اس کے سابق باشندوں میں سے اکثر کو وہاں آباد کر دیا۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔ سعد بن اسحٰق بن کعب بن عجرہ۔ عمرو بن یحییٰ بن ابی الحسن الانصاری۔ عمارہ بن غزیّۃ الانصاری۔ یہ ثقہ تھے۔ ابو العلاء ایوب القصاب۔ ابو جعفر محمد بن عبداللہ الاسکافی یہ معتزلہ کے متکلمین اور ان کے ائمہ میں سے تھا۔ اور اس کا ایک طائفہ ہے جو اس کی طرف منسوب ہے اسمار بن مخارق اور جویزہ بن اسمار۔

پھر سنہ ۱۴۱ شروع ہوا۔

الراوندیہ کا خروج

اس سال الراوندیہ نے المنصور پر خروج کیا۔ یہ خراسان کی ایک قوم تھی جو ابو مسلم صاحب الدعوۃ کی رائے پر تھی، تناسخ ارواح کی قائل تھی اور اس کا خیال تھا کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک میں ہے۔ ان کا رب جو انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے وہ المنصور ہے اور یہ کہ الہیثم بن معاویہ جبرئیل ہے۔ جب وہ ظاہر ہوئے تو المنصور کے قصر پر آئے اور کہا: یہ ہمارے رب کا قصر ہے۔ المنصور نے ان کے رؤسا کو پکڑ لیا۔ اور ان میں سے دو سو کو قید کر دیا۔ ان کے ساتھی بگڑ گئے۔ اور انھوں نے ایک نعش بنائی اور اس کو تخت پر لٹایا حالانکہ نعش میں کچھ بھی نہ تھا، اور اس کو لے کر چلے حتیٰ کہ قیدخانہ کے دروازہ پر پہنچ گئے پھر نعش کو پھینک دیا اور لوگوں پر حملہ کیا، قیدخانہ میں گھس گئے اور اپنے آدمیوں کو نکال لائے۔ اور المنصور کا قصد کیا۔ وہ اس وقت چھ سو آدمی تھے۔ لوگ چیخ پکار کرنے لگے شہر

کے دروازے بند کر دئے گئے۔ کوئی اندر داخل نہ ہو سکا، المنصور قصر سے پیدل نکلا کیونکہ قصر میں کوئی جانور نہ تھا۔ (اس کے بعد سے وہ اپنے ساتھ قصر میں جانور رکھنے لگا) جب المنصور قصر سے نکلا تو اس کے لئے جانور لایا گیا۔ وہ اس پر سوار ہوا اور ان کی طرف چلا، انھوں نے اس پر کثرت سے ہجوم کیا حتیٰ کہ قریب تھا کہ وہ اسے قتل کر دیتے۔ اس وقت معن بن زائدۃ الشیبانی آیا۔ یہ اب تک المنصور سے روپوش تھا کیونکہ اس نے ابن ہبیرہ سے مل کر جنگ کی تھی۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ المنصور کو اس کی بہت تلاش تھی، اور اس نے معن کے لانے کے لئے بہت سے مال کا انعام مقرر کیا تھا۔ جب یہ دن آیا تو وہ ڈھاٹا باندھے ہوئے المنصور کے پاس آیا، گھوڑے سے اترا سخت جنگ کی اور بڑی بہادری دکھائی۔ المنصور اس وقت ایک خچر پر سوار تھا۔ اور اس کی لگام اس کے حاجب ربیع کے ہاتھ میں تھی۔ معن آیا اور ربیع سے بولا! ہٹ جا کہ میں اس وقت اس لگام کا تجھ سے زیادہ مستحق ہوں اور تجھ سے بڑھ کر قابلیت رکھتا ہوں۔ المنصور نے کہا! سچ کہا۔ تو لگام اس کو دیدے" وہ برابر لڑتا رہا حتیٰ کہ حال درست ہو گیا اور الراوندیہ پر فتح ہوئی۔ المنصور نے پوچھا! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا! اے امیر المومنین! جس کی آپ کو تلاش تھی۔ معن بن زائدہ۔ المنصور نے اس سے کہا! اللہ نے تجھے تیری جان اور تیرے مال اور تیرے اہل کے لئے امان دی۔ تجھ جیسے آدمی احسان سے اپنے بنائے جاتے ہیں" ابو نصر مالک بن الہیثم آیا اور المنصور کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور بولا! آج میں دربان ہوں۔ اور بازار والوں میں ندا کر دی انھوں نے تیر برسائے اور ان سے جنگ کی۔ شہر کا دروازہ کھولا گیا اور لوگ داخل ہوئے۔ پھر خازم بن خزیمہ آیا اور اس نے ان پر حملہ کیا حتیٰ کہ ان کو دیوار تک ہٹا دیا۔ پھر انھوں نے اس پر حملہ کیا اور اس کو دو دفعہ مار ہٹایا۔ خازم نے الہیثم بن شعبہ سے کہا! جب یہ ہم پر پلٹ کر حملہ کریں تو تو ان سے آگے دوڑ کر دیوار تک جا پہنچیو اور جب وہ پلٹیں تو ان کو قتل کر دیجیو انہوں نے خازم پر حملہ کیا، وہ ان کے مقابلے سے ہٹا، الہیثم ان کے پیچھے جا پہنچا۔ اسی طرح وہ سب کے سب مارے گئے اس دن ان کے سامنے عثمان بن نہیک آیا اور اس نے انھیں سمجھایا، لیکن جب وہ

واپس ہوا تو انھوں نے اس کے تیر مارا جو اس کے شانوں کے بیچ میں لگا، وہ چند روز بیمار رہا اور اسی میں مر گیا۔ المنصور نے اس پر نماز پڑھائی اور اپنے حرس پر اس کے بعد عیسیٰ بن نہیک کو مقرر کیا اور وہ مرتے دم تک اس کے حرس پر رہا۔ اس کے بعد المنصور نے ابو العباس الطوسی کو حرس پر مقرر کیا اور یہ سب مدینۃ الہاشمیہ میں ہوا۔ جب المنصور نے نماز پڑھ لی تو شام کے کھانے کے لئے دعوت دی، معن کو بلایا اور اس کا درجہ بلند کیا۔ اپنے چچا عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا، اے ابو العباس! کیا تم نے نہایت شدید آدمی دیکھے ہیں؟ اس نے کہا، ہاں۔ المنصور نے کہا، اگر تم آج معن کو دیکھتے تو تمہیں معلوم ہوتا کہ یہ انھی میں سے ایک ہے، معن بولا، واللہ یا امیر المومنین، جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو بزدل تھا۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ آپ ان کو کس قدر حقیر سمجھ رہے تھے اور ان پر کس شدت کے ساتھ بڑھ رہے تھے تو میں نے وہ چیز دیکھی جو کبھی کسی جنگ میں نہیں دیکھی تھی۔ اس سے میرا قلب مضبوط ہو گیا اور اس نے مجھے اس چیز پر اکسایا جو آپ نے مجھ سے دیکھی۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ معن اس لڑائی کی وجہ سے جو اس نے ابن ہبیرہ کے ساتھ مل کر اس سے کی تھی۔ المنصور سے چھپا ہوا تھا اور اس بات پر آمادہ ہو رہا تھا کہ امان طلب کرے۔ جب الراوندیہ نے خروج کیا تو معن آیا اور دروازہ پر کھڑا ہوا۔ المنصور نے ابو الخصیب سے پوچھا، دروازہ پر کوئی ہے؟ اس نے کہا، معن بن زائدہ۔ المنصور نے کہا، عرب کا آدمی مضبوط دل والا، جنگ سے واقف اور کریم الحسب ہے، اسے بلا لو۔ جب وہ داخل ہوا تو المنصور نے کہا، کہو معن کیا رائے ہے؟ اس نے کہا، رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں میں منادی کر دیں اور ان کیلئے اموال کا حکم دیں۔ المنصور نے کہا، آدمی اور اموال کہاں ہیں؟ کون اپنے تئیں ان گبروں کے سامنے پیش کرنے کے لئے بڑھتا ہے؟ اے معن تو کیوں بات بناتا ہے۔ رائے یہ ہے کہ نکلوں اور لوگوں کے سامنے کھڑا ہو جاؤں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گے تو جنگ کریں گے اور میری طرف پلٹ آئیں گے اور اگر میں ٹھیرا رہا تو وہ کمزوری دکھائیں گے" اور ایک دوسرے کو چھوڑ دیں گے" معن نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا، نہیں اے امیر المومنین۔ اس صورت میں تو آپ اسی وقت قتل کر دئے جائیں گے

میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اپنی جان کا خیال کیجئے" اور ابو الخصیب نے بھی اسی کی مثل کہا۔ لیکن المنصور نے ان دونوں سے اپنا کپڑا کھینچا، اپنے جانور پر سوار ہوا اور نکل گیا۔ معن اسکے جانور کی لگام تھامے ہوئے تھا۔ اور ابو الخصیب اس کی رکاب کے ساتھ تھا۔ اس کے سامنے ایک آدمی آتا اور معن اسے قتل کرتا۔ حتیٰ کہ اس نے اسی حال میں چار آدمی قتل کر دئے۔ اس کے گرد لوگ جمع ہونے لگے۔ گھڑی بھر نہ گزری تھی کہ اس نے ان کو فنا کر دیا۔ پھر معن غائب ہو گیا۔ المنصور نے ابو الخصیب سے اس کی نسبت دریافت کیا، اس نے کہا، میں اس کی جگہ سے ناواقف ہوں۔ المنصور نے کہا، کیا معن یہ گمان کرتا ہے کہ میں اس آزمایش کے بعد بھی اس کا گناہ نہ بخشوں گا اسے امان دے اور میرے پاس لا۔ وہ اسے المنصور کے پاس لایا، المنصور نے اسے دس ہزار درہم کا حکم دیا اور اسے الیمن کا والی مقرر کیا۔

خراسان میں عبد الجبار کی بغاوت

اور

اس کی طرف المہدی کا شخوص

اس سال عبد الجبار بن عبد الرحمن عامل خراسان المنصور کی اطاعت سے نکل گیا، اس کا سبب یہ ہوا کہ عبد الجبار کو جب المنصور نے خراسان پر عامل مقرر کیا تو اس نے قواد کی طرف توجہ کی۔ اور ان میں سے بعض کو قتل اور بعض کو قید کیا یہ بات المنصور کو پہنچی، اور اس کے پاس ان میں سے بعض کا خط آیا۔ اس پر اس نے ابو ایوب سے کہا، عبد الجبار نے ہمارے شیعہ کو فنا کر دیا، اس نے جو یہ کیا ہے تو اس کی وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ وہ خلع طاعت کا ارادہ رکھتا ہے، اس نے کہا، آپ اس کو یہ لکھیے کہ میں روم پر حملہ کا ارادہ رکھتا ہوں، تو میرے پاس خراسان کے لشکر بھیج اور ان پر ان کے شہسواروں اور سرداروں کو مامور کر۔ جب وہ وہاں سے نکل آئیں گے تو آپ اس کی طرف جس کو چاہیں بھیج دیجئے گا۔ کیونکہ پھر وہ اس کو نہیں روک سکیگا۔ المنصور نے اس کو یہی لکھا، اس نے جواب دیا کہ ترکوں

نے شورش کر رکھی ہے۔ اگر میں نے لشکر جدا کر دیئے تو خراسان ہاتھ سے نکل جائے گا۔ المنصور نے یہ خط ابوایوب کے آگے ڈالدیا۔ اور اس سے پوچھا کہ تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا! اب تو اس نے آپ کو خود موقع دیدیا۔ آپ اسے لکھئے کہ خراسان دوسرے علاقوں سے زیادہ اہم ہے۔ میں تیری طرف فوجیں بھیجتا ہوں۔ اور آپ اس کی طرف فوجیں بھیجئے۔ تاکہ وہ خراسان جائیں۔ اگر اس نے خلع طاعت کا قصد کیا تو وہ اس کی گردن پکڑ لیں گی۔ جب اس مضمون کا خط عبدالجبار کے پاس پہنچا تو اس نے جواب دیا کہ خراسان کا حال ایسا کبھی خراب نہیں ہوا جیسا اس سال خراب ہوا ہے۔ اگر یہاں لشکر آئے تو وہ تنگی سے ہلاک ہوجائیں گے۔ جو یہاں گرانی کی وجہ سے برپا ہے۔ المنصور کے پاس جب یہ خط پہنچا تو اس نے ابوایوب کے سامنے خط ڈالدیا۔ اس نے کہا! اب اس نے اپنی حقیقت کھولدی، اور وہ باغی ہوگیا۔ اب اس سے مناظرہ نہ کیجئے۔ المنصور نے اپنے بیٹے المہدی کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ الرے میں اترے۔ المہدی ادھر گیا، اس نے خازم بن خزیمہ کو اپنے آگے عبدالجبار سے جنگ کرنے کے لئے بھیجدیا۔ پھر المہدی روانہ ہوا اور نیساپور پر اترا۔ یہ خبر جب اہل مروالرذ کو پہنچی تو وہ عبدالجبار کی طرف گئے، اس سے جنگ کی، اور سخت مقاتلہ کیا۔ وہ ان سے شکست کھا کر بھاگا۔ اور ایک کنارہ ٹھیرنے کی جگہ پناہ لی اور وہاں چھپ گیا۔ پھر اہل مروالرذ میں سے المحشر بن مزاحم اس کی طرف عبور کر گیا اور عبدالجبار کو اس نے گرفتار کر لیا۔ جب خازم آیا تو المحشر عبدالجبار کو اس کے پاس لایا۔ اس نے عبدالجبار کو موت کا جبہ پہنایا، اس کو اونٹ پر سوار کیا اور اس کا منہ اونٹ کی دم کی طرف کیا، اور اس کو المنصور کے پاس لایا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا اور اس کے اصحاب بھی تھے۔ المنصور نے ان پر عذاب کا سلسلہ شروع کیا حتیٰ کہ ان سے اموال اگلوالئے پھر اس نے حکم دیا اور عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور اس کی گردن ماردی گئی۔ اس کے بیٹے کو دھلک لیجانے کا حکم دیا گیا جو الیمن کے پاس ایک جزیرہ ہے، اور وہ وہیں رہا حتیٰ کہ وہاں والوں پر اہل الہند نے چھاپہ مارا، اور جن لوگوں کو پکڑ کر لے گئے ان میں وہ بھی تھے۔ اس کے بعد وہ انہیں کھینچ کر لے گئے۔ ان میں سے جو لوگ بچ گئے ان میں عبدالرحمٰن بن عبدالجبار تھا۔ جو خلفا کی صحبت میں

رہا- اور ۱۷۰ھ میں الرشید کے ایام میں مرا- بعض کہتے ہیں، عبدالجبار کا معاملہ ۱۴۲ھ کے ربیع الاول میں اور بقول بعض ۱۴۱ھ میں ہوا۔

طبرستان کی فتح

جب المہدی نے عبدالجبار پر بغیر محنت و جنگ آزمائی فتح پائی تو المنصور نے پسند نہ کیا کہ یہ مصارف بیکار یونہی برداشت کئے جائیں جو اس نے المہدی پر کئے تھے۔ اس نے المہدی کو لکھا کہ طبرستان پر چڑھائی کرے اور الرے پر اترے ابوالخصیب اور خازم بن خزیمہ اور فوجوں کو الاصبہبذ کی طرف بھیجے۔ الاصبہبذ اس زمانہ میں دنباوند کے بادشاہ مصمغان سے برسر جنگ تھا اور اس کے سامنے لشکر ڈالے پڑا تھا۔ جب اسے خبر پہنچی کہ لشکر اس کے ملک میں گھس آئے ہیں اور ابوالخصیب داخل ہوا ہے تو وہ اس کی طرف چلا۔ مصمغان نے الاصبہبذ سے کہا؛ جب وہ تجھے مغلوب کر لیں گے تو میری طرف بڑھیں گے۔ وہ سب مسلمانوں سے جنگ کرنے کے لئے مل گئے۔ الاصبہبذ اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے مسلمانوں سے جنگ کی۔ ان جنگوں نے طول کھینچا۔ المنصور نے عمر بن العلاء کو طبرستان بھیجا۔ یہ وہی ہے جس کے حق میں بشار کہتا ہے ؎

اذا ایقظتک حروب العدی فنبّہ لھا عمراً ثمّ نم

اگر دشمنوں کی رزم آرائیاں تجھے بیدار کر دیں تو عمر کو آگے بڑھا دے وہ ان سے بھگت لے گا اور آرام سے سو جا۔

وہ بلاد طبرستان سے واقف تھا۔ اس نے فوجیں لیں اور الرویان کا قصد کیا اور اسے فتح کر لیا۔ قلعہ علق اور اس میں جو کچھ تھا لے لیا۔ جنگ طویل ہوئی مگر خازم لڑے چلا گیا، آخر طبرستان فتح ہو گیا۔ ان میں سے بہت مارے گئے الاصبہبذ اپنے قلعہ میں چلا گیا۔ اور اس نے اس بات پر امان طلب کی کہ وہ قلعہ ان چیزوں سمیت جو اس میں ہیں تسلیم کر دے گا۔ المہدی نے اس کے متعلق المنصور کو لکھا، المنصور نے صالح صاحب المصلی کو بھیجا ان لوگوں نے ان سب چیزوں کا احصاء کیا جو قلعہ میں تھیں، اور وہ واپس ہوئے۔ الاصبہبذ دیلم

میں سے بلاد جیلان میں داخل ہوا اور وہیں مرا۔ اس کی بیٹی پکڑی گئی وہی ابراہیم بن عباس بن محمد کی ماں ہے۔ پھر لشکروں نے مصمغان کے شہر کا رخ کیا اور اس پر فتح پائی یہاں البحیرہ ہاتھ آئی جو منصور بن المہدی کی ماں ہے۔

چند حوادث

اس سال زیاد بن عبید اللہ الحارثی مکہ اور مدینہ اور الطائف سے معزول کیا گیا۔ المدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری رجب میں عامل مقرر ہوا۔ الطائف اور مکہ پر الہیثم بن معاویۃ العتکی اہل خراسان میں سے مقرر ہوا۔

اسی سال موسیٰ بن کعب نے وفات پائی جو المنصور کی شرط پر تھا اور مصر و الہند کا والی تھا۔ ہندوستان پر اس کا نائب اس کا بیٹا عیینہ تھا۔ مصر سے موسیٰ معزول کر دیا گیا اور اس کا والی محمد بن الاشعث مقرر کیا گیا۔ اور اس کے معزول ہوئے پر نوفل بن محمد بن الفرات کا تقرر ہوا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ صالح بن علی بن عبد اللہ بن العباس نے حج کیا۔ وہ الشام کا والی تھا۔

الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ، اور البصرہ پر سفیان بن معاویہ اور خراسان پر المہدی۔ اور وہاں اس کا نائب السری بن عبد اللہ تھا اور الموصل پر اسمعیل بن علی۔

اس سال سعد بن سعید۔ یحییٰ بن سعید الانصاری کے بھائی اور ابان بن تغلب القاری نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۴۲ شروع ہوا۔

عیینہ بن موسیٰ بن کعب کا خلع

اس سال عیینہ بن موسیٰ نے السندھ میں بغاوت کی۔ اور وہ وہاں کا عامل تھا۔ اسکے خلع کا سبب یہ ہوا کہ اس کے باپ نے المسیب بن زہیر کو شرط پر اپنا نائب بنایا تھا۔ جب وہ مر گیا تو المسیب اس عہدہ پر قائم ہو گیا جو شرط پر موسیٰ کو حاصل تھا۔ اسے خوف ہوا کہ کہیں المنصور عیینہ کو بلا کر اسے عہدہ پر مقرر نہ کر دے جو

اس کے باپ کو حاصل تھا، اس نے عیینیہ کو ایک شعر لکھ بھیجا اور اس خط کو اپنی طرف منسوب نہ کیا، شعر یہ تھا۔

فارضك ارضك ان تاتنا تنم نومة ليس فيها حلم

اپنی حد میں رہ، اپنی حد میں رہ؛ ہماری حد میں قدم رکھا تو یاد رکھ ایسی نیند سوئیگا جس میں خواب نظر نہیں آتے۔

اس نے اطاعت چھوڑ دی۔ یہ خبر جب المنصور کو پہنچی تو وہ اپنے لشکر کے ساتھ چلا حتیٰ کہ البصرہ کے پل پر اترا۔ اور عمر بن حفص بن ابی صفراہ العتکی کو السندو الہند پر مقرر کیا۔ عیینیہ نے اس سے جنگ کی وہ چلا حتیٰ کہ السند پہنچ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

الاصبہبذ کا نقض عہد

اس سال الاصبہبذ نے طبرستان میں وہ عہد توڑ دیا جو اس کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا۔ اس کے ملک میں جو مسلمان تھے ان کو اس نے قتل کر دیا۔ یہ خبر جب المنصور کو پہنچی تو اس نے اپنے مولیٰ ابو الخصیب اور خازم بن خزیمہ اور روح بن حاتم کو بھیجا یہ اس کے قلعہ کا محاصرہ کئے رہے۔ اور وہ قلعہ میں تھا۔ جب ان پر قیام طویل ہوا تو ابو الخصیب نے مکر کی سوجی اور اس نے اپنے اصحاب سے کہا کہ مجھے مارو۔ اور میرا سر اور میری ڈاڑھی مونڈ دو۔ انھوں نے اس کے ساتھ یہی کیا، پھر وہ الاصبہبذ کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے یہ اس لئے کیا گیا کہ انھوں نے مجھ پر شبہ کیا کہ میں تیرا ہوا خواہ ہوں۔ اور اسے خبر دی کہ وہ اس کے ساتھ ہے اور وہ ان کے لشکر کا پوشیدہ راز اس کو بتانے والا ہے، الاصبہبذ نے اس کی یہ باتیں قبول کر لیں اور اس کو اپنے خواص میں داخل کر لیا۔ اور اس پر مہربان ہو گیا ان کے قلعہ کا دروازہ ایک پتھر کا تھا جو نیچے گرا دیا جاتا تھا۔ آدمی کھولنے بند کرنے کے وقت اسے اٹھاتے اور گرا دیتے تھے۔ الاصبہبذ اس پر اپنے بھروسہ کے آدمی باری باری مقرر کرتا تھا۔ جب الاصبہبذ کو ابو الخصیب پر بھروسہ ہو گیا تو اس کو دروازے پر مقرر کر دیا اور اس کے کھولنے بند کرنے کا کام اسکے سپرد کر دیا۔ حتیٰ کہ وہ اس سے مانوس

ہوگیا پھر ابوالخصیب نے رَوْح اور خازم کو خط لکھا اور تیر سے باندھ کر اس کو پھینکا اور ان کو خبر دی کہ وہ حیلہ میں کامیاب ہوگیا ہے اور ایک رات دروازہ کھول دینے کے لئے مقرر کی۔ جب وہ رات آئی تو اس نے ان کے لئے دروازہ کھولدیا۔ قلعہ میں جتنے جنگ آزما تھے ان کو قتل کر دیا۔ ان کے بال بچوں کو قید کر لیا۔ اسکلام ابراہیم بن المہدی کو پکڑ لیا۔ الاصبہبذ کے پاس زہر تھا، وہ اس نے پی لیا اور مرگیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ۱۴۳ھ کا واقعہ ہے۔

چند حوادث

اس سال جمادی الآخرہ میں، سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کا انتقال ہوا۔ وہ البصرہ کا والی تھا۔ اس کی عمر ۵۹ برس کی تھی۔ اس پہ اس کے بھائی عبدالصمد نے نماز پڑھی۔

اس سال نوفل بن الفرات مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں کا والی حُمید بن قحطبہ ہوا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ اسمٰعیل بن علی بن عبداللہ نے حج کیا۔ اور عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

المنصور نے الجزیرہ، ثغور اور العواصم پر اپنے بھائی عباس بن محمد کو مقرر کیا۔ المنصور نے اپنے چچا اسمٰعیل بن علی کو الموصل سے معزول کر کے اس پر مالک بن الہیثم الخزاعی کو مقرر کیا جو احمد بن نصیر کا دادا ہے جس نے الواثق کو قتل کیا۔ وہ اچھا امیر تھا۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی:۔ یحییٰ بن سعید الانصاری۔ ابوسعید قاضی المدینہ۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۱۴۳ھ میں اور بعض کہتے ہیں سنہ ۱۴۴ھ میں وفات پائی۔ موسیٰ بن عقبہ مولیٰ آل الزبیر۔ عاصم بن سلیمان الاحول۔ بعض کہتے ہیں انہوں نے سنہ ۱۴۳ھ میں وفات پائی۔ حمید بن ابی حمید طرخان۔ بعض کہتے ہیں: مہران مولیٰ طلحہ بن عبداللہ الخزاعی اور وہ حمید الطویل ہیں جو انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی عمر پچپن برس کی تھی۔

پھر سنہ ۱۴۳ شروع ہوا۔

اس سال دیلم نے مسلمانوں پر شورش کی، اور ان میں سے بہتوں کو قتل کیا یہ خبر المنصور کو پہنچی تو اس نے لوگوں کو دیلم سے جہاد اور جنگ کرنے کے لئے بلایا۔

اس سال الہیثم بن معاویہ مکہ اور الطائف سے معزول کیا گیا۔ اور السری بن عبداللہ بن الحرث بن عباس مقرر کیا گیا۔ جو الیمامہ پر تھا چنانچہ وہ مکہ گیا۔ المنصور نے الیمامہ پر قثم بن عباس بن عبداللہ کو مقرر کیا۔

اس سال حمید بن قحطبہ مصر سے معزول کیا گیا اور وہاں نوفل بن الفرات مقرر کیا گیا۔ پھر نوفل کو بھی معزول کر کے یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ نے حج کیا جو الکوفہ کی ولایت پر تھا۔

اسی سال الاندلس میں رزق بن النعمان الغسانی نے عبدالرحمن پر شورش کی۔ رزق الجزیرۃ الخضراء پر تھا۔ اس کے پاس لوگ بکثرت جمع ہو گئے۔ وہ شذونہ گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اور مدینۂ اشبیلیہ میں داخل ہوا۔ عبدالرحمن بعجلت اس کی طرف گیا اور اس نے وہاں اس کو محصور کر لیا اور اس میں جو لوگ تھے ان کو تنگ پکڑ لیا۔ آخرکار ان لوگوں نے رزق کو اس کے سپرد کر کے اس سے تقرب کر لیا۔ اس نے رزق کو قتل کر دیا اور ان لوگوں کو امان دی، اور ان سے واپس ہو گیا۔

اس سال عبدالرحمن بن عطا صاحب الشارعہ۔ یہ ایک نخلستان ہے۔ اور سلیمان بن طرخان التیمی اور الاشعث بن سوار اور مجالد بن سعید نے وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۴۴ شروع ہوا۔

اس سال ابوجعفر نے لوگوں کو الکوفہ اور البصرہ اور الجزیرہ اور الموصل سے دیلم کی جنگ پر لوگوں کو بھیجا۔ اور ان پر محمد بن ابی العباس السفاح کو مقرر کیا۔

اس سال المہدی خراسان سے العراق واپس ہوا۔ اور اپنے چچا

السفاح کی بیٹی سے اس نے شادی رچائی۔
اس سال المنصور نے حج کیا، اور اپنے لشکر اور الجزیرہ پر خازم بن خزیمہ کو مقرر کیا۔

مدینۂ مبارکہ پر ریاح بن عثمان المری کا تقرر

اور

محمد بن عبداللہ بن الحسن کا معاملہ

اس سال المنصور نے المدینہ پر ریاح بن عثمان المری کو مقرر اور محمد بن خالد بن عبداللہ القسری کو اس پر سے معزول کیا۔ اس کے عزل اور اس سے قبل زیاد کے عزل کا سبب یہ تھا کہ المنصور کو محمد اور ابراہیم ابناء عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے معاملہ اور اس کے پاس ان دونوں کے نہ آنے کا بڑا خیال تھا۔ جبکہ سنہ ۳۶ میں اس نے السفاح کے زمانہ میں حج کیا تھا اور بنی ہاشم اس کے پاس آئے تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن عبداللہ کا دعویٰ تھا کہ المنصور ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اس رات ان سے بیعت کی تھی جبکہ بنی ہاشم نے مکہ میں اس بات پر مشورہ کیا تھا کہ مروان بن محمد کی حکومت کے مضطرب ہونے کے وقت کس کو خلافت دی جائے۔ جب المنصور نے سنہ ۳۶ میں حج کیا تو ان دونوں کی نسبت دریافت کیا۔ اس پر زیاد بن عبیداللہ الحارثی نے اس سے کہا کہ ان کے معاملہ کی آپ کو کیا فکر ہے، میں ان دونوں کو لاتا ہوں۔ وہ المنصور کے پاس مکہ میں تھا۔ المنصور نے اسے المدینہ واپس کر دیا۔ پھر جب المنصور خلیفہ ہوا تو اس کو کوئی چیز فکر میں ڈالنے والی محمد کے معاملہ اور ان کے دریافت حال اور ان کے ارادوں کے سوا نہ تھی۔ اس نے بنی ہاشم کو ایک ایک کرکے بلایا اور پوشیدہ طور پر ان کی نسبت سوال کیا لیکن سب نے کہا کہ ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ آپ یہ جانتے ہیں کہ وہ اس امر (یعنی خلافت) کے طالب تھے۔ اسلئے انہیں آپ سے اپنی

جان کا خوف ہے لیکن وہ آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں رکھتے" سب نے اسی کے قریب قریب کہا۔ سوا حسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے، کہ انہوں نے اس کو محمد کے معاملہ کی خبر دیدی۔ اور کہا: خدا کی قسم میرا آپ پر ان کے حملہ کی طرف سے بے خوف نہیں ہوں۔ کیونکہ وہ آپ کی طرف سے خوابیدہ نہیں ہیں۔ الحسن بن زید نے اپنے اس کلام سے اس کو جگا دیا جو خوابیدہ نہیں تھا۔ اسی بنا پر اس واقعہ کے بعد سے موسیٰ بن عبداللہ بن الحسن کہتے تھے کہ خدایا! حسن بن زید سے ہمارے خونوں کا مطالبہ کیجیو۔

المنصور نے عبداللہ بن الحسن پر اصرار کیا کہ وہ حج کے سال اپنے بیٹے محمد کو حاضر کریں۔ عبداللہ نے سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس سے کہا کہ بھائی ہمارے تمہارے درمیان رحم و مصاہرت کے وہ رشتے ہیں جو تم جانتے ہو۔ پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ سلیمان نے کہا: خدا کی قسم اس وقت گویا میں اپنے بھائی عبداللہ بن علی کو دیکھ رہا ہوں جبکہ موت اس کے اور ہمارے درمیان حائل ہوگئی۔ وہ ہمیں مشورہ دے رہا ہے کہ یہ ہے جو تم نے میرے ساتھ کیا۔ اگر وہ معاف کرنے والا ہوتا تو ضرور اپنے چچا کو معاف کرتا۔ عبداللہ نے سلیمان کی رائے مان لی اور جان لیا کہ اس نے اس سے سچ کہا ہے اور اپنے بیٹے کو ظاہر نہ کیا۔

المنصور نے عربوں میں سے چند غلام خریدے اور ان میں سے کسی کو ایک اونٹ اور کسی کو دو اونٹ اور کسی کو کئی اونٹنیاں دینے کا وعدہ کیا اور ان کو المدینہ کے اطراف میں محمد کی تلاش کے لئے پھیلا دیا۔ ان میں سے کوئی پانی پر راہ گیر کی طرح یا رستہ بھولے ہوئے کی طرح جاتا۔ اس طرح یہ لوگ ان کو دریافت کرتے پھرتے۔

المنصور نے ایک اور جاسوس بھیجا اور اس کو شیعہ کی زبان سے محمد کے نام خط لکھا جس میں وہ اپنی اطاعت اور اپنی مسارعت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور اسکے ساتھ مال اور ہدیہ بھیجے وہ جاسوس المدینہ آیا اور عبداللہ بن الحسن کے پاس پہنچا اور ان سے ان کے بیٹے محمد کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے اس سے ان کی بات چھپائی۔ وہ ان کے پاس برابر ہیرے پھیرے کرتا رہا اور اس نے

دریافت میں بہت اصرار کیا۔ آخر انہوں نے اس سے بیان کر دیا کہ وہ جبل جہینہ میں ہیں۔ اور اس سے کہا: تو علی کے پاس جا جو اس صالح آدمی کا بیٹا ہے۔ اس کا نام الاغر ہے اور وہ ذی الابر میں رہتا ہے۔ وہ تجھے رستہ بتائے گا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو رستہ بتا دیا۔ المنصور کا ایک راز کا کاتب تھا جو شیعہ تھا۔ اس نے عبداللہ بن حسن کو اس جاسوس کا حال لکھ بھیجا۔ جب یہ خط ان کے پاس آیا تو سب پریشان ہو گئے۔ انہوں نے ابو ہبار کو محمد اور علی بن حسن کے پاس بھیجا اور ان دونوں کو اس شخص سے متنبہ کیا۔ ابو ہبار گیا اور علی بن الحسن کے پاس اترا اور ان کو اس کی خبر دی۔ پھر محمد بن عبداللہ کے پاس اس جگہ پہنچا جہاں وہ تھے۔ دیکھا کہ وہ ایک کھوہ میں بیٹھے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے اصحاب کی ایک جماعت ہے اور وہ جاسوس بھی ان کے ساتھ ہے، اور سب سے زیادہ اونچی آواز سے بول رہا ہے۔ اور سب سے زیادہ انبساط ظاہر کر رہا ہے۔ جب اس نے ابو ہبار کو دیکھا تو سہم گیا۔ ابو ہبار نے محمد سے کہا: مجھے ایک ضروری کام ہے۔ وہ اس کے ساتھ اٹھے۔ اس نے ان کو جاسوس کی خبر دی انہوں نے کہا: پھر کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں تین باتوں میں سے ایک مناسب سمجھتا ہوں۔" کہا: وہ کیا ہیں؟ بولا: مجھے چھوڑ دیجیے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔" بولے: میں بلا کراہت خونریزی نہیں کرتا۔" اس نے کہا: تو آپ اس کو بیڑیاں پہنائیے اور جہاں جہاں آپ جائیں اس کو بھی ساتھ لے جائیے۔" بولے: خوف اور جلدی کی حالت میں ہمیں قرار کہاں؟ اس نے کہا: ہم اسے باندھتے ہیں اور جہینہ میں سے آپ کے کسی اہل کے پاس چھوڑ دیتے ہیں۔" کہا: یہ ٹھیک ہے، جب وہ دونوں واپس ہوئے تو دیکھا کہ وہ شخص نہیں ہے۔ محمد نے پوچھا وہ آدمی کہاں ہے؟ (لوگوں نے) کہا: اس کو چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ اس رستے میں وضو کرتا ہوا چھپ گیا۔ ان لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر اسے نہ پایا، گویا زمین اسے کھا گئی۔ وہ اپنے پیروں سے دوڑتا ہوا چلا حتیٰ کہ رستے پر پہنچ گیا۔ پھر اس کے پاس سے اعراب گزرے جن کے ساتھ المدینہ کی طرف جانے والی سواریاں تھیں، اس نے ان میں سے ایک سے کہا: یہ ایک کجاوہ خالی ہے مجھے اس میں بٹھا لے تاکہ میں اس کی سواری کا عدیل بن جاؤں اور یہ کہ تیرے لئے اتنا اور اتنا ہے۔ اس نے قبول کیا اور اسے بٹھا لیا حتیٰ کہ وہ

المدینہ جا پہنچا۔ پھر وہ المنصور کے پاس گیا اور اسے پوری پوری خبر دی۔ لیکن وہ ابو ہیاّ کا نام اور اس کی کنیت بھول گیا۔ اس نے اس کا نام وبار کہا۔ ابو جعفر نے وبار المری کی طلب کے لئے لکھا اس کے پاس ایک شخص بھیجا گیا جس کا نام وید تھا۔ المنصور نے اس سے محمد کا قصہ پوچھا۔ اس نے بحلف کہا کہ وہ ان کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتا۔" المنصور نے حکم دیا اور اس کے سات سو کوڑے مارے گئے۔ اور اس کو قید کر دیا گیا۔ اور وہ المنصور کی موت تک قید رہا۔ پھر المنصور نے عقبہ بن سلم الازدی کو بلایا اور اس سے کہا: میں تجھ سے ایک کام لینا چاہتا ہوں جس کی مجھے بڑی فکر ہے اور میں ہمیشہ اس کے لئے ایک آدمی کی تلاش میں رہا ہوں شائد وہ تو ہو۔ اگر تو میرے لئے اس کام کو کافی ہوا تو میں تجھے بلند درجہ دوں گا" اس نے کہا: میں امید کرتا ہوں کہ اپنے متعلق امیر المومنین کا گمان سچ کر دکھاؤں گا۔" المنصور نے کہا: تو تو اپنے تئیں چھپادے اور اپنا حال پوشیدہ کر دے اور میرے پاس فلاں دن فلاں وقت آ۔ وہ مقررہ وقت پر اس کے پاس گیا۔ المنصور نے اس سے کہا: ہمارے وہ بنی عم ہیں جنہوں نے ہماری حکومت پر مکر کرنے اور اس پر چال چلنے کے سوا کسی اور بات سے انکار کر دیا ہے۔ ان کے شیعہ خراسان کے فلاں قریہ میں ہیں جو ان سے خط وکتابت کرتے اور ان کو اپنے اموال کے صدقات اور اپنے بلاد کے تحائف میں سے ہدایا بھیجتے ہیں۔ تو میرے یہ خط اور ہدیہ اور روپیے لیکر جا حتیٰ کہ تو ان کے پاس بھیس بدل کر ایک خط کے ساتھ جا وہ خط تو اس قریہ کے باشندوں کی طرف سے لکھ لیجو۔ پھر ان کا حال معلوم کیجو۔ اگر وہ اپنی رائے سے ہٹ گئے ہوں تو واللہ میں ان سے محبت کروں گا اور ان کو مقرب کروں گا۔ اور اگر وہ اپنی اس رائے پر ہوں تو مجھے یہ بات معلوم ہو جائے گی اور میں ہوشیار ہو جاؤں گا۔ تو جا، حتیٰ کہ عبداللہ بن الحسن سے خشوع اور تقشف کے ساتھ مل۔ اگر وہ تجھے جھڑک دیں، اور وہ ضرور ایسا کرینگے تو اس پر صبر کیجو اور پھر ان کے پاس جائیو حتیٰ کہ وہ تجھ سے مانوس ہو جائیں۔ اور تجھ سے نرم پڑ جائیں۔ پھر اگر انہوں نے اپنے دل کی بات ظاہر کر دی تو میرے پاس جلد آ جائیو۔" وہ گیا حتیٰ کہ عبداللہ کے پاس پہنچا اور ان سے اس نامہ کے ساتھ ملا۔ انہوں نے اس سے لاعلمی ظاہر کی اور اسے ڈانٹ دیا اور کہا: میں ان لوگوں کو

نہیں جانتا۔ پھر وہ برابر ان لوگوں کے پاس آتا جاتا رہا حتیٰ کہ عبد اللہ نے اس کا خط قبول کر لیا۔ اس کے تحفہ لے لئے اور اس سے مانوس ہو گئے۔ اس نے ان سے جواب کے لئے کہا۔ انہوں نے کہا، خط تو میں کسی کو لکھتا نہیں۔ لیکن تو خود ان کی جانب میرا خط ہے۔ ان سے میرا سلام کہیو اور انہیں خبر دیجو کہ میں فلاں وقت خروج کرنے والا ہوں" عقبہ المنصور کے پاس واپس آیا اور اسے یہ خبر دی۔ المنصور نے حج کا ارادہ کیا اور عقبہ سے کہا، جب بنو الحسن مجھ سے ملیں، جن میں عبد اللہ بن الحسن بھی ہوں گے، تو میں عبد اللہ کی بڑی عزت کروں گا، ان کو بلند جگہ دوں گا۔ اور صبح کھانے پر دعوۃ دوں گا۔ پھر جب ہم کھانے سے فارغ ہو جائیں گے تو میں تجھے آنکھ سے اشارہ کروں گا، تو ان کے سامنے آکر کھڑا ہو جائیو۔ وہ تجھ سے نظر پھیر لیں گے، تو چکر کھا کر اپنے پاؤں کے انگوٹھے سے ان کی پیٹھ پر ٹھوکا دیجو حتیٰ کہ ان کی آنکھ تجھ سے بھر جائے۔ پھر تیرا کام پورا ہوا۔ لیکن خبردار، کھانے کے دوران میں وہ تجھے نہ دیکھیں" المنصور حج کو نکلا اور جب بنو الحسن اس سے ملے تو اس نے عبد اللہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر کھانا منگایا۔ سب نے کھایا۔ پھر اٹھا اور عبد اللہ بن الحسن کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا، تمہیں معلوم ہے کہ تم نے مجھ سے کیا عہد و پیمان کئے تھے کہ مجھ پر برائی کے ساتھ تعدی نہ کرو گے اور نہ میری حکومت کے خلاف مکر کرو گے" انہوں نے جواب دیا، اے امیر المومنین! میں اسی پر قائم ہوں" المنصور نے عقبہ بن مسلم کو اشارہ کیا، وہ چکر کھا کر عبد اللہ کے سامنے آکھڑا ہوا۔ عبد اللہ نے اس سے منہ پھیر لیا، وہ پھر چکر کھا کر ان کی پشت پر آیا اور ان کو اپنی انگلی سے ٹھوکہ دیا۔ انہوں نے سر اٹھایا اور اسے نظر بھر کر دیکھا۔ پھر وہ جھپٹے اور المنصور کے سامنے آبیٹھے، اور اس سے کہا، اے امیر المومنین! مجھے ڈھیل دیجے، اللہ آپ کو ڈھیل دے گا۔ اس نے کہا، اللہ مجھے ڈھیل نہ دے اگر میں تمہیں ڈھیل دوں" پھر اس نے ان کے قید کرنے کا حکم دے دیا۔ اس سے قبل محمد البصرہ آگئے تھے اور وہاں بنی راسب میں اترے۔ انہوں نے اپنی طرف دعوۃ دی تھی۔ بعض کہتے ہیں، عبد اللہ بن شیبان کے پاس اترے تھے جو بنی مرہ بن عبید میں سے ایک تھا۔ پھر وہ وہاں سے چلے گئے۔ المنصور کو جب ان کے البصرہ جانے کی

اطلاع ملی تو وہ تیزی سے ادھر چلا اور حرالاکبر کے قریب اترا جہاں عمر بن جبید اس سے ملا، المنصور نے اس سے پوچھا، اے ابو عثمان : کیا البصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے جس سے تجھے ہمارے کام میں خوف ہو؟ اس نے کہا، نہیں۔ المنصور نے کہا : میں تیرے قول پر بھروسہ کر کے واپس جاؤں؟ اس نے کہا : ہاں " محمد المنصور کے آنے سے پہلے وہاں سے جا چکے تھے۔ المنصور واپس ہوا۔ محمد اور ابراہیم عبد اللہ کے دونوں بیٹوں کا خوف بڑھ گیا، وہ دونوں نکلے حتیٰ کہ عدن پہنچے، اور وہاں سے السند گئے، پھر الکوفہ گئے، پھر المدینہ گئے۔

المنصور نے سنہ ۱۴۰ھ میں حج کیا اور آل ابی طالب میں بہت اموال تقسیم کئے۔ لیکن محمد اور ابراہیم ظاہر نہ ہوئے۔ اس نے ان کے والد عبد اللہ سے ان کی نسبت دریافت کیا۔ انہوں نے کہا، مجھے ان کا کوئی علم نہیں۔ اس پر دونوں میں سخت گفتگو ہوئی، ابو جعفر المنصور نے انہیں گالی دی حتیٰ کہ کہا : فلاں اور فلاں نے تیری ماں کا دودھ چوسا۔ عبد اللہ نے کہا : اے ابو جعفر، تو میری ماؤں میں سے کونسی ماں کا دودھ چوستا ہے؟ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا فاطمہ بنت حسین بن علی کا یا ام اسحٰق بنت طلحہ کا یا خدیجہ بنت خویلد کا؟ نہیں ان میں سے ایک کا بھی نہیں۔ بلکہ حربا بنت قسامہ بن زہیر کا۔ اور یہ قبیلہ طے میں سے ایک عورت تھی۔ المسیّب بن زہیر نے کہا : اے امیر المومنین، مجھے چھوڑ دیجئے کہ میں اس فاعلہ کے بچے کی گردن ماردوں اس پر زیاد بن عبید اللہ اٹھا اور اس نے ان پر اپنی چادر ڈال دی۔ اور کہا : امیر المومنین، آپ ان کو میرے سپرد کر دیجئے، میں ان کے دونوں بیٹوں کو نکلوالوں گا۔ اس نے انھیں چھوڑ دیا، عبد اللہ کے دونوں بیٹے اسوقت المدینہ سے غائب ہو گئے تھے، جب سنہ ۱۴۰ھ میں المنصور نے حج کیا تھا۔ انہوں نے بھی حج کیا۔ مکہ میں ان کے ہیرو جمع ہوئے اور المنصور کو چھپ کر قتل کرنیکا ارادہ کیا۔ الاشتر عبد اللہ بن محمد نے ان سے کہا : میں تمہارے لئے اس کا کام تمام کرتا ہوں۔ لیکن محمد نے کہا : نہیں خدا کی قسم میں اس کو دھوکہ سے قتل نہیں کروں گا حتیٰ کہ میں اس کو دعوت دوں کہ جس بات پر لوگوں نے اجماع کر لیا ہے اور وہ اس کو توڑ دے۔ ان کے ساتھ المنصور کے قائدوں میں سے ایک خراسانی قائد بھی مل گیا تھا

جس کا نام خالد بن حسان تھا اور وہ ابو العساکر کہلاتا تھا، اس کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے ۔ یہ خبر المنصور کو پہنچ گئی ۔ اس نے (خالد کو) طلب کیا مگر اس کو نہ پایا ۔ اس نے (خالد کے) اصحاب کو پکڑ لیا اور انھیں قتل کر ڈالا ۔ قائد، محمد بن عبد اللہ بن محمد سے جا ملا، المنصور نے زیاد بن عبید اللہ پر محمد اور ابراہیم کے قاتل کی تلاش کے لئے زور دیا اس نے اس کا ذمہ لیا اور وعدہ کر لیا ۔ پھر محمد المدینہ آئے زیاد کو اس کی خبر ہو گئی، اس نے ان پر مہربانی کا اظہار کیا اور ان کو اس شرط پر امان دی کہ وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائیں ۔ محمد نے اس کا وعدہ کر لیا ۔ زیاد شام کے وقت سوار ہوا اور اس نے محمد سے سوق الظہر پر ملنے کا وعدہ کیا ۔ ادہر محمد بھی سوار ہوئے، لوگوں نے پکارنا شروع کیا کہ اے اہل المدینہ المہدیؑ المہدیؑ !! وہ اور زیاد ٹھہر گئے، زیاد نے کہا: اے لوگو! یہ محمد بن عبد اللہ بن الحسن ہیں، پھر اس نے محمد سے کہا: تم اللہ کے ملک میں جہاں چاہو چلے جاؤ"۔ محمد پھر چھپ گئے ۔ المنصور نے یہ خبر سنی تو ابو الازہر کو جمادی الآخرہ سنہ ۱۴۱ میں المدینہ بھیجا اور اسے حکم دیا کہ المدینہ پر عبد العزیز بن مطلب کو عامل بنائے اور زیاد اور اس کے اصحاب کو گرفتار کر کے اس کے پاس لائے ۔ ابو الازہر المدینہ آیا اور اس نے وہی کیا جس کا المنصور نے اسے حکم دیا تھا ۔ زیاد اور اس کے اصحاب کو گرفتار کیا اور ان کو لے کر المنصور کی طرف چلا زیاد نے المدینہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے ۔ المنصور نے ان سب کو قید کر دیا ۔ اس کے بعد ان پر احسان کیا اور ان کو چھوڑ دیا ۔ المنصور نے المدینہ پر محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری کو عامل بنایا اور اسے محمد بن عبد اللہ کی طلب کا حکم دیا اور اسے پورا اختیار دیا کہ ان کی طلب میں جتنا چاہے خرچ کرے، وہ رجب سنہ ۱۴۱ میں المدینہ آیا، اس نے مال لیا اور اپنے محاسبہ میں بہت سے اموال یہ کہکر درج کر ادیئے کہ یہ اس نے محمد کی طلب میں خرچ کئے ہیں ۔ ابو جعفر نے اسے دیر لگانے کا ملزم گردانا اور حکم دیا کہ المدینہ اور اس کے اعراض کی تلاشی لے ۔ اس نے لوگوں کے گھروں کا چکر لگایا مگر کہیں محمد کو نہ پایا ۔ جب المنصور نے دیکھا کہ اس نے کس قدر مال خرچ کیا ہے اور محمد کو نہ پکڑ سکا تو اس نے قیس عیلان کے ایک شخص ابو العلاء سے محمد بن عبد اللہ اور ان کے بھائی کی نسبت مشورہ لیا ۔ اس نے کہا: میری رائے یہ ہے کہ آپ زبیر یا طلحہ کی اولاد میں سے کسی کو عامل بنائیں کیوں کہ

وہ ان دونوں کو عداوت کی بنا پر تلاش کرینگے اور انہیں آپ کے پاس نکال لائیں گے۔
المنصور نے کہا: خدا تجھے غارت کرے، تو نے کیا خوب رائے دی ہے خدا کی قسم، یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہ تھی۔ لیکن میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اپنے بنی عم اور اپنے اہل خاندان سے اپنے اور ان کے دشمن کے ذریعہ انتقام نہیں لوں گا۔ بلکہ میں عرب میں سے ایک صعلوک (کنگلے) کو بھیجوں گا جو ان کے ساتھ وہی کرے گا جو تو نے کہا۔"
پھر اس نے یزید بن یزید اسلمی سے مشورہ لیا، اور اس سے کہا: مجھے قیس میں سے کسی عقلمند جوان کا پتہ دے جسے میں مدد دوں اور بلند درجہ عطا کروں اور حکومت بخشوں، اس نے کہا: وہ سید الیمن یعنی ابن القشیری ہے، اور اس کا نام ریاح بن عثمان بن حیان المری ہے۔ المنصور نے اس کو رمضان سنہ ۱۴۴ھ میں المدینہ پر امیر بنا کر بھیجا۔ کہا جاتا ہے کہ ریاح نے المنصور سے ذمہ لیا تھا کہ اگر وہ اسے المدینہ کا عامل مقرر کردے تو وہ محمد اور ابراہیم ابنائے عبداللہ کو نکال لائے گا۔
اس بنا پر اس نے ریاح کو وہاں کا عامل بنا دیا۔ وہ چلا حتیٰ کہ المدینہ پہنچ گیا۔ جب وہ دار مروان میں گیا، اور یہ وہ مکان تھا جس میں امراء اترتے تھے، تو اس نے اپنے ایک حاجب سے، جس کا نام ابوالبختری تھا، پوچھا: کیا یہ دار مروان ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ کہا: یہ ٹھیرنے کی جگہ بھی ہے اور کوچ کی بھی۔ اور ہم یہاں سے کوچ کرنے والوں میں پہلے ہوں گے۔ پھر جب لوگ اس کے پاس سے چلے گئے تو اس نے اپنے حاجب سے کہا: اے ابوالبختری! میرا ہاتھ پکڑ تاکہ ہم اس شیخ کے پاس داخل ہوں یعنی عبداللہ بن الحسن۔ وہ دونوں ان کے پاس پہنچے، ریاح نے کہا: اے شیخ! خدا کی قسم امیر المومنین نے مجھے کسی قریبی رشتہ داری یا کسی سابقہ خدمت کے عوض عامل نہیں بنایا ہے۔ خدا کی قسم تو مجھ سے اس طرح کھیل نہ کر سکے گا جس طرح تو زیاد اور ابن القسری سے کھیلتا رہا ہے۔ خدا کی قسم میں تیرا دم نکال دوں گا ورنہ تو میرے پاس اپنے بیٹے ابراہیم اور محمد کو بلا دے۔" عبداللہ نے سر اٹھایا اور بولے: ہاں خدا کی قسم انک لازیرق قیس المذبوح فیھا کما تذبح الشاۃ۔
ابوالبختری کہتا ہے: یہ سنتے ہی ریاح میرا ہاتھ پکڑے ہوئے واپس ہوا۔ واللہ میں اس کے ہاتھ کی ٹھنڈک محسوس کر رہا تھا۔ اس کے پاؤں زمین سے گھسٹ رہے تھے۔

یہ بات اس گفتگو کے اثر سے تھی۔ میں نے اس سے کہا! اس شخص کو غیب پر تو اطلاع نہیں ہوئی ہے؟ اس نے کہا! اے شخص! تجھ پر افسوس، خدا کی قسم اس نے جو کچھ کہا ہے بغیر سنے نہیں کہا ہے۔ اور وہ اس طرح ذبح کیا گیا جس طرح بکری ذبح کی جاتی ہے۔
پھر ریاح نے القسری کو بلایا اور اس سے اموال کے متعلق سوال کیا، اور اسے مارا اور قید کیا۔ اور اس کے کاتب زراع کو پکڑا اور اس کو سزا دی اور سزا میں زیادتی کی اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسے بتائے کہ محمد بن خالد نے کس قدر اموال لئے ہیں۔ لیکن وہ جواب نہیں دیتا تھا۔ آخر جب اس پر عذاب نے طول کھینچا تو اس نے قبول کر لیا ریاح نے اس سے کہا! لوگوں کے اجتماع کے وقت یہ قضیہ پیش کیجو۔ اس نے یہی کیا جب لوگ جمع ہوئے تو ریاح نے اسے بلایا اور کہا! اے لوگو! امیر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں علی بن خالد پر محاکمہ کروں کیونکہ اس نے ایک چیز لکھی ہے جس میں خیانت کی ہے۔ اور ہم تمہارے سامنے شہادت دیتے ہیں کہ اس میں جو کچھ ہے سب باطل ہے۔ پھر ریاح نے حکم دیا اور اس کو سو کوڑے لگائے گئے اور اسے قید خانہ کی طرف واپس کیا گیا۔
ریاح نے محمد کی طلب میں بھی بہت کوشش کی اور اس کو خبر دی گئی کہ وہ رضوی جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک میں ہیں، اور وہ ینبع کے عمل میں ہے۔ اس نے اپنے عامل کو محمد کی تلاش کا حکم دیا۔ محمد وہاں سے پیادہ پا بھاگے اور بچ نکلے۔ ان کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو ان کے خوف کی حالت میں پیدا ہوا تھا، اور وہ ان کی ایک جاریہ کے ساتھ تھا، وہ پہاڑ پر سے گر گیا اور جدا ہو گیا، محمد نے کہا! ؎

منخرق السربال یشکو الوجی	مسکیه اطراف مرو حداد
شرده الخوف فازری بہ	کذالک من یکرہ حر الجلاد
قد کان فی الموت له راحة	والموت حتم فی رقاب العباد

مرّ اور حداد کے اطراف پھٹے کپڑوں کے ساتھ اس کے پیروں کی جلد برہنہ پائی کی شکایت کر رہی تھی
خوف نے اس کو مار بھگایا اور اس کا کام آسان کر دیا! ایسا ہی ہوتا ہے وہ جو جلاد کی تیزی سے بچنا چاہتا ہے موت میں اسکے لیے راحت تھی؟ اور موت تو بندوں کے حق میں یقینی ہے۔

اس اثنار میں کہ ریاح الجرّہ میں جا رہا تھا کہ وہ محمد سے ملا۔ محمد کترا کر ایک کنویں کی طرف چلے گئے، جو وہاں تھا۔ اور پانی پینے لگے، ریاح نے کہا، اللہ اس اعرابی کو غارت کرے، اس کی کلائی کیسی حسین تھی۔

اولاد حسنؓ قید میں

ہم اس سے قبل بیان کر چکے ہیں کہ المنصور نے ان کو قید کر دیا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ریاح تھا جس نے ان کو قید کیا۔

علی بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی نے کہا کہ ہم مقصورہ میں ریاح کے دروازہ پر حاضر ہوئے۔ اذن دینے والے نے کہا، یہاں حسین کی اولاد میں سے جو ہوں وہ داخل ہوں۔ وہ مقصورہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور باب مردان سے نکل گئے۔ پھر اس نے کہا، یہاں جو اولاد حسن میں سے ہوں وہ داخل ہوں،" وہ مقصورہ کے دروازہ سے داخل ہوئے اور بنی مردان میں سے کچھ لُہار بھی داخل ہوئے۔ ریاح نے بیڑیاں منگوائیں اور ان سب کو قید کیا اور محبوس کر دیا۔ یہ لوگ عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، اور حسن و ابراہیم ابنائے حسن بن حسن، اور جعفر بن حسن بن حسن، اور سلیمان و عبداللہ ابنائے داؤد بن حسن بن حسن، اور محمد و اسمعیل و اسحاق ابنائے ابراہیم بن حسن بن حسن، اور عباس بن حسن بن حسن بن حسن بن علی، اور موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن تھے۔ جب اس نے ان کو قید کیا تو ان میں علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے۔ دوسرے دن صبح کے بعد ایک شخص اوڑھے لپیٹے آیا۔ ریاح نے اس سے کہا: تجھے مرحبا، تیری کیا حاجت ہے؟ اس نے کہا، میں تیرے پاس آیا ہوں کہ تو مجھے میری قوم کے ساتھ قید کر دے۔ دیکھا تو وہ علی بن حسن بن حسن تھے۔ اور میں نے ان کو سب کے ساتھ قید کر دیا۔

محمد نے اپنے بیٹے علی کو مصر بھیجا تھا تاکہ ان کی طرف دعوۃ دیں۔ عامل مصر کو ان کی خبر ہو گئی، اس سے کہا گیا کہ وہ تجھ پر اپنے ساتھیوں کی معیت میں حملہ کرنے والے اور تیرے خلاف کھڑے ہونے والے ہیں۔ اس نے انھیں قید کر لیا اور المنصور کے پاس بھیجدیا۔ انھوں نے المنصور کے سامنے اپنے فعل کا اعتراف کیا اور اپنے والد

کے ساتھیوں کے نام بتا دیئے جن لوگوں کے انھوں نے نام لیئے ان میں عبد الرحمٰن بن ابوالموالی اور ابو جبیر تھے۔ المنصور نے ان دونوں کو مارا اور قید کر دیا۔ اس نے علی کو بھی قید کیا۔ وہ محبوس رہے حتیٰ کہ مر گئے۔

المنصور نے ریاح کو لکھا کہ ان لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان المعروف بہ دیباج کو بھی قید کر دے، جو عبداللہ بن حسن بن حسن کے بھائی تھے۔ کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت حسین بن علی تھیں۔ اس نے ان کو بھی ان سب کے ساتھ پکڑ لیا۔

بعض کہتے ہیں، المنصور نے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی کو تنہا قید کیا تھا اور اولاد الحسن میں سے باقیوں کو چھوڑ دیا تھا۔ عبداللہ برابر محبوس رہے اور حسن بن حسن بن حسن باقی رہ گئے اور انھوں نے اپنے بھائی عبداللہ کے رنج میں خوب کلام کیا۔ المنصور کہتا تھا کہ تو نے رشتہ نہیں بتایا۔

ایک دفعہ حسن بن حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن پر سے گذرے، وہ اپنے اونٹ چرا رہے تھے، ابراہیم نے کہا، "تو اونٹ چرا رہا ہے اور عبداللہ محبوس ہے، اے لڑکے! ان کی رسی چھوڑ دے"، انھوں نے رسی چھوڑ دی، پھر ان کے پیچھے چیختے ہوئے چلے، لیکن ان میں سے ایک اونٹ بھی نہ ملا۔ جب عبداللہ بن حسن کی قید کو بہت دن ہو گئے، تو عبدالعزیز بن سعید نے المنصور سے کہا، کیا آپ محمد اور ابراہیم کے خروج کی طمع رکھتے ہیں؟ بنو الحسن چھوٹے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم ان میں کا ایک ایک لوگوں کے دلوں میں شیر سے زیادہ ہیبتناک ہے۔ یہ بات باقیوں کے قید کیئے جانے کا سبب ہوئی۔

اولاد حسنؓ عراق کے زنداں میں

جب المنصور نے سنہ ۱۴۴ھ میں حج کیا تو محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد بن طلحہ اور مالک بن انس کو بنی الحسن کے پاس، جو قید میں تھے، بھیجا۔ اور ان سے درخواست کی کہ محمد اور ابراہیم عبداللہ کے دونوں بیٹوں کو دیدیں۔ یہ دونوں ان کے پاس گئے، عبداللہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، ان دونوں نے پیغام پہنچایا، حسن

بن حسن، عبد اللہ کے بھائی نے کہا، یہ ابنی المشومہ کا کام ہے۔ واللہ، یہ نہ ہماری رائے ہے اور نہ ہماری ملامت سے ہے۔ اور نہ ہمارا اس میں کوئی حکم ہے"، اس پر ان سے ان کے بھائی ابراہیم نے کہا، کس لئے تو اپنے بھائی کو اس کے لڑکوں کے معاملہ میں اذیت دیتا ہے۔ اور اپنے بھتیجے کو اس کی ماں کے حق میں تکلیف پہنچاتا ہے۔ پھر عبد اللہ اپنی نماز سے فارغ ہوئے اور ان دونوں نے ان کو وہ پیغام پہنچایا۔ انہوں نے کہا، نہیں خدا کی قسم میں تم سے ایک حرف بھی نہ کہوں گا۔ البتہ اگر وہ مجھے آنے کی اجازت دینی پسند کرے تاکہ میں اس کو جواب دوں تو وہ ایسا کرے" دونوں پیغامبر واپس گئے۔ اور المنصور کو اطلاع دی۔ اس نے کہا، کیا وہ مجھ سے مسخرہ پن کرتا ہے۔ خدا کی قسم اس کی آنکھ میری آنکھ کو نہ دیکھے گی۔ جب تک وہ میرے پاس اپنے دونوں بیٹوں کو نہ لے آئے گا۔ عبد اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جب کسی سے گفتگو کرتے تھے تو وہ ان کی رائے قبول کئے بغیر نہ رہتا تھا۔ پھر المنصور سیدھا چلا گیا۔ جب حج کر چکا تو واپس آیا لیکن المدینہ میں داخل نہ ہوا اور الربذہ چلا گیا۔ ریاح اس کے پاس الربذہ گیا المنصور نے اسے مدینۃ النبی واپس کیا اور حکم دیا کہ بنی الحسن کو اس کے پاس لائے اور ان کے ساتھ محمد بن عبد اللہ بن بن عمرو بن عثمان کو بھی جو بنی الحسن کے اخیافی بھائی تھے۔ ریاح واپس آیا اور ان کو لیکر الربذہ گیا۔ ان کے پیروں اور ان کی گردنوں میں بیڑیاں اور زنجیریں ڈالی گئیں۔ اور انہیں محملوں میں بغیر بچھونے کے سوار کیا۔ جب ریاح ان کو مدینۃ النبی سے لیکر نکلا تو جعفر بن محمد ایک پردہ کے پیچھے سے کھڑے ان کو دیکھ رہے تھے اور یہ ان کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ جعفر روتے تھے اور ان کے آنسو ان کی ڈاڑھی پر بہہ رہے تھے۔ اور وہ اللہ سے دعا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے کہا، واللہ اب ان کے بعد خدا اپنے حرموں کی حفاظت نہ کرے گا۔ جب یہ چلے تو محمد اور ابراہیم عبد اللہ کے دونوں بیٹے بدو عربوں کے لباس میں آئے ہوئے ملے اور اپنے والد کے ساتھ ساتھ چلتے رہے وہ ان سے خروج کی اجازت مانگتے تھے لیکن عبد اللہ کہتے تھے کہ جلدی نہ کرو حتیٰ کہ تم اس پر قادر ہو جاؤ۔ وہ کہتے تھے کہ اگر ابو جعفر یعنی المنصور تم دونوں کو عزت کے ساتھ زندہ رہنے سے روکے تو تمہیں عزت کے ساتھ مرجانے سے

کوئی چیز نہ روکے۔ جب یہ لوگ الربذہ پہنچے تو محمد بن عبداللہ العثمانی المنصور کے پاس لائے گئے۔ ان کے جسم پہ ایک مہین قمیص اور ازار تھی۔ جب وہ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تو اس نے ان سے کہا، اے دیوث! محمد نے کہا، سبحان اللہ، تو مجھے چھوٹی سے بڑی عمر تک اس کے سوا جانتا ہے۔ المنصور نے کہا، پھر تیری بیٹی رقیہ کس سے حاملہ ہوئی؟ وہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کے نکاح میں تھیں تو نے تو مجھ سے قسم کھائی تھی کہ تو مجھے دھوکہ نہ دے گا۔ اور میرے خلاف کسی دشمن کو مدد نہ دے گا، تو دیکھتا ہے کہ تیری بیٹی حاملہ ہے اور اس کا شوہر غائب ہے۔ بس تو دو میں سے ایک ہے، قسم توڑنے والا ہے یا دیوث ہے۔ خدا کی قسم میں اس کو رجم کرنے والا ہوں۔ محمد نے کہا، میری قسم کے متعلق تو یہ ہے کہ وہ مجھ پہ ہے۔ اگر میں تیرے خلاف کسی غدر کے کام میں داخل ہوا ہوں جس کا تجھے علم ہوا ہو۔ رہا وہ الزام جو تو نے اس لڑکی پر رکھا ہے، تو اللہ نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد سے ہونے کا شرف بخشا ہے۔ جب اس کا حمل ظاہر ہوا تو میں نے گمان کیا کہ اس کا شوہر اس کے پاس غفلت میں آیا ہوگا۔" ان کی اس بات سے المنصور غضبناک ہوگیا۔ ان کے کپڑے اور ان کی ازار پکڑ کے چاک کردی، چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کی شرم گاہ کھل گئی۔ پھر اس نے ان کے لئے حکم دیا اور ان کو ڈیڑھ سو کوڑے مارے گئے۔ اور ان کا حال بہت برا ہوا۔ المنصور ان پر کھلم کھلا افترا کرتا رہا۔ ایک کوڑا ان کے منہ پہ لگا، انہوں نے کہا، تیرا برا ہو میرے چہرے کو تو چھوڑ دے۔ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت ہے۔ المنصور اور مشتعل ہوا۔ اور اس نے جلاد سے کہا، "سر پہ مار سر پہ" ان کے سر پہ تیس کے قریب کوڑے مارے گئے۔ ایک کوڑا ان کی آنکھ پہ لگا اور وہ بہہ گئی، پھر وہ نکالے گئے۔ اور وہ مار کی وجہ سے ایسے ہو رہے تھے جیسے کہ زنگی ہیں"، حال آن کہ وہ حسین ترین آدمی تھے اور اپنے حسن کے سبب دیباج کہلاتے تھے۔ جب وہ نکالے گئے تو ان کا ایک مولیٰ ان کی طرف لپکا، اور اس نے کہا، کیا میں اپنا دامن آپ پر نہ ڈال دوں؟ انہوں نے کہا، ہاں، اللہ تجھے جزائے خیر دے، خدا کی قسم تو مجھ پہ میری ازار کا چاک ہونا مجھ پہ مار سے زیادہ شاق ہے"۔

محمد بن عبد اللہ کے پکڑے جانے کا سبب یہ تھا کہ ریاح نے المنصور سے کہا کہ اے امیر المومنین! اہل خراسان آپ کے شیعہ ہیں، اور اہل العراق آل ابی طالب کے شیعہ ہیں۔ رہے اہل الشام، تو خدا کی قسم علی ان کے نزدیک کافر کے سوا کچھ نہیں ہیں لیکن محمد بن عبد اللہ العثمانی اگر اہل الشام کو دعوت دیں تو ان میں سے ایک بھی پیچھے نہ ہٹے۔ یہ بات المنصور کے دل میں بیٹھ گئی، اس نے ان کے لئے حکم دیا اور وہ بھی ان لوگوں کے ساتھ پکڑے گئے، حال آں کہ اس سے پہلے وہ ان کی نسبت اچھی رائے رکھتا تھا۔

پھر یہ ہوا کہ ابو عون نے المنصور کو لکھا کہ اہل خراسان مجھ سے بگڑ رہے ہیں اور ان پر محمد بن عبد اللہ کا معاملہ طویل ہو رہا ہے۔ المنصور نے محمد بن عبد اللہ بن عمر العثمانی کے لئے حکم دیا اور وہ قتل کر دیے گئے اور ان کا سر خراسان بھیج دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک آدمی بھیجا گیا تاکہ وہ قسم کھائے کہ یہ سر محمد بن عبد اللہ کا ہے اور یہ کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہیں۔ جب وہ قتل کئے گئے تو ان کے بھائی عبد اللہ بن حسن نے کہا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ہم بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں ان کی بدولت امن میں تھے اور اب بنی ہاشم کی حکومت میں ہماری بدولت وہ قتل کئے گئے"۔ پھر المنصور ان کو لیکر الربذہ سے چلا۔ ایک موقع پر وہ ایک اشقر خچر پر ان کے پاس سے گزرا عبد اللہ بن حسن نے اس سے پکار کر کہا، اے ابو جعفر! ہم نے تیرے قیدیوں سے تو بدر کے دن یہ سلوک نہیں کیا تھا"۔ ابو جعفر نے ان کے کنکری ماری اور یہ بات اس پر گراں ہوئی، اور وہ چل دیا۔ جب یہ لوگ الکوفہ پہنچے تو عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم اس قریہ میں کسی کو دیکھتے ہو جو ہمیں اس سرکش سے بچا سکے؟ راوی کہتا ہے! پھر ان سے حسن اور علی ان کے دونوں بھتیجے تلواریں لگائے ہوئے ملے اور ان سے کہا، اے ابن رسول اللہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ جس کو قتل کرنا چاہیں، ہمیں حکم دیجئے"۔ عبد اللہ نے کہا، تم دونوں پر جو حق تھا تم نے ادا کر دیا، لیکن تم ان لوگوں کے مقابلہ میں کچھ نہیں کر سکتے"۔ وہ چلے گئے۔ پھر المنصور نے انہیں قصر ابن ہبیرہ میں الکوفہ کی شرقی جانب قید کر دیا۔

اس نے محمد بن ابراہیم بن الحسن کو بلایا، وہ نہایت خوبصورت تھے، اور المنصور نے ان سے پوچھا، کیا تم ہی دیباج اصغر ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا، میں تجھے ایسی طرح قتل کروں گا کہ کسی کو ایسی طرح قتل نہ کیا تھا" پھر اس نے حکم دیا اور ان پر جیتے جی ایک ستون چن دیا گیا۔ اور وہ اسی میں مر گئے۔ ابراہیم بن حسن پہلے شخص تھے جو ان میں سے مرے اور پھر عبداللہ بن حسن۔ اور وہ اس جگہ اسے قریب دفن کئے گئے جہاں ان کا انتقال ہوا۔ یا تو وہ اس قبر میں ہیں جس کو لوگ ان کی قبر کہتے ہیں اور یا وہ اس سے قریب ہیں۔ پھر علی بن حسن مرے۔ کہا جاتا ہے۔ المنصور نے ان لوگوں کے متعلق حکم دیا اور اس کے حکم سے قتل کئے گئے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے حکم سے ان کو زہر پلایا گیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے عبداللہ پر کسی کو مقرر کیا جس نے ان سے جا کر کہا کہ آپ کے بیٹے نے خروج کیا اور وہ قتل کئے گئے۔ اس سے ان کے دل میں درد اٹھا اور وہ مر گئے۔ واللہ اعلم

ان لوگوں میں سے کوئی نہ بچا، سوا سلیمان اور عبداللہ ابنائے داؤد بن حسن بن حسن بن علی، اور اسحٰق و اسماعیل ابنائے ابراہیم بن حسن بن حسن اور جعفر بن حسن کے۔ اور ان کے معاملات کا خاتمہ ہو گیا۔

چند حوادث

اسی سال مکہ پر السری بن عبداللہ اور مدینۃ النبی پر ریاح بن عثمان اور الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ اور البصرہ پر سفیان بن معاویہ تھے۔ مصر پر یزید بن حاتم بن قتیبہ بن مہلب بن ابی صفرہ۔ اور یہ وہی ہے جس کے حق میں یزید بن ثابت مدح کرتے ہوئے اور یزید بن اسید السلمی کی مذمت کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

لشتان مابین الیزیدین فی الندی　　یزید سلیم والاغر بن حاتم

سخاوت میں دونوں یزیدوں کے درمیان کس قدر فرق ہے۔ ایک یزید آفات سے بچا ہوا ہے اور ابن حاتم کریم و شریف ہے"۔

یہ بہت سی ابیات ہیں۔ یہ ممدوح اور فیاض تھا۔

اسی سال ہشام بن عذرۃ الفہری نے جو بنی عمرو میں سے تھا، اور یوسف

بن عبد الرحمن الفہری نے طلیطلہ میں امیر عبد الرحمن الاموی پر شورش کی اور وہاں کے باشندوں نے اس کی پیروی کی۔ عبد الرحمن اس کی طرف گیا، اس کا محاصرہ کیا اور اس پر حصار سخت کر دیا۔ آخر کار وہ صلح کی طرف جھکا اور اس نے اپنے بیٹے افلح کو یرغمال کے طور پر عبد الرحمن الاموی کے حوالے کیا۔ عبد الرحمن اس کو لیکر قرطبہ واپس ہوا۔ پھر ہشام نے واپس جاکر عبد الرحمن سے عہد توڑ دیا۔ عبد الرحمن پھر واپس آیا۔ اس نے ہشام کا محاصرہ کیا۔ اور اس پر منجنیقیں لگا دیں لیکن حصار کی مضبوطی کے سبب وہ اس میں اثر نہ کر سکیں۔ اس نے ہشام کے بیٹے افلح کو قتل کر دیا اور اس کا سر منجنیق میں رکھ کر پھینک دیا اور قرطبہ چلا گیا اور ہشام پر غالب نہ ہو سکا۔

اسی سال عبد اللہ بن شبرمہ اور عمرو بن عبد المعتزلی۔ یہ زاہد تھے۔ اور برید بن ابی مریم مولیٰ سہل بن الحنظلہ اور عقیل بن خالد الدیلی، صاحب الزہری، انہوں نے مصر میں اچانک وفات پائی، اور محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی ابو الحسن المدنی اور ہاشم بن ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص نے وفات پائی۔

(برید بضم بار موحدہ و فتح رار مہملہ عقیل بضم عین مہملہ و فتح قاف)

پھر سنہ ۱۴۵ شروع ہوا

محمد بن عبد اللہ بن الحسن کا ظہور

اس سال محمد بن عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب نے مدینۂ مبارکہ میں ظہور کیا، جمادی الآخرہ کی دو راتیں باقی تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ماہ رمضان کی چودھویں تھی۔ اس سے پہلے ہم ان کے حالات اور المنصور کا ان کے اہل کو العراق کی طرف لے جانے کا حال بیان کر چکے ہیں۔ جب وہ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے چلا تو اس نے ریاح کو مدینۂ مبارکہ پر امیر کی حیثیت سے واپس کر دیا، ریاح نے محمد کی تلاش میں بڑی کوشش کی، ان کو بہت تنگ کیا اور ان کو ڈھونڈا حتیٰ کہ ان کے فرزند گر گئے اور مر گئے ایک دن سلسلۂ طلب ان تک پہنچ گیا، وہ مدینۂ مبارکہ کے ایک کنویں میں ڈول کے ذریعہ اتر گئے، ان کے اصحاب اس سے

پانی پینے لگے وہ حلق تک پانی میں اتر گئے ان کا جسم بھاری تھا وہ چھپ نہ سکے۔
ریاح کو محمد کی خبر پہنچ گئی، اور یہ کہ وہ المذار میں ہیں۔ وہ اپنی فوج کے ساتھ ان کی
طرف نکلا، محمد اس کے رستے سے ہٹ گئے اور دار الجہنیہ میں چھپ گئے۔ ریاح
نے جب ان کو نہیں دیکھا تو وہ دار مروان کی طرف واپس چلا گیا۔ ریاح کو جس نے
یہ خبر دی تھی وہ سلیمان بن عبد اللہ بن ابی سَبرَہ تھا۔ جب محمد کی تلاش شدید ہو گئی
تو انہوں نے اس وقت سے قبل خروج کر دیا جس کا وعدہ انہوں نے اپنے بھائی
ابراہیم سے کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اسی وقت نکلے جس وقت نکلنے
کا انہوں نے اپنے بھائی سے وعدہ کیا تھا، لیکن تاخیر ان کے بھائی نے کی جس کا
سبب یہ تھا کہ ان کے چیچک نکل آئی تھی۔ عبید اللہ بن عمرو بن ابی ذئب
اور عبد الحمید بن جعفر محمد سے کہتے تھے کہ "تم خروج کے لئے کس چیز کے منتظر ہو؟
واللہ اس امت پر تم سے زیادہ منحوس آدمی کوئی نہیں ہے۔ نکل کھڑے ہو چاہے
تم تنہا ہی کیوں نہ ہو"۔ وہ اس بات سے بھی متحرک ہوئے۔ ریاح کو خبر ہو گئی کہ
محمد آج رات خروج کرنے والے ہیں۔ اس نے محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد
قاضی المدینہ اور العباس بن عبد اللہ بن الحارث بن العباس وغیرہما کو اپنے
پاس بلایا، دیر تک خاموش رہا۔ پھر ان سے کہا، اے اہل المدینہ، امیر المومنین
محمد کو زمین کے مشرق اور اس کے مغرب میں ڈھونڈ رہے ہیں حال آن کہ وہ تمہاری
پشت کے درمیان ہے۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے خروج کیا تو
میں تم سب کو قتل کر دوں گا" اور محمد بن عمران سے کہا، تم امیر المومنین کے قاضی
ہو، اپنے قبیلہ والوں کو بلاؤ اور بنی زہرہ کو جمع ہونے کے لئے کہلا بھیجو۔ انہوں نے
کہلا بھیجا، وہ بکثرت اس کے پاس جمع ہو گئے، اس نے ان کو دروازہ پر بٹھایا۔
اور علویین وغیرہم میں سے کچھ لوگوں کو پکڑا جن میں جعفر بن محمد بن علی بن الحسین
اور الحسین بن علی بن الحسین بن علی اور الحسن بن علی بن الحسن بن علی بن الحسین بن
علی، اور کچھ آدمی قریش میں سے جن میں اسمعیل بن ایوب بن سلمہ بن عبد اللہ بن الولید
بن المغیرہ اور ان کے بیٹے خالد تھے۔ اس اثناء میں کہ یہ لوگ اس کے پاس تھے محمد
ظاہر ہو گئے، لوگوں نے تکبیر کی آواز سنی۔ مسلمہ بن عقبتہ المری نے ریاح سے کہا،

میری بات مان اور ان سب کی گردنیں اڑا دے۔ الحسین بن علی بن الحسین بن علی نے اس سے کہا، واللہ تم یہ کیا قصد رکھتے ہو، حال آں کہ ہم سمع و طاعت پر ہیں۔ محمد المذار سے ڈیڑھ سو آدمیوں کی معیت میں بڑھے اور سلامتی کے شگون کے لئے بنی مسلمہ میں آئے۔ پھر زندان کا قصد کیا، اس کا دروازہ کھولا اور اس میں جو لوگ تھے ان کو نکال لیا۔ ان لوگوں میں محمد بن خالد بن عبد اللہ القسری اور اس کا بھتیجہ النذیر بن یزید اور رزام تھے۔ محمد نے ان کو نکال لیا۔ پیادوں پر خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو مقرر کیا، اور دار الامارۃ آئے۔ وہ اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ کسی کو قتل نہ کرنا الا یہ کہ وہ قتل کریں۔ ریاح نے ان کے مقابلہ میں مدافعت کی، وہ مقصورہ کے دروازہ سے گھس گئے، ریاح اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبۃ المری کو پکڑ لیا اور دار الامارہ میں قید کر دیا۔ پھر وہ مسجد کی طرف گئے، منبر پر چڑھے اور لوگوں کو خطاب کیا۔ خدا کی حمد و ثنا کی، پھر کہا، اما بعد، اس سرکش دشمن خدا ابو جعفر نے جو کچھ کیا ہے تم سے مخفی نہیں ہے، اس نے قبۂ خضرا بنایا ہے اس لئے کہ اللہ کے ساتھ اس کے ملک میں معاندہ کرے اور کعبۃ الحرام کی تصغیر کرے اس نے فرعون کو اس وقت پکڑا جب اس نے انا ربکم الاعلیٰ کہا۔ لوگوں میں اس دین کے لئے کھڑے ہونے کے سب میں زیادہ حقدار ابناء مہاجرین و انصار ہیں۔ خدایا! ان لوگوں نے تیرے حرام کو حلال اور تیرے حلال کو حرام کر دیا ہے، اس کو امان دی ہے جس کو تو نے خوف زدہ کیا اور اس کو خوف زدہ کیا ہے جس کو تو نے امان دی۔ خدایا! تو ان کو گن گن کر پکڑ، ایک ایک کو قتل کر اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔

اے لوگو! میں نے واللہ اس بنا پر تمہارے درمیان سے خروج نہیں کیا کہ تم میرے نزدیک صاحب قوۃ و شدۃ ہو۔ بلکہ اس لئے کہ میں نے تم کو اپنے لئے پسند کیا ہے۔ خدا کی قسم میں جو اس کام پر آیا ہوں تو اس وقت آیا ہوں جبکہ زمین پر کوئی شہر ایسا نہیں رہا ہے جہاں اللہ کی عبادت نہ کی جاتی ہو اور جہاں میرے لئے بیعت نہ کی گئی ہو۔ المنصور اپنے قوادکی زبان سے محمد کو یہ لکھا کرتا تھا کہ تم ظاہر ہو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ محمد اس کا ذکر کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ اگر ہماری جنگ ہوئی تو تمام قواد میری طرف مائل ہو جائیں گے۔ محمد مدینہ مبارکہ پر مستولی ہو گئے۔

انہوں نے اس پر عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کو عامل بنایا، اس کی قضا پر عبد العزیز بن عبد المطلب بن عبد اللہ المخزومی کو، اور اس کے اسلحہ خانہ پر عبد العزیز الدراوردی کو اور اس کی شرطہ پر ابو القلمس عثمان بن بنی عبید اللہ بن عمر بن الخطاب کو اور دیوان عطار پر عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمان بن المسور بن مخرمہ کو مقرر کیا۔ اور کہا گیا ہے کہ انہوں نے شرطہ پر عبد الحمید بن جعفر کو مقرر کیا، پھر انھیں معزول کر دیا، محمد نے محمد بن عبد العزیز کو لکھا: میں گمان کرتا تھا کہ تم ہماری مدد کرو گے اور ہمارے ساتھ کھڑے ہو گے۔" انہوں نے معذرت کی، اور کہا: میں ساتھ دوں گا تو ان سے الگ ہو جاؤں گا۔" محمد مکہ آئے، اور یہاں کے سربرآوردہ لوگوں میں سے کوئی ان کے پاس آنے سے نہ رہا الّا ضحّاک بن عثمان بن عبد اللہ بن خالد بن خزام اور عبد اللہ بن المنذر بن المغیرہ بن عبد اللہ بن خالد اور ابو سلمہ بن عبید اللہ بن عبید اللہ بن عمر اور حبیب ابن ثابت بن عبد اللہ بن الزبیر کے۔

اہل مدینہ نے محمد کے ساتھ خروج کے معاملہ میں مالک بن انس سے استفتا کیا اور کہا، ہماری گردنوں میں ابو جعفر کی بیعت ہے۔" مالک نے کہا، تم نے مجبوراً بیعت کی تھی اور مجبور پر کوئی قسم نہیں ہے۔" لوگ محمد کی طرف دوڑے، اور مالک اپنے گھر میں بیٹھے رہے، محمد نے اسمٰعیل بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کو پیام بھیجا، یہ بڈھے تھے، ان کو اپنی بیعت کی طرف بلایا، انہوں نے کہا، اے ابن اخی: واللہ تم قتل کئے جاؤ گے پھر میں تمہاری بیعت کیسے کر لوں"؟ اس پر لوگ کچھ دیر کے لئے ان سے کھٹک گئے۔ بنو معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر نے محمد کی طرف آنے میں جلدی کی، حمادہ بنت معاویہ اسمٰعیل بن عبد اللہ کے پاس آئیں اور ان سے کہا: اے چچا! ہمارے بھائی اپنے ماموں کے بیٹے کی طرف دوڑ گئے ہیں۔ اگر تم نے ایسی بات کہی تو لوگ ان سے الگ ہٹ جائیں گے۔ اور میرے ماموں کا بیٹا اور میرے بھائی مارے جائیں گے۔ مگر اسمٰعیل ان کو محمد کے ساتھ شریک ہونے سے نہ روک سکے۔ کہا جاتا ہے کہ حمادہ نے اسمٰعیل پر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ محمد نے ان پر نماز پڑھنے کا ارادہ کیا، عبد اللہ بن اسمٰعیل نے انھیں روکا، اور کہا، تم میرے باپ کو قتل کرنے کا حکم بھی دیتے ہو اور ان پر نماز بھی پڑھتے ہو۔ لیکن پہرہ والوں نے

عبد اللہ کو ہٹا دیا، اور محمد نے نماز پڑھی۔

جب محمد ظاہر ہوئے تو محمد بن خالد القسری المدینہ میں ریاح کی قید میں تھا۔ محمد نے اس کو رہا کر دیا۔ ابن خالد کہتا ہے کہ جب میں نے وہ دعوۃ سنی جس کی طرف محمد نے منبر پر بلایا تھا تو میں نے کہا؛ یہ دعوۃ حق ہے۔ واللہ میں اس دعوۃ میں اللہ کی لیئے جانفشانی کروں گا۔" میں نے کہا؛ اے امیر المومنین! آپ نے اس شہر میں خروج کیا ہے۔ واللہ اگر اس کے دروں میں سے ایک درہ پر بھی کوئی کھڑا ہو گیا تو اہل شہر بھوکے پیاسے مر جائیں گے۔ آپ میرے ساتھ چلیئے، اگر اس وقت دس آدمی ہیں تو اس وقت میں ایک لاکھ تلواروں سے اس کو ماروں گا۔ لیکن محمد نے میری بات نہ مانی۔ اس اثناء میں کہ میں انکے پاس تھا انہوں نے کہا، ہم نے اچھی متاع میں سے کوئی چیز اس متاع سے بہتر نہیں پائی جو ابن ابی فروہ ابو الخصیب کے داماد کے پاس پائی ہے، محمد نے یہ متاع اس سے لوٹ لی تھی۔ محمد بن خالد کہتا ہے، میں نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ کو خیر المتاع دکھادی گئی۔" پھر میں نے المنصور کو خبر دیدی کہ محمد کے ساتھ قلیل جماعت ہے۔ محمد نے مجھے پکڑ لیا اور قید کر دیا۔ حتیٰ کہ عیسٰی بن موسیٰ نے مجھے ان کے قتل کے چند روز بعد رہا کیا:۔

مدینہ مبارکہ میں آل اویس بن ابی سرح العامری میں سے، جو عامر بن لوئی کا ایک بطن ہے، حسین بن صخر نام ایک شخص تھا، جب محمد ظاہر ہوئے تو وہ اسی وقت المنصور کی طرف روانہ ہو گیا اور نو دن میں وہاں جا پہنچا۔ رات کے وقت شہر کے دروازہ پہ کھڑا ہوا، پکارا، حتیٰ کہ اس کی خبر ہوئی اور اس کو داخل کر لیا گیا۔ ربیع نے کہا، اس وقت تیری کیا حاجت ہے۔ امیر المومنین سوتے ہیں۔ بولا؛ میرے لیئے ان سے ملنا لابد ہے۔ ربیع المنصور کے پاس داخل ہوا اور اس کو حسین بن صخر کی خبر دی، اور کہا: وہ ملاقات چاہتا ہے۔ اس نے اجازت دیدی وہ اس کے پاس داخل ہوا اور بولا؛ اے امیر المومنین؛ محمد بن عبد اللہ نے المدینہ میں خروج کر دیا۔ اس نے کہا؛ واللہ میں اس کو قتل کر دوں گا، اگر تو سچا ہے۔ مجھے بتا کہ اسکے ساتھ کون کون ہیں،" اس نے اہل المدینہ اور محمد کے خاندان والوں میں سے ان سر بر آوردہ لوگوں کے نام اسے بتائے۔ جو محمد کے ساتھ تھے۔ المنصور نے کہا؛

کیا تو نے اسے دیکھا اور اس کا معائنہ کیا؟ اس نے کہا، میں نے اسے دیکھا اور معائنہ کیا اور اس سے گفتگو کی اس حال میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر بیٹھا تھا۔"
پھر ابو جعفر نے اس کو ایک حجرہ میں داخل کر دیا جب صبح ہوئی تو عیسیٰ بن موسیٰ کے غلام، سعید بن دینار کا قاصد آیا اور اس نے محمد کے معاملہ کی خبر دی، سعید المدینہ میں اس کے اموال کا منتظم تھا۔ المنصور کے پاس متواتر محمد کی خبریں پہنچیں، اس نے اویسی کو نکالا اور کہا، میں تیرے پیچھے آدمی دوڑاتا ہوں اور تیری مدد کرتا ہوں۔ اور اس کے لئے نو ہزار درہم کا حکم دیا، ایک ہزار درہم ہر دن کے لئے۔ المنصور محمد سے خوفزدہ ہوا تو حارث المنجم نے اس سے کہا، اے امیر المومنین آپ کو کیا چیز اس سے ڈراتی ہے؟ خدا کی قسم اگر وہ زمین کا مالک ہو گیا تو بھی تو ۹ دن سے زیادہ نہ رہے گا۔
المنصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے پاس پیغام بھیجا، وہ محبوس تھا، کہ اس شخص نے خروج کر دیا اگر تیرے پاس کوئی رائے ہے تو ہمیں مشورہ دے۔ وہ المنصور کے نزدیک صاحب رائے تھا۔ اس نے کہا، محبوس تو محبوس الرائے ہوتا ہے۔ المنصور نے اسے کہلا بھیجا کہ اگر وہ میرے پاس آ گیا حتیٰ کہ میرے دروازہ کو کھٹکھٹا نے لگا تب بھی میں تجھے نہ نکالوں گا۔ لیکن میں تیرے لئے اس سے بہتر ہوں کہ وہ تیرے اہل بیت کا مالک ہو۔" عبداللہ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ تو اسی ساعت چل کھڑا ہو حتیٰ کہ الکوفہ پہنچ اور ان کے اکناف پر حشم اکٹھے کر دے کیوں کہ وہ اس خاندان کے شیعہ اور انصار ہیں۔ پھر اس پر پہرے بٹھا دے۔ جو کوئی وہاں سے نکلے، خواہ کسی وجہ سے نکلے یا جو شخص داخل ہو خواہ کسی وجہ سے داخل ہو اسکی گردن اڑا دے۔ سلم بن قتیبہ کو، جو اس وقت الری میں تھا، اپنے پاس بلا بھیج اور اہل الشام کو لکھ کہ تیرے پاس بہادر اور مضبوط لوگوں کو فوراً بھیجیں پھر تو ان کو خوب انعام دے اور ان کو سلم کے ساتھ بھیج۔ اس نے یہی کیا۔ بعض کہتے ہیں، المنصور نے عبداللہ کے پاس یہ پیغام اسکے بھائیوں کے ہاتھ بھیجا تاکہ وہ اس سے محمد کے معاملہ میں مشورہ لیں، اور ان سے کہا، عبداللہ کو یہ معلوم نہو کہ میں نے تم کو اس کے پاس بھیجا ہے۔ جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو اس نے کہا، کوئی بات ہے جو تم سب میرے پاس آئے ہو۔ حالانکہ تم نے مجھے ایک مدت سے

سے چھوڑ رکھا ہے۔ انہوں نے کہا، ہم نے امیر المومنین سے اجازت طلب کی تھی، انہوں نے اجازت دیدی۔ اس نے کہا، یہ کوئی بات نہیں۔ بتاؤ کیا خبر ہے؟ انہوں نے کہا، محمد بن عبد اللہ نے خروج کر دیا۔ اس نے کہا، پھر تم نے ابن سلامہ (یعنی المنصور) کو کیا کرتے دیکھا۔ انہوں نے کہا، خدا کی قسم ہم کچھ نہیں جانتے۔ اس نے کہا: بخل نے اس کو قتل کر دیا، اس نے کہا، اس سے کہو کہ اموال نکالے اور فوجوں کو دے۔ کیوں کہ اگر وہ غالب آیا تو اس کا مال بہت جلدی اس کے پاس واپس آجائے گا۔ اور اگر مغلوب ہوا تو اس کا صاحب کسی دینار و درہم پر نہ آئے گا۔

جب المنصور کے پاس محمد کے خروج کی خبر آئی تو وہ مدینہ بغداد کی داغ بیل بانسوں سے ڈال چکا تھا۔ وہ الکوفہ کی طرف چلا، عبد اللہ بن الربیع بن عبید اللہ بن المدان اس کے ساتھ تھا۔ المنصور نے اس سے کہا، محمد نے المدینہ میں خروج کر دیا۔ اس نے کہا، ہلاک ہوا اور ہلاک کر دیا۔ اس نے بغیر سامان اور بغیر آدمیوں کے خروج کیا۔

مجھ سے سعید بن عمرو بن جعدۃ المخزومی نے بیان کیا میں یوم الزاب میں مروان کے ساتھ کھڑا تھا، مروان نے مجھ سے کہا کہ یہ کون ہے جو مجھ سے لڑ رہا ہے؟ میں نے کہا، عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ بن العباس۔ بولا، واللہ میں چاہتا تھا کہ علی بن ابی طالب اس کی بجائے، مجھ سے جنگ کرتے۔ کیونکہ اس امر میں علی اور ان کی اولاد کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے۔ کیا وہ شخص بنی ہاشم اور ابن عم رسول اللہ کے سوا کوئی ہے جسکے ساتھ الشام کی ہوا اور الشام کی مدد ہے؟ اے ابن جعدہ! کیا تجھے معلوم ہے کہ مجھے کس شئے نے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں نے اپنے بعد عبد اللہ اور عبید اللہ کے لئے ولایت عہد مقرر کی اور عبد الملک کو چھوڑ دیا حال آں کہ وہ عبید اللہ سے بڑا ہے"۔ ابن جعدہ نے کہا، نہیں۔ اس نے کہا، مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو شخص اس امر کا والی ہوگا وہ عبد اللہ اور عبید اللہ ہوگا۔ اور عبید اللہ عبد الملک کی بہ نسبت عبد اللہ سے اقرب ہے۔ اس لئے میں نے اس کے لئے ولایت عہد مقرر کی" المنصور نے اس سے اس بات کی صحت کی قسم لی، اس نے قسم کھائی، اور وہ اس سے خوش ہوا۔

جب المنصور کو محمد کے ظہور کی خبر پہنچی تو اس نے ابو ایوب اور عبد الملک سے کہا، کیا کوئی شخص ایسا ہے جسے تم صاحب رائے جانتے ہو تاکہ اس کی رائے

ہماری رائے کے ساتھ مل جائے۔ ان لوگوں نے کہا! الکوفہ میں بدیل بن یحییٰ ہے۔
السفاح اس سے مشورہ لیا کرتا تھا۔ المنصور نے اس کے پاس پیغام بھیجا اور کہا! محمد نے
مدینہ میں ظہور کیا ہے۔ اس نے کہا! آپ الاہواز پر فوجیں متعین کر دیجئے۔ اس نے کہا!
وہ تو المدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ بولا! یہ تو میں نے سمجھ لیا۔ لیکن الاہواز ہی وہ دروازہ
ہے جس سے تم پر آیا جائے گا۔ جب ابراہیم نے البصرہ میں ظہور کیا تو المنصور نے
اس سے کہا! یہ بات ہے۔ اس نے کہا! آپ فوراً اس کی طرف فوجیں بھیجئے اور
الاہواز کو اس پر مشغول کر دیجئے۔

المنصور نے محمد کے ظہور کے وقت جعفر بن حنظلہ البہرانی سے بھی مشورہ لیا۔
اس نے کہا، فوجیں البصرہ کی طرف بھیجئے۔ المنصور نے کہا! تو واپس جا حتیٰ کہ میں
تیرے پاس پھر پیغام بھیجوں، جب ابراہیم البصرہ کی طرف گئے تو المنصور نے
اس کے پاس پیغام بھیجا، اور اس سے کہا! یہ معاملہ ہے۔ اس نے کہا! مجھے پہلے ہی
فوجوں کے مبادرت کرنے کا خوف تھا۔ المنصور نے پوچھا! تجھے البصرہ کا خوف کیسے
ہوا۔؟ اس نے کہا! اس لئے کہ محمد نے المدینہ میں ظہور کیا ہے حال آن کہ اہل المدینہ
حربی نہیں ہیں، ان کو وہ صرف ان کی ذاتی حیثیت سے اہم سمجھتا ہے۔ اور الکوفہ
تمہارے پیروں تلے ہیں، اور اہل الشام آل ابی طالب کے دشمن ہیں۔ اب
البصرہ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔

المنصور نے محمد کو لکھا! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انما جزاؤا الذین یحاربون
اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادًا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من
خلاف او ینفوا من الارض (الآیہ) تیرے لئے اللہ کا عہد اور اس کا میثاق اور اس
کے رسول کا ذمہ ہے کہ میں تجھے اور تیرے تمام بیٹوں اور بھائیوں اور اہل بیت اور
تیرے متبعین کو ان کے خون اور اموال پر امان دیتا ہوں۔ جو جان یا مال تو لے چکا ہے
تجھے بخشتا ہوں، اور دس لاکھ درہم دیتا ہوں۔ جو حاجت تو چاہے پوری کر دوں گا
اور شہروں میں سے جس شہر کو تو پسند کرے گا تجھے اس میں اتاروں گا۔ تیرے
اہل بیت میں سے جو میری قید میں ہیں ان کو رہا کر دوں گا۔ اور یہ کہ جو کوئی تیرے
پاس آیا اور جس نے تجھ سے بیعت کی اور تیری پیروی کی یا تیرے امر میں سے کسی

سے شئے میں داخل ہوا اس کو بھی امان دوں گا۔ اور بعد میں ان میں سے کسی آدمی کو کسی بات کی جو اس سے سرزد ہوئی ہے سزا نہ دوں گا۔ اگر تو چاہے کہ اپنے نفس کے لئے وثوق حاصل کرے تو میرے پاس جس کو چاہے بھیجدے، تاکہ وہ تیرے لئے مجھ سے امان اور عہد و میثاق لے جس پر تو وثوق کر سکتا ہو۔ والسلام۔

محمد نے اس کو جواب میں لکھا، طسم تلک آیات الکتاب المبین، نتلوا علیک من نبا موسیٰ و فرعون بالحق لقوم یومنون (تا یحذرون) میں تجھے وہی امان پیش کرتا ہوں جو تو نے مجھے پیش کی ہے۔ کیوں کہ حق ہمارا حق ہے، تم نے اس کام کے لئے ہمارے ہی ذریعہ دعویٰ کیا اور اس کے لئے ہمارے ہی شیعہ کے ساتھ نکلے اور جو کچھ مرتبہ حاصل ہوا اسی کے فضل سے حاصل ہوا۔ کیوں کہ ہمارے باپ علی وصی اور امام تھے۔ پھر کس طرح تم ان کی ولایت کے وارث ہو گئے؟ حال آں کہ ان کی اولاد زندہ موجود ہے۔ پھر تجھے معلوم ہے کہ اس امر کی طلب کسی نے نہیں کی جو ہم جیسا نسب اور حال اور ہمارے آباء کا سا شرف رکھتا ہو۔ ہم نہ لعنا ر کی اولاد ہیں، نہ طرداء و طلقا کی۔ بنی ہاشم میں سے کوئی اس کی مثل قرابت اور سابقہ اور فضل کے ساتھ نہیں مرتا جسکے ساتھ ہم مرتے ہیں کیوں کہ ہم جاہلیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں فاطمہ بنت عمر کے بیٹے ہیں اور اسلام میں رسول اللہ کی بیٹی فاطمہ کے بیٹے ہیں۔ جو تم نہیں ہو۔ اللہ نے ہمیں پسند کیا اور ہمارے لئے پسند کیا۔ ہمارے والد، محمد، نبیوں میں سب سے افضل، اور علی سلف میں سب سے پہلے اسلام لانے والے اور خدیجۂ طاہرہ ازواج میں سب سے افضل اور قبلہ کی طرف سب سے پہلی نماز پڑھنے والی اور فاطمہ بیٹیوں میں سب سے اچھی اور دنیا کی عورتوں اور اہل الجنت کی سیدہ، اور اسلام میں پیدا ہونے والے حسن حسین اہل الجنت کے سردار ہیں۔ ہاشم سے علی کی دو مرتبہ ولادت ہوئی، اور عبدالمطلب سے حسن کی دو مرتبہ ولادت ہوئی، اور حسن و حسین کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری دو مرتبہ ولادت ہوئی میں بنی ہاشم میں باعتبار نسب اوسط ہوں اور باعتبار پدر اصرح ہوں۔ نہ مجھ میں عجمہ پائی گئی ہے اور نہ میرے اندر امہات اولاد کا جھگڑا ہے۔ میرے لئے جاہلیت اور اسلام دونوں میں والدین

اختیار کیے گئے ہیں حتی کہ اشرار بھی چھانٹ کر لیے گئے ہیں۔ میں جنت میں سب سے اونچے درجہ والے اور دوزخ میں سب سے ہلکے عذاب والے کا بیٹا ہوں۔ تیرے لئے مجھ پر اللہ کا واسطہ ہے اگر تو میری اطاعت میں داخل ہو گیا اور تو نے میری دعوۃ قبول کرلی تو میں تجھے تیری جان اور تیرے مال کی امان دوں گا، اور تیرے تمام افعال بخشدوں گا جو تو نے کئے ہیں۔ سوئی اسکے کہ اللہ کی حدود میں سے کوئی حد یا کسی مسلم یا معاہدہ کا کوئی حق تجھ پر ہو۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ اس میں سے کوئی چیز مجھے لازم نہیں ہے۔ میں تجھ سے حکومت کا زیادہ حقدار اور عہد کا زیادہ وفا کرنے والا ہوں۔ کیونکہ تو نے مجھے وہی امان اور عہد عطا کیا ہے جو تو مجھ سے پہلے بہتوں کو عطا کر چکا ہے۔ پھر تو کونسی امان مجھے عطا کرتا ہے؟ ابن ہبیرہ والی امان یا اپنے چچا عبداللہ بن علی والی امان یا ابو مسلم والی امان؟" ان کی یہ کتاب جب المنصور کے پاس آئی تو ابوایوب الورنانی نے اس سے کہا: اس کا جواب مجھے لکھنے دیجئے" بولا؛ نہیں، جب احساب میں ہمارا مقابلہ ہے تو مجھے اور اس کو چھوڑ دے۔" المنصور نے ان کو لکھا؛ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد مجھے تیرا کلام پہنچا اور میں نے تیری کتاب پڑھی۔ تیرا بڑا فخر عورتوں کی قرابت سے ہے، اس سے تو سفلوں اور اراذل کو بہکا سکتا ہے۔ اللہ نے عورتوں کو عمومتہ و آباء اور عصبتہ واولیاء کے برابر نہیں کیا ہے۔ کیوں کہ اللہ نے چچا کو باپ کا درجہ دیا ہے اور اپنی کتاب میں اس سے ابتدا کی ہے، قریب ترین ماں سے پہلے۔ اگر اللہ نے ان کے لئے بقدر ان کی قرابت کے اختیار کیا ہوتا تو آمنہ ان میں باعتبار رحم سب سے اقرب اور حق میں سب سے بڑھ کر تھیں۔ وہ جنت میں داخل ہونے کے لئے سب سے اولی ہوتیں۔ اللہ نے اپنی خلق کے لئے اپنے علم کی بناء پر اسی قدر اختیار کیا ہے جس قدر ان سے اعمال سرزد ہوئے ہیں اور جس قدر ان سے ان کو برگزیدہ کیا ہے۔ رہا وہ جو تو نے فاطمہ ام ابی طالب اور ان کی ولادۃ کی نسبت ذکر کیا ہے تو اللہ نے ان کی اولاد میں سے کسی کو اسلام نہ بخشا، نہ بیٹے کو نہ بیٹی کو۔ اور اگر کسی کو قرابت کی بناء پر اسلام عطا کیا جاتا تو عبداللہ کو عطا کیا جاتا، اور وہ دنیا اور دین میں ہر خیر کے لئے اولی ہوتے۔ لیکن بات خدا کے ہاتھ ہے، وہ اپنے دین کے لئے

جس کو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: انک لا تہدی من احببت
ولکن اللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین۔ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جب
مبعوث کیا تو ان کے چار چچا تھے۔ اللہ عزوجل نے نازل فرمایا: وانذر عشیرتک
الاقربین۔ آپ نے انہیں ڈرایا اور دعوۃ دی، دو نے آپ کی دعوۃ قبول کی جن میں
سے ایک میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا جن میں سے ایک تیرا باپ تھا۔ پس
اللہ نے رسول اللہ سے ان دونوں کی ولایت قطع کردی۔ اور آپ کے اور ان
دونوں کے درمیان کوئی عہد و ذمہ اور میراث کا تعلق باقی نہیں رکھا۔ تیرا دعویٰ ہے
کہ تو اہل النار میں خفیف ترین عذاب والے اور اشرار میں سب سے بہتر کا بیٹا
ہے۔ مگر اللہ کے ساتھ کفر میں چھوٹا اور عذاب اللہ میں خفیف و یسیر اور شر میں
خیار نہیں ہے۔ اور نہ کسی مومن کے لئے، جو اللہ پہ ایمان رکھتا ہو سزاوار
ہے کہ وہ دوزخ پر فخر کرے۔ سیعلم الذین ظلموا..... الآیۃ رہا حسن کا معاملہ
اور یہ کہ عبد المطلب سے ان کی ولادت دو مرتبہ ہوئی۔ اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے تیری ولادۃ دو مرتبہ ہوئی، تو خیر الاولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں۔ مگر نہ ہاشم سے آپ کی ولادۃ ایک سے زائد مرتبہ ہوئی اور نہ عبد المطلب
سے۔ تو نے دعویٰ کیا ہے کہ تو بنی ہاشم میں باعتبار ماں اور باپ کے اوسط و اصرح
ہے، اور یہ کہ تجھے عجم نے نہیں جنا، اور تیرے اندر امہات اولاد نہیں پائی جاتیں
میں دیکھتا ہوں کہ تو نے بنی ہاشم پہ بڑا فخر کیا ہے۔ دیکھ تیرا برا ہو۔ کل تو خدا کو
کیا منہ دکھائے گا۔ کیونکہ تو نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اور اس پہ فخر کیا ہے۔
جو تجھ سے اپنے نفس اور اپنے باپ اور اولاد اور بھائی کے اعتبار سے بہتر ہے
یعنی ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تیرے باپ کی اولاد میں بہترین
اور اہل فضل وہی ہیں جو امہات اولاد سے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات کے بعد تمہارے درمیان علی بن حسین سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں
ہوا ہے۔ اور وہ ام ولد سے تھے۔ یقیناً وہ تیرے دادا حسن بن حسین سے
افضل تھے۔ ان کے بعد تمہارے درمیان محمد بن علی کی مثل کوئی نہ ہوا، ان کی
دادی ام ولد تھیں، اور وہ تیرے باپ سے افضل ہیں۔ نہ کوئی ان کے بیٹے

جعفر کی مثل ہے۔ حال آں کہ ان کی دادی ام ولد ہیں اور وہ تجھ سے بہتر ہیں۔ رہا تیرا یہ کہنا کہ تم رسول اللہ کے بیٹے ہو، تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں کہتا ہے کہ ما کان محمدٌ ابا احد من رجالکم لیکن تم ان کی بیٹی کے بیٹے ہو۔ یہ قرابت قریبہ ضرور ہے۔ لیکن اس کے لئے میراث جائز نہیں ہوتی۔ اور نہ ولایت موروثی ہے اور نہ اس کے لئے امامت جائز ہے۔ پھر تو کس طرح اس کو وراثت میں پا سکتا ہے۔ تیرے باپ نے اس کو ہر طرح سے طلب کیا، اس نے فاطمہ کو دن کے وقت نکالا، ان کا مرض مخفی رکھا اور ان کو رات کے وقت دفن کر دیا، مگر لوگوں نے شیخین کے سوا کسی اور کو ماننے سے انکار کر دیا۔ یہ سنت چلی آتی ہے جس میں مسلمانوں کے درمیان اختلاف نہیں ہے کہ نانا اور ماموں اور خالہ کی وراثت نہیں ملتی۔ رہا وہ فخر جو تو نے علی سے کیا ہے اور ان کا ساتھ، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت جب آیا تو آپ نے علی کے سوا دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ پھر لوگ ایک کے بعد دوسرے کو لیتے رہے اور ان کو نہ لیا۔ وہ چھ آدمیوں میں تھے مگر سب نے انھیں ترک کر دیا، ان کو ولایت سے دفع کیا اور ان کے لئے اس میں کوئی حق نہ سمجھا۔ رہے عبدالرحمن تو انہوں نے علی پر عثمان کو مقدم کیا اور وہ (قتل عثمان کے لئے) متہم ہیں۔ طلحہ والزبیر نے ان سے جنگ کی اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا جس کی وجہ سے انہوں نے سعد پر ان کا دروازہ بند کر دیا۔ پھر ان کے بعد معاویہ کی بیعت ہوئی، علی نے اس کو ہر طریقہ سے طلب کیا اور اس پر جنگ کی، ان کے اصحاب ان سے جدا ہو گئے اور خود ان کے شیعہ نے حکومت سے پہلے ان پر شک کیا۔ پھر دو حکم بنائے گئے جن سے پہلے وہ راضی تھے اور جن کو انہوں نے اللہ کا عہد اور میثاق دیا تھا، اور ان دونوں نے ان کے خلع پر اجتماع کیا۔ پھر حسن اٹھے اور معاویہ نے اس کو ان سے خرقوں اور درہموں کے عوض خرید لیا وہ الحجاز چلے گئے اور اپنے شیعہ کو انہوں نے معاویہ کے حوالہ کر دیا، اور امر اسکے غیر اہل کے سپرد کر دیا بغیر ولایت و بغیر حلال مال لے لیا۔ اگر تمہارا اس میں کوئی حق تھا بھی تو وہ حق تم بیچ چکے اور تم نے اس کی قیمت لے لی، پھر تیرے چچا حسین نے ابن مرجانہ پر خروج کیا، لوگ اسکے ساتھ ان کے مقابلہ پر آئے حتیٰ کہ ان کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس لے آئے۔ پھر تم نے بنی امیہ پر خروج کیا، انہوں نے تم کو قتل کیا اور کھجور کے

تنوں پر سولیاں دیں۔ تم کو آگوں میں جلایا اور تم کو شہروں سے نکالا۔ حتیٰ کہ یحییٰ بن زید خراسان میں قتل کیا گیا۔ انہوں نے تمہارے مردوں کو قتل اور تمہارے بچوں اور عورتوں کو قید کیا اور ان کو سبایا کی طرح بغیر وطاء[1] محملوں پر سوار کر کے الشام لے گئے۔ حتیٰ کہ ہم نے ان پر خروج کیا اور تمہارا اثار طلب کیا، تمہارے خون کے بدلے لئے، تم کو ان کی زمینوں اور ان کے ملکوں کا وارث بنایا، اور تمہارے سلف کا فضل اور مرتبہ جتایا تو نے اسی کو ہم پر حجت بنالیا اور گمان کیا کہ ہم نے تیرے باپ کا ذکر اس حیثیت سے کیا ہے کہ ان کو حمزہ اور عباس اور جعفر پر مقدم کر دیا۔ حالانکہ بات وہ نہیں ہے جو تو نے سمجھی ہے، وہ لوگ دنیا سے سالم گئے ہیں اس طرح کہ لوگ ان سے متسلم اور ان کے فضل پر مجتمع ہیں۔ اور تیرے باپ نے قتال وحرب میں جانفشانی کی ہے۔ بنی امیہ ان پر لعنت کرتے تھے جس طرح کفار کو نماز میں لعنت کی جاتی ہے، مگر ہم نے احتجاج کیا اور ان کو تیرے باپ کا فضل جتایا اور ان کو ملامت کی اور جو کچھ انہوں نے ان سے پایا تھا اس کی بنا پر ہم نے ان کو ظالم قرار دیا۔ پھر تجھے معلوم ہے کہ جاہلیت میں ہمیں سقایت حاج کی مکرمت اور ولایت زمزم کی بزرگی حاصل تھی۔ وہ سب بھائیوں میں سے عباس کو دی گئی، تیرے باپ نے اسکے لئے ہم سے جھگڑا کیا اور عمر نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ ہم جاہلیت اور اسلام دونوں میں اس کے متولی رہے۔ اور جب اہل المدینہ پر قحط آیا تو عمر نے اپنے رب کی طرف توسل اور تقرب ہمارے باپ کے سوا کسی اور کے ذریعہ نہیں کیا تاکہ اللہ ان کی فریادرسی کرے۔ اللہ نے ان کو بارش سے سیراب کیا۔ تیرا باپ موجود تھا مگر اس سے توسل نہیں کیا گیا۔ تجھے معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عبدالمطلب کے بیٹوں میں سے عباس کے سوا کوئی زندہ نہ تھا۔ اس لئے ان کی وراثت عمومت کی طرف گئی۔ پھر یہ امر بنی ہاشم میں سے ایک سے زائد لوگوں نے طلب کیا مگر عباس کی اولاد کے سوا اس کو کسی نے نہ پایا۔ پس سقایت ان کی سقایت ہے اور نبی کی میراث ان کے لئے ہے۔ اور خلافت ان کی اولاد میں ہے۔ جاہلیت

---

[1] وطاء - اونٹ کی پیٹھ پر بچھانے کی چیز -

اور اسلام، دنیا اور آخرۃ میں کوئی شرف اور فضل ایسا باقی نہ رہا جس کے وارث اور مورث عباس نہ رہے ہوں۔ رہا وہ جو تو نے بدر کا ذکر کیا ہے تو جب اسلام آیا عباس اس وقت اس مصیبت کے سبب جو ابو طالب پر آئی تھی ان کے عیال کی خبر گیری کرنے اور ان پر خرچ کرتے تھے۔ اور اگر عباس بدر کی طرف بکراہت نکالے جاتے تو طالب و عقیل بھوکے مرجاتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لیکن وہ کھلانے والوں میں سے تھے، انہوں نے تم پر سے عار اور ننگ دور کیا اور تمہیں نفقہ اور گزارہ دیا۔ پھر عقیل کو بدر کے دن چھڑایا۔ پھر تو کس طرح ہم پر فخر کرتا ہے۔ حال آں کہ ہم نے کفر میں تمہاری خبر گیری کی اور تمہارا فدیہ دیا اور تم پر مکارم آبا کا غم کھایا۔ اور ہم تمہاری بجائے خاتم انبیاء کے وارث ہوئے۔ ہم نے تمہارا انتقام طلب کیا اور جس کو لینے سے تم عاجز رہے اور اپنے نفس کے لئے نہ لے سکے اس کو ہم نے لیا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ"

محمد نے مکہ پر محمد بن الحسن بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو، اور الیمن پر قاسم بن اسحٰق کو، اور الشام پر موسٰی بن عبداللہ کو عامل مقرر کیا تھا۔ محمد بن الحسن اور قاسم مکہ کی طرف گئے۔ المنصور کا عامل مکہ السری بن عبداللہ ان کے مقابلہ پر نکلا، بطن اذاخر پر اس نے ان سے جنگ کی، انہوں نے اس کو شکست دیدی، محمد مکہ میں داخل ہوگئے، اور یہاں کچھ دن رہے۔ پھر ان کے پاس محمد بن عبداللہ کی کتاب آئی جس میں انہوں نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ان کی طرف آئیں، اور ان کو خبر دی تھی کہ عیسٰی بن موسٰی جنگ کے لئے آرہا ہے۔ محمد بن الحسن اور قاسم مکہ سے روانہ ہوئے، قدید کے نواح میں انہیں محمد بن عبداللہ کے قتل کی خبر ملی، وہ اور ان کے ساتھی بھاگ کر منتشر ہوگئے محمد بن الحسن ابراہیم سے جاملے اور ان کے ساتھ مقیم رہے حتیٰ کہ ابراہیم بھی قتل کئے گئے۔ قاسم مدینہ پہنچ کر میں چھپ گئے حتیٰ کہ عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی بیٹی، عیسٰی کی بیوی نے ان کے لئے اور ان کے بھائیوں معاویہ وغیرہ کے لئے امان لے لی۔ رہا موسٰی بن عبداللہ تو وہ الشام کی طرف روانہ ہوا۔ اور اسکے ساتھ محمد بن الخالد القسری کا غلام آزاد رزام تھا۔

پھر رزام اس سے الگ ہوکر سید ہے ہاتھ کو مڑ گیا اور المنصور کے پاس اپنے آقا محمد القسری کا پیغام لے کر چلدیا۔ محمد بن عبد اللہ کو اس کی خبر لگ گئی، اور انہوں نے محمد القسری کو قید کر دیا۔ موسیٰ الشام پہنچا تو اس نے اہل الشام کی طرف سے بُرا جواب پایا اور درشتی کا برتاؤ دیکھا۔ اس نے محمد کو لکھا کہ تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں الشام اور اس کے باشندوں سے ملا۔ ان میں بہتر سے بہتر قول اس شخص کا تھا جس نے کہا کہ خدا کی قسم ہم بلا رسے تھک گئے ہیں اور تنگ آچکے ہیں اور ہمارے لئے اس کام میں کوئی گنجایش نہیں ہے اور نہ ہمیں اس کی حاجت ہے"۔ ان میں سے ایک گروہ قسم کھاتا ہے کہ اگر ہم نے آج کی رات صبح کی اور کل شام تک رہے تو وہ ہمارا معاملہ پیش کر دینگے۔ میں نے تم کو یہ لکھدیا ہے اور میں روپوش ہو گیا ہوں مجھے اپنی جان کا خوف ہے"۔ پھر وہ مدینۂ مبارکہ واپس آگیا۔ بعض کہتے ہیں البصرہ گیا اور اپنے ایک ساتھی کو کھانا خرید کرلانے کے لئے بھیجا، وہ کھانا خرید کر ایک سیاہ گدھے پر آیا اور اس کو اس گھر میں داخل کیا جس میں وہ رہتا تھا۔ پھر نکلا۔ کچھ دیر نہ گزری تھی کہ اس گھر پر چھاپہ مارا گیا۔ موسیٰ اور اس کا بیٹا عبد اللہ سب پکڑے گئے، اور محمد بن سلیمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس پہنچائے گئے۔ جب اس نے دیکھا تو کہا، اللہ تمہاری قرابت قریب نہ کرے اور نہ تمہارے چہرہ زندہ رکھے۔ تو نے تمام شہر چھوڑ دیئے، سوا اس شہر کے جس میں میں ہوں کہ اگر میں تمہارے ساتھ صلۂ رحم کروں تو امیر المومنین کو ناراض کردوں گا۔ اور اگر ان کی اطاعت کروں تو رحم قطع کردوں گا۔ پھر اس نے ان کو المنصور کے پاس بھیجدیا۔ اسکے حکم سے موسیٰ اور اسکے بیٹے کو پان پانسو کوڑے لگائے گئے۔ انہوں نے اُف تک نہ کی۔ المنصور نے کہا؛ تو نے اہل باطل کو ان کے صبر میں مات کردیا۔ ان کا کیا حال ہے؟ موسیٰ نے کہا؛ اہل حق صبر کے لئے اولیٰ ہیں۔ المنصور نے ان کو نکالا اور ان کے حکم سے وہ قید کئے گئے۔

(خبیب بن ثابت بضم خاء معجمہ، دو بائیں موحدتین، اور ان کے درمیان یاء مثناۃ)

محمد بن عبداللہ کے مقابلے پر عیسیٰ بن موسیٰ کا شبخون

اور

محمد بن عبداللہ کا قتل

پھر المنصور نے اپنے بھائی کے بیٹے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ محمد سے لڑنے کے لئے مدینۂ مبارکہ جائے۔ اس نے کہا، اے امیر المومنین! اپنے چچاؤں سے مشورہ کیجیے۔ پھر کہا! کہاں ہے قول ابن ہرثمہ؟

نزور امرءً الا یمحض القوم سرہٗ ولا ینتجی الادنین عمّا یحاولُ

اذا ما اتی شیئاً مضی کالذی اتی وان قال انّی فاعل فھو فاعلُ

ہم ایک ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جس کا راز قوم نہیں معلوم کر سکتی۔ وہ قریب ترین لوگوں سے بھی اپنے ارادوں کے متعلق سرگوشی نہیں کرتا۔ جب وہ کوئی کام کرنے پہ آتا ہے تو کر گزرتا ہے، اور جب کہتا ہے کہ میں کرنے والا ہوں تو پھر وہ ضرور کرتا ہے۔

المنصور نے کہا، اے شخص! تو جا، کیوں کہ خدا کی قسم میرے اور تیرے سوی کوئی اور مراد نہیں ہے اور کوئی شخص اس کام کے لئے نہیں ہے بجز اس کے کہ یا میں جاؤں یا تو جائے۔ وہ چلا، المنصور نے اسکے ساتھ فوجیں بھیجیں۔ جب عیسیٰ روانہ ہوا تو المنصور نے کہا! مجھے پرواہ نہیں کہ ان دونوں میں سے کون اپنے مقابل کو قتل کرتا ہے۔ اس نے عیسیٰ کے ساتھ محمد بن ابی العباس السفاح و کثیر بن حصین العبدی و ابن قحطبہ و ہزار مرد وغیرہم بھیجا۔ اور جب اسے رخصت کرنے لگا تو اس سے کہا: اے عیسیٰ! میں تجھے ان دو چیزوں کے درمیان بھیجتا ہوں یہ

اور اپنے دونوں پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا۔ اگر تو اس پہ فتحیاب ہو تو اپنی تلوار نیام میں رکھیو اور امان دیدیجو۔ اور اگر وہ چھپ جائے تو ان کو اس کا ضامن قرار دیجو کیونکہ وہ اس کے راستوں سے واقف ہیں۔ اور آل ابی طالب میں سے جو کوئی تجھ سے ملے اس کا نام مجھے لکھ بھیجو، جو تجھ سے ملے اس کا مال ضبط کر لیجیو؛ لیکن جو لوگ اس کے پاس آنے سے باز رہے ان میں جعفر صادق بھی تھے، اس نے ان کا مال بھی ضبط کر لیا۔ پھر جب المنصور مدینہ مبارکہ آیا تو جعفر نے اس سے اپنے مال کے متعلق کہا۔ المنصور نے کہا: اسے تو تم لوگوں کے مہدی نے ضبط کیا ہے۔ اور جب عیسیٰ فید پر پہنچا تو اس نے لوگوں کو حریر کے ٹکڑوں پر خط لکھے جن میں عبدالعزیز بن المطلب المخزومی اور عبیداللہ بن محمد بن صفوان الجمحی بھی تھے۔ اس نے عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کو لکھکر حکم دیا کہ وہ اور جو ان کے مطیع ہوں المدینہ سے نکل جائیں۔ وہ اور عمر بن محمد بن عمر اور ابو عقیل محمد بن عبداللہ بن محمد بن عقیل اور ابو عیسیٰ نکلے۔ جب محمد کو عیسیٰ کے المدینہ سے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے اصحاب سے مشورہ لیا کہ آیا المدینہ سے نکل جائیں یا یہیں قیام کریں۔ بعض نے یہاں سے نکل جانے کا مشورہ دیا اور بعض نے یہیں قیام کرنے کا مشورہ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی بنا پر کہ "میں نے اپنے تئیں ایک محفوظ و مستحکم زرہ میں دیکھا اور اس کی تاویل مدینہ سے کی"۔ محمد یہیں ٹھیرے رہے۔ پھر انہوں نے لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خندق کھودنے کے متعلق مشورہ کیا۔ جابر بن انس، رئیس سلیم نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! ہم آپ کے ماموں اور آپ کے ہمسایہ ہیں، اور ہم میں سلاح و کراع ہیں۔ آپ خندق نہ کھودیئے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خندق اس علم کی بنا پر کھودی تھی جو اللہ نے اس باب میں ان کو عطا فرمایا تھا۔ اور اگر آپ خندق کھودیں گے تو پیادہ اچھی طرح نہیں لڑ سکیں گے اور کم جگہ میں ہمارے گھوڑے نہیں پھر سکیں گے۔ جن لوگوں کے لئے آپ خندق کھودتے ہیں خندق انہی کو گھیرلے گی"۔ اس پر بنی شجاع میں سے ایک نے کہا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خندق کھودیئے اور ان کا اقتدا

کیجئے۔ تو چاہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کو تیری رائے کے خاطر چھوڑ دیا جائے۔ جابر نے اس سے کہا: واللہ اے ابن شجاع! تجھ پر اور تیرے ساتھیوں پر کوئی شئے ان کے مقابلہ سے زیادہ گراں نہیں ہے۔ اور ہمارے لئے کوئی شئے ان کا مقابلہ کرنے سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔" محمد نے کہا: ہم نے خندق کے معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر کی پیروی کی، اور کوئی شخص مجھے اس سے باز نہ رکھے، میں اس کو چھوڑنے والا نہیں ہوں۔ اور انہوں نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اور خود اس خندق کے کھودنے کی ابتدا کی۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے مقابلہ میں کھودی تھی۔ عیسیٰ چلا حتیٰ کہ الاعوص پہنچا، محمد نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے عہد لیا۔ اور ان کو گھیر لیا تاکہ وہ نکلیں نہیں خطبہ دیا اور ان سے کہا: اللہ کا دشمن اور تمہارا دشمن الاعوص پر اترا ہے۔ اس کام کے لئے کھڑے ہونے کے سب میں زیادہ حقدار مہاجرین و انصار کے بیٹے ہیں لیکن ہم نے تم کو اسلئے جمع کیا ہے اور تم سے عہد لیا ہے کہ تمہارا دشمن تعداد میں کثیر ہے۔ فتح اللہ کی طرف سے ہے اور معاملہ اسی کے ہاتھ ہے۔ مجھے یہ خیال آیا ہے کہ میں تمہیں اذن عام دیدوں۔ تم میں سے جو ٹھیرنا چاہے ٹھیرے۔ اور جو جانا چاہے چلا جائے۔" بہت سے لوگ نکل گئے۔ اہل المدینہ میں سے ایک گروہ اپنے بال بچوں سمیت اطراف اور پہاڑوں میں چلا گیا، محمد ایک قلیل جماعت میں رہ گئے۔ پھر انہوں نے ابوالقلمس کو حکم دیا کہ وہ جن پر قدرۃ پائے ان کو واپس لائے، لیکن اسکو ان میں سے بہتوں نے عاجز کر دیا۔ اور اس نے ان کو چھوڑ دیا۔

المنصور نے ابن الاصم کو عیسیٰ کے ساتھ بھیجا تھا تاکہ وہ اس کو منازل میں اتارے جب یہ لوگ پہنچے تو مدینۂ مبارکہ سے ایک میل پر اترے۔ ابن الاصم نے کہا: سواروں کے لئے پیادوں کے ساتھ کوئی عمل نہیں ہے۔ مجھے خوف ہے اگر وہ کسی وقت بھاگے تو تمہارے لشکر میں گھس آئیں گے۔ اس لئے وہ سقایۃ سلیمان ابن عبدالملک پر الجرف کی طرف ہٹ گئے۔ جو مدینۂ مبارکہ سے چار میل پر ہے۔ اور کہا، پیدل دو تین میل سے زیادہ نہ ٹہرے حتیٰ کہ اسے سوار مل جائیں عیسیٰ نے پانسو آدمی بطحاء ابن ازہر کی طرف بھیجے جو مدینۂ مبارکہ سے چھ میل پر ہے

اور وہ وہاں ٹھیر گئے۔ اس نے کہا: مجھے خوف ہے کہ محمد کہیں شکست کھا کر نہ بھاگ جائے یہ سوار اس کو پھیر دیں گے۔ اس لئے وہ وہاں ٹھیرے رہے حتیٰ کہ محمد قتل کئے گئے۔

عیسیٰ نے محمد کو خبر بھیجی کہ المنصور نے ان کو اور ان کے اہل کو امان دی ہے محمد نے اسے کہلا بھیجا کہ اے شخص: تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ حاصل ہے۔ میں تجھے اللہ کی کتاب۔ اور اس کے نبی کی سنۃ اور اس کی طاعت پر عمل کرنے کی طرف بلاتا ہوں، اور تجھے خدا کی انتقام اور اس کے عذاب سے ڈراتا ہوں۔ خدا کی قسم میں اس کام سے ہٹنے والا نہیں ہوں حتیٰ کہ اللہ سے اسی پر ملوں گا۔ اور اگر تجھے اس شخص نے قتل کر دیا جو تجھے خدا کی طرف بلاتا ہے تو تو بدترین مقتول ہوگا۔ اور اگر تو نے اسے قتل کر دیا تو یہ تیرے اوپر سب سے بڑا وبال ہوگا۔" جب اس کو یہ پیغام پہنچا تو عیسیٰ نے کہا: ہمارے اور اس کے درمیان اب قتل کے سوا کچھ باقی نہیں ہے۔ محمد نے اس کے ایلچی سے کہا: کس چیز پر تم مجھے قتل کرتے ہو۔ حال آں کہ میں ایسا شخص ہوں جو قتل سے بھاگتا ہے۔ اس نے کہا وہ لوگ تم کو امان کی طرف بلاتے ہیں۔ اگر تم نے ان سے لڑنے کے سوا کوئی بات نہ مانی تو وہ تم سے اسی بات پر لڑیں گے جس پر تمہارے آباء میں سے بہترین نے طلحہ والزبیر سے ان کے نکث بیعت اور کید ملک کی بنا پر جنگ کی تھی جب المنصور نے اس کا یہ قول سنا تو کہا: اگر وہ اس کے سوا کچھ اور کہتا تو میں خوش ہوتا۔ عیسیٰ الجرف پر بارہویں رمضان کو ہفتہ کے دن اترا اور ہفتہ و اتوار کو ٹھیرا رہا۔ پیر کے دن چلا اور سلع پر کھڑا ہوا، مدینہ مبارکہ کو اور اس کے باشندوں کو دیکھا اور للکارا کہ اے اہل المدینہ: اللہ نے ہمارے خون ایک دوسرے پر حرام کئے ہیں، تم امان کی طرف آؤ، جو کوئی ہمارے رایتہ کے نیچے کھڑا ہوگا اس کو امان ہے۔ جو اپنے گھر بیٹھ گیا اس کو امان ہے اور جو مسجد میں داخل ہوگیا اس کو امان ہے۔ اور جس نے اپنے ہتیار ڈال دیئے اس کو امان ہے۔ اور جو المدینہ سے نکل گیا اس کو امان ہے۔ تم ہمیں اور ہمارے صاحب کو نمٹنے دو۔ پھر یا ہمارے لئے ہے یا اس کے لئے ان لوگوں نے اس کو گالیاں دیں، وہ اسی دن واپس چلا گیا۔ پھر دوسرے دن آیا، اس نے قائدوں کو مدینۂ مبارکہ کے ہر طرف پھیلا دیا اور مسجد ابی الجراح کو چھوڑ دیا

جو بطحان کی طرف ہے۔ اس نے یہ نا حیہ بھاگنے والوں کے نکلنے کے لیے چھوڑ دیا، محمد اپنے ساتھیوں کے درمیان نکلے، ان کا پرچم عثمان بن محمد بن خالد بن الزبیر کے ہاتھ میں تھا، اور اس کا شعار "احد احد" تھا۔ محمد کے اصحاب کی طرف سے ابوالقلمس نکلا، اس کے مقابلہ پر اسد کا بھائی آیا، دونوں دیر تک لڑتے رہے، حتیٰ کہ ابوالقلمس نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے مقابلہ پر ایک دوسرا شخص نکلا اور اس نے ابوالقلمس کو قتل کر دیا۔ جب اس نے ضرب لگائی تو کہا: یہ لے، میں ابن الفاروق ہوں"۔ اس پر عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا: تو نے ہزار قاروقوں سے بہتر آدمی کو قتل کیا ہے۔ محمد بن عبداللہ نے اس دن بڑی سخت جنگ کی اور اپنے ہاتھ سے ستر آدمی قتل کئے۔ عیسیٰ نے حُمید بن قحطبہ کو حکم دیا، وہ سو آدمیوں کے ساتھ بڑھا جو اس کے سوا سب کے سب پیدل تھے۔ یہ لوگ بڑھے حتیٰ کہ خندق سے ورے ایک دیوار پر پہنچا جس پر محمد کے اصحاب میں سے ایک جماعت تھی، حمید نے وہ دیوار توڑ دی، خندق پر پہنچا، اس پر دروازہ نصب کیے، وہ اور اسکے ساتھی اس پر سے گزرے اور خندق عبور کر گئے۔ اور اسکے پیچھے صبح سے عصر تک سخت جنگ کرتے رہے۔ عیسیٰ نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا جنہوں نے خندق میں بورے وغیرہ ڈالے اور ان پر دروازہ بنائے اور سوار اس کو عبور کر گئے۔ پھر انہوں نے سخت جنگ کی۔ محمد ظہر سے قبل واپس ہوئے، غسل کیا، حنوط ملا، پھر واپس آئے۔ اس پر عبداللہ بن جعفر نے ان سے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میں اب مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ کاش آپ حسن بن معاویہ کے پاس مکہ جائیں کیوں کہ ان کے ساتھ آپ کے اصحاب کا بڑا گروہ ہے۔ بولے: اگر میں نکل گیا تو اہل المدینہ مارے جائیں گے۔ خدا کی قسم میں نہیں پلٹوں گا حتیٰ کہ یا قتل کروں یا قتل کر دیا جاؤں۔ تم کو میری طرف سے کشادگی ہے۔ تم جہاں جا ہو جا سکتے ہو۔ وہ ان کے ساتھ تھوڑی دور چلے پھر واپس ہوئے اور محمد سے ان کے اصحاب کا بڑا حصہ الگ ہو گیا، حتیٰ کہ وہ تین سو سے کچھ زاید ساتھیوں کے ساتھ باقی رہ گئے انہوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک سے کہا: آج ہم اہل بدر کی تعداد میں ہیں"۔ محمد نے ظہر اور عصر کی نماز پڑھی۔ ان کے ساتھ عیسیٰ بن خضیر تھا۔ اور وہ ان کو قسمیں

دے دے کہ کہہ رہا تھا کہ البصرہ یا کہیں اور چلئے۔ محمد کہتے تھے: خدا کی قسم تم میری وجہ سے دو مرتبہ آزمائش میں نہیں ڈالے جاؤ گے۔ تم جہاں چاہو چلے جاؤ۔ ابن خضیر نے کہا: آپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤں؟ پھر وہ گیا اور اس نے وہ دفتر جلا دیا جس میں ان لوگوں کے نام تھے جنہوں نے محمد سے بیعت کی تھی۔ اور ریاح بن عثمان اور اس کے بھائی عباس بن عثمان اور ابن مسلم بن عقبتہ المری کی طرف بڑھا اور محمد بن القسری کی طرف گیا تاکہ اس کو قتل کر دے۔ لیکن اسے اس کا علم ہو گیا اور اس نے دروازہ بند کر لیا اور یہ اس پر قادر نہ ہو سکا۔ پھر محمد کی طرف واپس آیا اور ان کے آگے جنگ کی۔ حُمید بن قحطبہ بڑھا، ادھر سے محمد بڑھے جب سلع کا میل نظر آنے لگا تو محمد نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور بنی شجاع خمیسین نے بھی اپنے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور کوئی شخص نہ رہا جس نے اپنی تلوار کا نیام نہ توڑ دیا ہو۔ پھر محمد نے ان سے کہا: تم نے مجھ سے بیعت کی ہے اور میں ٹلنے والا نہیں ہوں۔ مارا جاؤں۔ تم میں سے جو کوئی جانا چاہے اس کو میں نے اجازت دی" پھر سخت جنگ ہوئی، جس میں دو تین مرتبہ عیسیٰ کے ساتھیوں کے پاؤں اکھڑ گئے یزید بن معاویہ بن عباس بن جعفر نے کہا: برا ہو فتح کی ماں کا۔ کاش اس کے لئے آدمی ہوتے"۔ عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک جماعت جبل سلع پر چڑھی اور مدینۂ مبارکہ میں اتر گئی۔ اسماء بنت حسن بن عبد اللہ بن عبید اللہ بن عباس نے ایک سیاہ اوڑھنی دیدی جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منارہ پر چڑھا دیا گیا۔ محمد کے اصحاب نے کہا: وہ مدینہ میں گھس گئے۔ اور یہ کہہ کر بھاگ کھڑے ہوئے" یزید نے کہا: ہر قوم کا ایک پہاڑ ہوتا ہے جو اس کو پناہ دیتا ہے لیکن ہمارا ایک ایسا پہاڑ ہے کہ ہم پر دشمن سوا اس طرف کے اور کہیں سے نہیں آتا۔ اس سے یزید کی مراد جبل سلع تھا۔ بنو ابی عمرو الغفاریین نے بنی غفار کی طرف سے بھی عیسیٰ کے اصحاب کے لئے ایک رستہ کھول دیا اور وہ اس طرف سے بھی داخل ہو گئے، اور اصحاب محمد کے پیچھے سے آگئے، محمد نے حُمید بن قحطبہ کو پکارا: میرے سامنے آ کہ میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ حُمید نے کہا: میں تمہیں جانتا ہوں۔ تم شریف ابن شریف کریم ابن کریم ہو۔ واللہ میں تمہارے مقابلہ میں

نہیں نکلوں گا۔ میرے آگے ان گروہوں میں سے ایک گروہ موجود ہے۔ جب تم ان سے فارغ ہو جاؤ گے تو پھر میں تمہارے سامنے نکلوں گا"۔ حُمید، ابن خضیر کو امان کی طرف بلانے لگا۔ اور اس کو موت سے بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن ابن خضیر لوگوں پر پیادہ پا حملہ کرنے میں ہنمک تھا۔ اور اس کی امان کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔ اور وہ اس کو اپنے آگے لئے ہوئے تھا۔ عیسیٰ کے اصحاب میں سے ایک نے اس کے کولہے پر تلوار ماری اور الگ کر دیا۔ ابن خضیر اپنے اصحاب کی طرف واپس گیا اور اپنا کولہا کپڑے سے باندھ کر پھر لڑتے آ گیا۔ اس کے بعد ایک نے ان کی آنکھ پر ہاتھ مارا، تلوار اندر اتر گئی، وہ گرے، لوگ ان پر جھپٹ پڑے اور ان کو قتل کر دیا۔ ان کا سر کاٹ لیا جو زخموں کی کثرت سے پھٹی ہوئی بادنجان بنا ہوا تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو محمد آگے بڑھے اور اس کی لاش پر انہوں نے لڑنا شروع کیا اور لوگوں کو کھدیڑنے لگے۔ اس وقت وہ حمزہ کے قتال سے اشبہ تھے۔ وہ برابر لڑتے رہے حتیٰ کہ ایک شخص نے ان کے سیدھے کان کی لو کے نیچے ضرب لگائی جو ہونٹ ہے میں اتر گئی وہ اپنی جان کی مدافعت کرنے لگے اور کہنے لگے: تمہارا برا ہو، تمہارے نبی کا بیٹا زخمی اور مظلوم ہوتا ہے"۔ پھر ابن قحطبہ نے ان کے سینے میں نیزہ مارا اور ان کو گرا دیا۔ پھر وہ ان کی طرف اترا اور اس نے ان کا سر جدا کر لیا اور اسے لیکر عیسیٰ کے پاس آیا۔ وہ زخموں کی کثرت کے سبب پہچانا نہ جاتا تھا۔

کہا جاتا ہے عیسیٰ نے ابن قحطبہ کو متہم کیا۔ وہ سواروں میں تھا۔ اور اس سے کہا: میں دیکھتا ہوں کہ تو جنگ میں جانفشانی نہیں دکھا رہا ہے: اس نے کہا: کیا تو مجھے متہم کرتا ہے۔ واللہ میں جب محمد کو دیکھوں گا اسی وقت یا انھیں تلوار ماروں گا یا خود ان کے آگے مارا جاؤں گا۔ راوی کہتا ہے: پھر وہ ان پر سے گزرا، وہ قتل ہو چکے تھے اس نے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ان پر ضرب لگائی بعض کہتے ہیں: محمد کو تیر مارا گیا جبکہ وہ جنگ کر رہے تھے۔ وہ ایک دیوار کے سہارے کھڑے ہو گئے، لوگ ان کو بچانے لگے۔ جب انہوں نے موت کا احساس کیا تو اپنی تلوار توڑ دی، اور وہ علیؓ کی تلوار ذوالفقار تھی۔ بعض کہتے ہیں

وہ تلوار انہوں نے تجار میں سے ایک کو دیدی، جو ان کے ساتھ تھا اور اس کے ان پر چار سو دینار آتے تھے۔ اور اس سے کہا: تو یہ تلوار لے لے کیوں کہ تو آل ابی طالب میں سے جس کسی کو ملیگا وہ تجھ سے یہ تلوار لے لیگا اور تیرا حق ادا کردیگا وہ تلوار اس کے پاس رہی حتیٰ کہ جعفر بن سلیمان مدینہ بحارکہ کا والی ہوا، اس کو اس کی خبر دی گئی، اور اس نے وہ تلوار اس سے لے لی اور اس کو چار سو دینار دیدیئے اور وہ برابر اس کے پاس رہی حتیٰ کہ المہدی نے اس سے لے لی۔ پھر وہ ہادی کے پاس گئی، اس نے ایک کتے پر اس کو آزمایا، وہ ٹوٹ گئی۔ بعض کہتے ہیں: وہ الرشید کے زمانہ تک رہی، وہ اس کو باندھتا تھا، اس میں اٹھارہ گرہیں تھیں۔

جب عیسیٰ کے پاس محمد کا سر لایا گیا تو اس نے اپنے اصحاب سے کہا: تم ان کی نسبت کیا کہتے ہو؟ لوگ ان کی برائیاں کرنے لگے، اس پر ان میں سے ایک نے کہا، تم جھوٹ کہتے ہو۔ ہم نے اس لئے ان سے جنگ نہیں کی تھی۔ انہوں نے امیرالمومنین کی مخالفت کی اور مسلمانوں کی جماعت کا شیرازہ توڑا۔ اگرچہ وہ بڑے صوّام و قوّام تھے۔" یہ سنکر لوگ چپ ہو گئے عیسیٰ نے وہ سر محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے ساتھ، اور فتح کا مژدہ قاسم بن الحسن بن زید بن الحسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ المنصور کے پاس بھیجا۔ اور اس کے ساتھ بنی شجاع کے سر بھی تھے۔ المنصور کے حکم سے محمد کا سر الکوفہ میں پھرایا گیا۔ اور اس نے آفاق میں اسے گشت کرایا۔

جب المنصور نے بنی شجاع کے سر دیکھے تو کہا: ایسے لوگوں کا یہی حشر ہونا چاہیئے میں نے محمد کو تلاش کیا تو ان لوگوں نے اسے چھپا لیا، پھر اس کو منتقل کرتے رہے اور اس کے ساتھ خود بھی منتقل ہوئے۔ پھر اس کے ساتھ مل کر جنگ کی حتیٰ کہ قتل ہوئے۔"

محمد اور ان کے اصحاب کا قتل پیر کے دن عصر کے بعد رمضان کی چودھویں کو ہوا۔

المنصور کو پہلے یہ خبر پہنچی تھی کہ عیسیٰ نے شکست کھائی۔ اس پر اس نے

کہا: ہرگز نہیں۔ ہمارے اصحاب کہاں کھیلے۔ در آں حالیکہ ہماری لڑکیاں وہاں منبروں پر ہیں۔ اور عورتوں کا مشورہ کبھی اس طرح نہیں آیا۔ پھر اسے خبر ملی کہ محمد بھاگ گئے۔ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ ہم اہل بیت بھاگتے نہیں ہیں۔ اس کے بعد اس کے پاس سر پہنچے۔ جب محمد کا سر المنصور کے پاس پہنچا تو حسن بن زید بن الحسن بن علی اس کے پاس موجود تھے۔ جب انہوں نے سر دیکھا تو ان پر بڑا اثر ہوا۔ لیکن انہوں نے المنصور کے خوف سے ضبط کیا۔ اور المنصور کے نقیب سے کہا: کیا وہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں وہی ہے، (اس پر انھیں صدمہ ہوا)، اور انہوں نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ ان کی اطاعت .... پھر بعض لڑکوں نے ان کے منہ میں تھوکا۔ اور المنصور کے حکم سے سزا کے طور پر ان کی ناک توڑ دی گئی۔

جب محمد کے قتل کی خبر ابراہیم کے پاس البصرہ پہنچی تو عید کا دن تھا۔ انہوں نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور منبر پر ان کی وفات کی خبر دی اور ان پر اظہار جزع کیا، اور منبر ہی پر یہ شعر پڑھے۔

یا با المنازل یا خیر الفوارس مَن یفجع لمثلك فی الدنیا فقد فجعا
اللہ یعلم انی لو خشیتهم واوجس القلب من خوف لهم فزعا
لم یقتلوہ ولم یسلم اخی احداً حتی نموت جمیعاً او نعیش معا

اے بہترین شہ سوار! کیا مکانوں میں کوئی ہے جو تجھ سے انسان کے لیے دنیا میں المناک ہو۔ اللہ جانتا ہے اگر میں ان سے ڈرتا اور ان کے خوف سے دل میں سہم جاتا۔ انہوں نے اس کو قتل نہیں کیا اور نہ میں نے اپنے بھائی کو کسی کے سپرد کیا۔ ہم ساتھ ہی مریں گے یا ساتھ ہی زندہ رہیں گے

جب محمد قتل ہوئے تو عیسیٰ نے پرچم بھیجے جو مدینۂ مبارکہ کے مختلف مقامات پر نصب کر دئے گئے۔ اور منادی نے پکارا کہ جو کوئی کسی پرچم کے نیچے جمع ہو جائے گا اس کو امان ہے۔ اس نے محمد کے اصحاب کو لیکر ثنیۃ الوداع سے عمر بن عبد العزیز کے مکان تک دو صفوں میں صلیب پر لٹکایا۔ جس لکڑی پر ابن خضیر تھا اس پر حفاظت کے لئے پہرہ بٹھا دیا۔ لیکن رات کے وقت ایک جماعت اسے اٹھا لے گئی اور

پوشیدہ طور پر دفن کر دیا۔ باقی لوگ تین دن تک یونہی رہے۔ پھر عیسیٰ نے ان کے لئے حکم دیا اور وہ یہود کی مقابر پر ڈالدئے گئے۔ اسکے بعد وہ ایک خندق میں ڈالدئے گئے۔ اور مکھیاں ان پہ بھنکتی رہیں۔ محمد کی بہن فاطمہ کی بیٹی زینب بنت عبداللہ نے عیسیٰ کو کہلا بھیجا کہ تم ان کو قتل کر چکے اور تم نے ان سے اپنی غرض پوری کرلی، اب تم ہمیں ان کے دفن کی اجازت دیدیتے۔ اس نے ان کو اجازت دیدی۔ اور وہ سب بقیع میں دفن کر دئے گئے۔

المنصور نے سمندر کی طرف سے مدینہ مبارکہ کی طرف رسد بند کردی بعد میں المہدی نے اس کی اجازت دی۔

بعض مشہور لوگوں کا ذکر جو محمد کے ساتھ تھے

بنی ہاشم میں سے جو لوگ محمد کے ساتھ تھے ان میں یہ ہیں:۔ ان کے بھائی موسیٰ بن عبداللہ، اور حسین و علی ابناء زید بن علی بن الحسین بن علی۔ جب المنصور کو خبر ہوئی کہ زید کے دونوں بیٹے اس کے مقابلے میں محمد کے مددگار رہیں تو اس نے کہا: ان دونوں سے تعجب ہے، انہوں نے محمد پر خروج کیا ہے حالانکہ ہم نے ان کے باپ کے قاتل کو اسی طرح قتل کیا جس طرح اس نے ان کو قتل کیا تھا، اور اسی طرح صلیب دی جس طرح اس نے ان کو صلیب دی تھی، اور اسی طرح اس کو جلایا جس طرح اس نے ان کو جلایا تھا۔ حمزہ بن عبداللہ بن محمد بن الحسین، علی وزید ابناء حسن بن زید بن علیؑ بن ابی طالب۔ ان دونوں کے والد المنصور کے پاس تھے۔ حسن و یزید و صالح، بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب۔ قاسم بن اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر۔ ان کے والد بھی المنصور کے ساتھ تھے۔

اور بنی ہاشم کے سوا یہ لوگ تھے: محمد بن عبداللہ بن عمرو بن سعید بن العاص محمد بن عجلان۔ عبداللہ بن عمر بن حفص بن عاصم — یہ قید ہوا اور المنصور کے پاس لایا گیا المنصور نے اس سے کہا: تو ہی مجھ پہ خروج کرنے والا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس کے سوا صورت نہیں دیکھی کہ یا یہ کروں اور یا اس چیز کے ساتھ کفر کروں جو خدا نے محمد پہ اتاری ہے۔ ابوبکر بن عبداللہ بن محمد بن شبرمہ،

عبد الواحد بن ابی عون مولی الازد، عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن المسور بن مخرمہ، عبد العزیز بن محمد الدراوردی، عبد الحمید بن جعفر، عبد اللہ بن عطاء بن یعقوب مولی بنی سباع، ابراہیم واسحاق وربیعہ وجعفر وعبد اللہ وعطاء ویعقوب وعثمان وعبد العزیز بنو عبد اللہ بن عطاء۔ عیسیٰ بن خضیر، عثمان بن خضیر، عثمان محمد بن خالد بن الزبیر۔ یہ محمد کے قتل کے بعد بھاگے، البصرہ پہنچے، لیکن وہاں پکڑے گئے، المنصور کے پاس لایا گیا، المنصور نے کہا: اے عثمان! تو ہی محمد کے ساتھ مل کر مجھ پر خروج کرنے والا ہے، اس نے کہا: میں نے اور تو نے ان سے مکہ میں بیعت کی تھی، میں نے اپنی بیعت پوری کی اور تو نے اپنی بیعت توڑ دی۔ اس نے کہا: اے ابن اللخناء، وہ بولا: یہ تو وہ ہوگا جو لونڈیوں کا ہو، یعنی المنصور۔ ان کے لئے حکم دیا گیا اور وہ قتل کر دیے گئے۔ اور ان کے ساتھ عبد العزیز بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب تھے۔ یہ پکڑے گئے پھر المنصور نے ان کو چھوڑ دیا۔ عبد العزیز بن ابراہیم بن عبد اللہ بن مطیع، علی بن عبد المطلب بن عبد اللہ بن حنطب، ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن الزبیر، ہشام بن عمارہ بن الولید بن عدی بن الخیار، عبد اللہ بن یزید بن ہرمز، اور ان کے سوا دوسرے لوگ تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

محمد کی صفت اور ان کے قتل کی خبروں کا ذکر

محمد بہت گندم گوں تھے۔ المنصور ان کو محمم کہتا تھا۔ بھاری بدن کے، شجاع بہت کثیر الصوم وکثیر الصلاۃ اور شدید القوۃ تھے۔

ایک دفعہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے، ان کے حلق میں بلغم اٹکا، کھنکارا، گئے اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھنکارا اور تھوک آئے، پھر اٹکا، کھنکارا، ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی جہاں تھوکتے، انہوں نے اپنا تھوک مسجد کی چھت کی طرف پھینکا اور اس میں چپکا دیا۔

جعفر الصادق سے محمد کی نسبت پوچھا گیا، انہوں نے کہا: ایک فتنہ ہوگا جس میں محمد قتل کیے جائیں گے۔ اور ان کے سگے بھائی (ابراہیم) العراق میں قتل

ہوں گے، اس حال میں کہ ان کے گھوڑے کے سُم پانی میں ہوں گے۔
جب محمد قتل کیے گئے، تو عیسیٰ نے اولادِ حسن کے تمام اموال ضبط کر لئے اور جعفر کے اموال بھی ضبط کر لئے۔ جعفر المنصور سے ملے اور اس سے کہا: میری وہ زمین مجھے واپس کر دے جو ابو زیاد سے پہنچی ہے۔ اس نے کہا: تم مجھ سے اس کے متعلق کہتے ہو، خدا کی قسم، میں تمہاری جان یوہنی ہلاک کر دوں گا۔ بولے: تو مجھ پہ جلدی نہ کر۔ میں ۶۳ سال کو پہنچ چکا ہوں۔ اس عمر میں میرے باپ اور دادا اور علی ابن ابی طالب نے انتقال کیا ہے۔ اور مجھ پہ یہ اور یہ اگر میں تجھ سے، یا اگر میں تیرے بعد زندہ رہا تو تیرے جانشین سے، کسی شئے میں ریب کروں"۔ المنصور کا دل ان کے لئے نرم پڑ گیا، لیکن اس نے ان کو ان کی جائداد واپس نہ کی، اور بعد میں المہدی نے ان کی اولاد کو واپس کی۔
محمد نے عبداللہ بن عامر الاسلمی سے کہا: ہمیں ایک بادل ڈھانک لیگا۔ اگر وہ ہم پہ برسا تو ہم فتحیاب ہوں گے، اور اگر وہ ہم پہ سے ان کی طرف گزر گیا تو میرا خون تو زیت کے پتھروں کے پاس دیکھے گا۔ عبداللہ نے کہا: خدا کی قسم، ہم پر ایک بادل چھا گیا اور وہ ہم پہ نہ برسا اور ہم سے عیسیٰ اور اسکے اصحاب کی طرف گزر گیا۔ وہ فتحیاب ہوئے، اس نے محمد کو قتل کیا اور میں نے ان کا خون احجار زیت پہ دیکھا۔ ان کا قتل پیر کے دن چودھویں رمضان ۱۴۵ھ کو ہوا۔ وہ المہدی اور نفس زکیہ کے لقب سے ملقب تھے۔
ان کے اور ان کے بھائی کے لئے جو مرثیے لکھے گئے، ان میں سے عبداللہ بن مصعب کا مرثیہ یہ ہے: ؎

یا صاحبی دعا الملامۃ واعلما	ان لست فی ہذا بالوم منکما
وقفا بقبر للنبی فسلما	لا باس ان تقضابہ وتسلما
قبر تضمن خیر اہل زمانہ	حسبا وطیب سجیۃ وتکرما
رجل ینفی بالعدل جور بلادنا	وعفا عظیمات الامور وأنعما
لم یجتنب قصد السبیل ولم یجر	عنہ ولم یفتح بفاحشۃ فما
لو اعظم الحدثان شیئا قبلہ	بعد النبی بہ لکنت المعظما

أو كان اقنع بالسلامة قبله　　احد الكان قصاره ان يسلما
ضحوا بابراهيم خير ضحية　　فتصرمت ايامه فتصرما
بطلا يخوض بنفسه غمراته　　لا طائشا رعشا ولا مستسلما
حتى مضت فيه السيوف وربما　　كانت حتوفهم السيوف وربما
اضحى بنو حسن ابيح حريمهم　　فينا وأصبح نهبهم متقسما
ونساؤهم فى دورهن نوائح　　سجع الحمام اذا الحمام ترنما
يتوسلون بقتله ويرونه　　شرفا لهم عند الامام ومغنما
والله لو شهد النبى محمد　　صلى الاله على النبى وسلما
اشراع أمته الاسنة لابنه　　حتى تقطر من ظباتهم دما
حقا لأيقن انهم قد ضيعوا　　تلك القرابة واستحلوا المحرما

اے میرے دوستو! ملامت چھوڑ دو، اور جان لو کہ میں اس معاملے میں تم سے زیادہ قابل ملامت نہیں ہوں۔

نبی صلعم کی قبر پر کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔ اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم وہاں کھڑے ہو اور سلام بھیجو۔

اس قبر میں وہ ہے جو حسب اور پاکیزہ طبیعت اور بزرگی کے اعتبار سے اپنے اہل زمانہ میں سب سے بہتر تھا۔

وہ ایسا تھا جو ہمارے بلاد کے جور کو عدل سے بدل دیتا تھا اور بڑے بڑے قصور معاف کرتا اور انعام دیتا تھا۔

اس نے کبھی راہ راست پر چلنے سے اجتناب نہ کیا، نہ اس سے منہ موڑا اور نہ بری بات کے لئے زبان کھولی۔

اگر اس سے پہلے زمانے کے حوادث نے کسی چیز کو بزرگ کر دیا ہوتا تو ضرور تم نبی کے بعد اس کو بزرگ سمجھ سکتے تھے۔

یا اگر اس سے پہلے کسی کے لئے صرف اپنی سلامتی ہی اس قابل ہوتی کہ وہ اس پر راضی ہو تو ضرور اس کی غایت مقصود صرف سلامتی ہو سکتی تھی۔

ابراہیم کو اچھی طرح قتل کرو، کیونکہ نبی کا زمانہ گزر چکا ہے۔

وہ ایسا بہادر تھا جو مہالک میں گھس جاتا تھا، نہ منہ موڑنے والا، نہ خوف
کرنے والا، اور نہ سر جھکا دینے والا۔
یہاں تک کہ تلواریں اس میں اتر گئیں۔ حال آنکہ بسا اوقات انہی
تلواروں سے لوگوں کا کام تمام ہو جاتا۔
ہمارے درمیان بنو حسن اس حال میں ہو گئے کہ ان کے حرم مباح
کر لئے گئے اور ان کا مال لوٹ لیا گیا۔
اور ان کے گھروں میں عورتیں نوحے کرنے لگیں جیسے کبوتری سجع
کرتی ہے۔
وہ اس کے قتل کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے ہیں اور اس کو امام کے
پاس شرف حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اور غنیمت خیال
کرتے ہیں۔
خدا کی قسم اگر نبی محمد صلعم یہ دیکھتے، اللہ نبی پر درود و سلام بھیجے
کہ کس طرح ان کی امت ان کے بیٹے کے لئے نیزے سنبھالتی ہے حتیٰ
کہ ان کی سنانوں سے خون ٹپکنے لگتا ہے۔
تو بالیقین ان کو معلوم ہو جاتا کہ ان کی امت نے اس قرابت کو ضائع
کر دیا اور جو چیز حرام تھی اس کو حلال کر لیا۔
جب محمد قتل ہوئے تو عیسیٰ نے مدینۂ مبارکہ میں کچھ دن قیام کیا۔ پھر
وہ انیس رمضان کی صبح کو مکہ کی طرف عمرہ کے لئے گیا۔ اس نے مدینۂ مبارکہ
پر کثیر بن حصین کو چھوڑا۔ مکہ میں اس نے مہینہ بھر قیام کیا۔ پھر المنصور نے
عبداللہ بن الربیع الحارثی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

مدینۂ مبارکہ میں اسودان کی شورش کا ذکر

اسی سنہ میں السودان نے مدینۂ مبارکہ میں وہاں کے عامل، عبداللہ
بن الربیع الحارثی پر شورش کی، اور وہ ان سے بھاگ گیا۔ اس کا سبب
یہ ہوا کہ المنصور نے عبداللہ بن الربیع الحارثی کو مدینۂ مبارکہ کا عامل مقرر کیا

وہ پچیس شوال کو وہاں پہنچا۔ اس کی فوج کے آدمیوں نے تاجروں سے بعض چیزوں پر جھگڑا کیا جو وہ ان سے خریدتے تھے۔ ان تاجروں نے ابن الربیع سے شکایت کی، اس نے خود انہی کو جھڑکا اور گالیاں دیں، اس سے لشکریوں کی جرأتیں ان کے حق میں اور بڑھ گئیں، انہوں نے ایک صراف پر حملہ کیا اور اس سے اسکے کیسہ پر جھگڑا کیا، اس نے دوسرے لوگوں سے مدد چاہی اور ان سے اپنا مال چھڑا لیا۔ اہل المدینہ نے ان کی اس بات کی شکایت کی، لیکن ابن الربیع نے فوجیوں کے اس فعل کو برا نہ سمجھا۔ پھر ایک شخص فوج میں سے آیا، اس نے قصائی سے جمعہ کے دن گوشت خریدا اور اس کی قیمت نہ دی اور اس پر تلوار اٹھائی۔ قصائی نے اپنی کمر سے چھرا نکالکر اس پر ضرب لگائی اور اس کو قتل کر دیا۔ قصائی جمع ہو گئے اور السودان لشکریوں پر ٹوٹ پڑے جو جمعہ کی طرف جارہے تھے۔ اور ان کو عمداً قتل کیا۔ اپنا بوق بجایا، جسے بالائی اور زیریں علاقہ کے سودانیوں نے سنا، وہ بھی آگئے اور جمع ہو گئے۔ ان کے رئیس تین شخص تھے۔: وثیق، یعقل اور زمعہ۔ یہ لوگ شام تک فوجیوں کو قتل کرتے رہے۔ دوسرا دن ہوا تو انہوں نے ابن الربیع کا قصد کیا۔ وہ ان سے بھاگ نکلا اور بطن نخلہ پہنچا جو مدینہ منارکہ سے دو دن کی مسافت پر ہے اور وہاں ٹھیر گیا۔ السودان نے المنصور کا غلہ اور تیل اور بانس (قصب) لوٹ لیے آٹے کی ایک بوری دو درہم میں اور تیل کی ایک مشک چار درہم میں بیچ ڈالی۔ سلیمان بن ملیح اسی دن المنصور کے پاس گیا اور اسے اس کی خبر دی۔

ابو بکر بن سبرہ قید میں تھے۔ وہ محمد بن عبداللہ کے ساتھ پکڑے گئے تھے۔ اور انھیں مار پیٹ کر پابجولاں قید کر دیا گیا تھا۔ جب السودان کا یہ واقعہ پیش آیا تو وہ اپنی بیڑیوں سمیت زندان سے نکلے، مسجد میں آئے، محمد بن عمران اور محمد بن عبد العزیز وغیرہ کو بلایا، اور ان سے کہا: میں تم کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں۔ یہ مصیبت جو اس وقت پیش آئی ہے اگر پہلے فعل کے بعد یہ بھی امیر المومنین کے نزدیک ہم پر ثابت ہو گئی تو خدا کی قسم شہر اور

اس کے باشندوں اور بازار کے تمام غلاموں کی بربادی ہے۔ تم ان کے پاس جاؤ۔ اور ان سے واپس آنے اور اپنی رائے کی طرف عود کرنے کے لئے گفتگو کرو۔ کیوں کہ ان کو حمیتہ نے خروج پر مجبور کیا ہے۔ وہ غلاموں کے پاس گئے۔ ان سے گفتگو کی، اور ان سے کہا: ہمارے موالی کو مرحبا۔ واللہ ہم نہیں کھڑے ہوئے مگر اس چیز سے ناراضی کی بنار پر جو تم سے کی گئی۔ ہمیں تمہارے پاس آنے کا حکم دیا گیا ہے۔" وہ ان کے ساتھ مسجد گئے، ابن ابی سبیرہ نے ان کو خطبہ دیا اور ان کو اطاعت پر آمادہ کیا۔ وہ باز آگئے۔ اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہیں پڑہی۔ عشار کا وقت ہوا تو کسی نے ان کے ساتھ نماز پڑہنے کے لئے موذن کی طلب کو قبول نہ کیا۔ پھر الاصبغ بن سفیان بن عاصم بن عبدالعزیز بن مروان آیا۔ وہ نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ صفیں سیدہی ہوچکیں تو وہ ان کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اس نے بلند آواز سے کہا: میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اور لوگوں کے ساتھ امیرالمومنین کی اطاعت پر نماز پڑھ رہا ہوں۔" اسی طرح اس نے دو تین مرتبہ کہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر ان کے ساتھ نماز پڑہی۔ جب دوسرا دن ہوا تو ان سے ابن ابی سبیرہ نے کہا: تم سے کل وہ بات ہوئی ہے جو تمہیں معلوم ہے۔ تم نے امیرالمومنین کا غلہ لوٹ لیا ہے۔ تم میں سے کسی کے پاس اس میں سے کوئی چیز باقی نہ رہے جسے وہ واپس نہ کر دے۔" سب نے وہ چیزیں واپس کر دیں۔ ابن الربیع بطن نخل سے واپس آگیا اور اس نے وثیق و یعقل وغیرہما کے ہات کاٹ دیے۔

ذکر بنار مدینۃ بغداد

اسی سال المنصور نے مدینۂ بغداد کی بنار شروع کی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اس نے نواحی الکوفہ میں الہاشمیہ تعمیر کیا تھا۔ جب وہاں الراوندیہ نے شورش کی تو اس نے وہاں کے باشندوں کو اس وجہ سے، اور اہل الکوفہ کے قرب کی وجہ سے ناپسند کیا، اس کو اہل الکوفہ سے اپنی جان کا خوف تھا، اور انہوں نے اس کی فوج کو بگاڑ دیا تھا۔ وہ خود ایک ایسی جگہ تلاش کرنیکے لئے

نکلا جہاں وہ خود اور اس کی فوج رہے۔ وہ ایسی جگہ کی تلاش میں جہاں شہر تعمیر کر سکے جرجرایا کی طرف اترا پھر الموصل کی طرف چڑھا اور الجبل کی طرف گیا۔ اس نے اپنی فوج کے ایک شخص کو آشوب چشم کے سبب سے جو اس کو لاحق ہو گیا تھا المدائن میں چھوڑ دیا تھا، جس طبیب سے وہ علاج کرا رہا تھا اس نے المنصور کے حرکت کرنے کا سبب پوچھا، اس نے سبب بتایا۔ طبیب نے کہا، اس کتاب میں، جو ہمارے پاس ہے، لکھا ہے کہ ایک شخص جس کا نام "مقلاص" ہو گا دجلہ والبصرہ کے درمیان ایک شہر بنائے گا جس کا نام "الزوراء" ہو گا۔ جب وہ اس کی بنیاد رکھے گا اور اس کا کچھ حصہ بن چکے گا تو اس پر الحجاز سے ایک مصیبت آئیگی اور وہ اس کی بنا چھوڑ دے گا اور اس خرابی کی اصلاح کرے گا۔ پھر ایک دوسری خرابی البصرہ سے آئے گی، جو اس سے بھی بڑی ہو گی۔ لیکن یہ دونوں خرابیاں زیادہ دیر تک نہ رہیں گی کہ درست ہو جائیں گی۔ پھر وہ اسکی بنا کی طرف عود کرے گا اور اس کو پورا کر دے گا۔ اسکی بڑی عمر ہو گی اور ملک اس کی اولاد میں باقی رہے گا۔" وہ لشکری المنصور کی چھاؤنی پر آیا جو اس وقت نواحی الجبل میں تھی۔ اور اسے اسکی خبر دی۔ وہ واپس ہوا، اور اس نے کہا، واللہ بچپن میں میں ہی مقلاص کہلاتا تھا۔ پھر میرا یہ نام زائل ہو گیا۔ وہ چلا حتی کہ اس دیر پر اترا جو الخلد نامی قصر کے سامنے تھا۔ صاحب دیر، اور بطریق کی چکی کے مالک بطریق اور صاحب بغداد اور صاحب المخرم اور صاحب بستان القس اور صاحب العتیقہ کو بلایا، اور ان سے ان کے مواضع کی نسبت دریافت کیا کہ گرمی سردی اور بارش میں کیا رہتا ہے؟ گرد و غبار کا کیا حال ہے؟ پسو اور کیڑے مکوڑے تو نہیں ہیں؟ ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے مقام کا حال بیان کیا۔ ان کی پسند صاحب بغداد پر رہی۔ المنصور نے اس کو بلایا اور اس سے مشورہ کیا، اس نے کہا: اے امیر المومنین! آپ نے مجھ سے ان مقامات کے متعلق سوال کیا ہے اور یہ کہ آپ ان میں سے کس کو پسند کریں؟ میری رائے یہ ہے کہ آپ چار طسوجوں میں اتریں۔ جانب غربی میں دو طسوج اور وہ قطربل و بادوریا ہیں، جانب شرقی میں دو طسوج اور وہ نہر بوق و کلواذی ہیں۔ یہ نخل اور پانی کے قریب میں رہیگا۔ اور اگر کسی طسوج میں قحط ہوا اور اس کی آبادی کم ہو گئی تو دوسرے طسوج میں آبادیاں ہوں گی۔ اور اے امیر المومنین! آپ الصراۃ

پر ہوں گے ۔ آپ کے پاس کشتیوں پر الشام والرقہ والغرب سے طوائف مصر بیار رسد پہنچے گی۔ آپکے پاس الصین اور الہند والبصرہ و واسط و یار بکر والروم والموصل وغیرہ سے دجلہ کے رستے رسد پہنچے گی ۔ آپ کے پاس آرمینیہ اور اس سے متصل علاقوں کی رسد تامرا کے رستے آئے گی، حتیٰ کہ الزاب میں پہنچ جائے گی ۔ پھر آپ دریاؤں کے بیچ میں ہوں گے ۔ آپ کا دشمن آپ تک کسی پل یا قنطرہ کے بغیر نہ پہنچ سکیگا ۔ اگر آپ نے پل یا قنطرہ توڑ دیا تو وہ آپ تک نہ آسکیگا ۔ دجلہ الفرات والصراۃ اس شہر کی خندقیں ہیں۔ آپ البصرہ والکوفہ، واسط والموصل اور السواد کے بیچ میں ہوں گے اور بحر و بر اور پہاڑ سے قریب ہوں گے۔" اس سے المنصور کا عزم وہاں اترنے کے متعلق اور زیادہ بڑھ گیا ۔

کہا جاتا ہے ، المنصور نے جب شہر بغداد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے ایک راہب کو دیکھا اور اسے آواز دی، وہ آیا ، المنصور نے اس سے کہا ۔کیا تم کو اپنی کتابوں میں یہ ملتا ہے کہ اس جگہ ایک شہر بنایا جائے گا ؟ اس نے کہا : ہاں ۔ اور وہ شہر مقلاص بنائے گا ۔ المنصور نے کہا : میں اپنے بچپن میں مقلاص کہلاتا تھا ۔ اس نے کہا : تو آپ ہی اس شہر والے ہیں ۔

المنصور نے ۱۴۵ھ میں اس کی تعمیر شروع کر دی ۔ کاریگروں اور صناعوں کی طلب کیلئے الشام والجبل والکوفہ و واسط والبصرہ لکھا ۔ اصحاب فضل و عدالت و فقہ اور اصحاب امانت و معرفت بالہندسہ میں سے ایک جماعت منتخب کرنے کا حکم دیا ۔ اس غرض کے لئے جو لوگ بلائے گئے ان میں حجاج بن ارطاۃ اور ابوحنیفہ بھی تھے ۔ المنصور کے حکم سے شہر کی داغ بیل ڈالی گئی ۔ بنیاد کھودی گئی، اور اینٹیں پکائی گئیں ۔ سب سے پہلے اس نے راکھ سے نشانات ڈلوائے ، اور ان میں دروازہ اور فصیلیں اور محرابیں اور میدان بنوائے ۔ اور یہ سب راکھ سے مخطوط کئے گئے تھے ۔ پھر اس نے حکم دیا کہ راکھ پر بنولے ڈالکر ان میں آگ لگائی جائے ۔ یہی کیا گیا ۔ اس مشتعل حالت میں اس کو دیکھ کر نقشہ سمجھا ۔ اور حکم دیا کہ اسی نقشہ پر بنیاد کھودی جائے ۔ اور اس پر چار قائد مقرر کئے ۔ ہر قائد ایک حصے پر تھا ۔ ابوحنیفہ کو اینٹیں گننے پر مقرر کیا ۔ اس سے پہلے اس نے چاہا تھا کہ ابوحنیفہ عہدۂ قضا و مظالم قبول کر لیں، انھوں نے قبول نہ کیا، المنصور نے قسم کھائی کہ وہ ان کو نہیں چھوڑے گا حتیٰ کہ وہ اس کی ملازمت قبول کریں۔ آخر انھوں نے

یہ قبول کیا کہ بغداد کی تعمیر کی نگرانی کریں اور بانسوں سے اینٹوں کا شمار کریں، اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے یہ کیا۔ المنصور نے فصیل کا عرض، اس کی بنیاد میں، پانسو ذراع اور اوپر بیس ذراع رکھا۔ بنیاد میں بانس اور لکڑیاں لگائیں۔ پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھی۔ اور کہا: بسم اللہ والحمد للہ والارض للہ یورثہا من یشاء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین پھر کہا: بناؤ اللہ کی برکت پر۔

فصیل ایک قد آدم اٹھ چکی تھی کہ محمد بن عبد اللہ کے ظہور کی خبر آئی، اس نے تعمیر روک دی۔ الکوفہ میں قیام کیا حتیٰ کہ محمد اور ان کے بھائی ابراہیم کی جنگ سے فارغ ہو گیا۔ پھر بغداد کی طرف واپس آیا، اس کی تعمیر مکمل کی اور اسے اپنے اصحاب کو زمینیں دیں۔

المنصور نے وہ سب چیزیں مہیا کی تھیں جن کی شہر کی تعمیر کے لئے احتیاج ہوتی ہے۔ جیسے لکڑی، اور ساگوان وغیرہ۔ جب وہ الکوفہ جانے لگا تو جو کچھ اس نے مہیا کیا تھا اس کی اصلاح پر اپنے غلام آزاد اسلم کو مقرر کیا۔ اسلم کو خبر ملی کہ ابراہیم نے المنصور کی فوج کو شکست دیدی۔ اس نے وہ سب چیزیں جلا دیں جن پر المنصور نے اس کو چھوڑا تھا۔ المنصور کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے اسکو سرزنش لکھی۔ اسلم نے لکھا کہ "مجھے خوف ہوا کہیں ابراہیم ان چیزوں پر قابض نہ ہو جائے"۔ المنصور نے اس کو کچھ نہ کہا۔

عنقریب ہم ۱۴۶ھ میں اسکی تعمیر کی کیفیت لکھیں گے۔

ذکر ظہور ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسن برادر محمد

اسی سال ابراہیم بن عبد اللہ بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا ظہور ہوا۔ وہ محمد کے بھائی تھے جن کا ذکر اوپر گزرا ہے۔ ظہور سے قبل ان کی بڑی تلاش کی گئی۔ ان کی ایک لونڈی کا بیان ہے کہ انھوں نے پانچ برس تک کسی ایک جگہ قرار نہیں لیا۔ کبھی فارس میں تھے تو کبھی کرمان میں، کبھی الجبل میں اور کبھی الحجاز میں، کبھی الیمن میں اور کبھی الشام میں۔ پھر وہ الموصل گئے، المنصور بھی ان کی تلاش میں وہاں پہنچا۔ ابراہیم بیان کرتے ہیں کہ الموصل میں اس جستجو نے مجھے پریشان کر دیا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ میں المنصور کے دستر خوان پر بیٹھا۔

پھر نکلا۔ اور جستجو بند ہو گئی۔ لشکر میں سے ایک گروہ شیعہ تھا۔ ان لوگوں نے ابراہیم
کو لکھ کر درخواست کی کہ وہ ان کے پاس آئیں تاکہ وہ ابراہیم پر شورش کر دیں۔ ابراہیم
ابوجعفر کے لشکر میں پہنچے، وہ اسوقت بغداد میں تھا اور ابھی داغ بیل ڈالی چکا تھا۔ اس
کے پاس ایک آئینہ تھا جس میں دیکھکر وہ دوست دشمن کو پہچان لیتا تھا۔ اس نے اس
آئینہ میں دیکھا اور کہا: اے مسیّب میں نے ابراہیم کو اپنے لشکر میں دیکھا ہے۔ زمین پر
اس سے بڑا میرا کوئی دشمن نہیں ہے۔ تو دیکھ کہ وہ کون شخص ہے۔ پھر المنصور نے
الصراة العتیقہ کا پل بنانے کا حکم دیا۔ ابراہیم لوگوں کے ساتھ اس کو دیکھنے کے لئے نکلے، المنصور
کی ان پر نظر پڑ گئی۔ ابراہیم جھوٹ پیچھے بیٹھ گئے۔ اور لوگوں میں نکل گئے۔ اور ایک قاضی
کے پاس پہنچے اور اس سے پناہ لی۔ اس نے انہیں ایک غرفہ میں چڑھا لیا۔ المنصور
نے ان کی طلب میں بڑی تگ و دو کی۔ ہر جگہ جاسوس بٹھا دیئے۔ ابراہیم اپنے مکان
میں بیٹھے رہے آخر کار ان کے ساتھی سفیان بن حیان القمی نے ان سے
کہا: ہم پر جو مصیبت آرہی ہے آپ دیکھ رہے ہیں۔ اب خطرے میں
پڑے بغیر چارہ نہیں ہے۔ بولے: جو تم مناسب سمجھو کرو۔ سفیان الربیع
کے پاس پہنچا اور اس سے المنصور کے پاس جانے کی اجازت لی۔ اس نے سفیان کو
المنصور کے پاس پہنچا دیا۔ المنصور نے اسے دیکھا تو گالی دی۔ سفیان نے کہا: اے
امیر المومنین! ہم اسی کے اہل ہیں جو آپ فرماتے ہیں۔ لیکن میں آپ کے پاس تائب
ہو کر آیا ہوں۔ آپ کے لئے میرے پاس وہ سب کچھ ہے جو آپ چاہتے ہیں۔ میں آپ
کے پاس ابراہیم بن عبداللہ کو لاتا ہوں۔ میں نے ان لوگوں کو آزما لیا اور ان میں کوئی چیز
نہ پائی۔ آپ میرے اور میرے ساتھی غلام کے لئے پروانہ لکھ دیجئے کہ مجھے برید پر
سوار کر دیا جائے، اور میرے ساتھ ایک لشکر بھیجئے۔ المنصور نے اسے پروانہ لکھ دیا۔
اور ایک فوجی دستہ اس کے ساتھ کیا اور اس سے کہا: یہ ہزار دینار ہیں ان سے کام
چلا۔ اس نے کہا: مجھے اسکی حاجت نہیں ہے۔ اور ان میں سے صرف تین سو دینار لے لئے۔
اور چلا، لشکر اس کے ساتھ تھا۔ وہ مکان میں داخل ہوا، ابراہیم پر صوف کا جبہ اور
غلاموں کی سی قبا تھی۔ سفیان ان پر چیخا اور ان پر جھپٹا، اور ان کو امر و نہی کرنے لگا اور برید پر روانہ
ہوا۔ بعض کہتے ہیں: برید پر سوار نہیں ہوا۔ وہ چلا، حتی کہ المدائن پہنچا۔ وہاں اسے

پل کے ایک افسر نے روکا، سفیان نے اسے پروانہ دکھا دیا۔ جب وہ اس سے گزر گیا تو
پل کے محافظ نے کہا: یہ غلام نہیں ہے بلکہ ابراہیم بن عبداللہ ہے۔ تو سیدھا چلا جا۔ اس نے
دونوں کو چھوڑ دیا۔ وہ ایک کشتی پر سوار ہوگئے حتیٰ کہ البصرہ پہنچے۔ پھر وہ فوجیوں کے
ایسے مکانوں پر لے جانے لگا جن کے دو دروازے تھے، ان میں سے بعض کو ایک دروازے
پر بٹھا کر کہتا کہ جب تک میں نہ آؤں یہاں سے نہ جانا، اور ان کو چھوڑ کر دوسرے دروازے
سے نکل جاتا۔ حتیٰ کہ اس نے پورے دستے کو اپنے سے جدا کر دیا اور تنہا رہ گیا۔ سفیان
بن معاویہ امیر البصرہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اس نے لشکریوں کے پاس آدمی بھیجے، ان کو
جمع کیا اور القمی کو تلاش کیا۔ لیکن وہ اس کے ہاتھ نہ آیا۔

اس سے قبل ابراہیم الاہواز پہنچے تھے اور حسن بن حبیب کے پاس چھپے تھے،
اور محمد بن حصین ان کو ڈھونڈ رہا تھا۔ اس نے ایک دن کہا: امیر المومنین نے مجھے
لکھا ہے کہ منجموں نے انہیں خبر دی ہے کہ ابراہیم الاہواز میں دو نہروں کے درمیان جزیرے
میں ٹھہرا ہوا ہے۔ میں نے جزیرے میں اس کو تلاش کیا، لیکن وہ وہاں نہیں ہے۔ اب
میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کو کل شہر میں تلاش کروں، شاید امیر المومنین کی مراد
دو نہروں کے درمیان سے دُجَیل والمسرقان کے درمیان ہو۔ حسن بن حبیب ابراہیم کے
پاس واپس آئے۔ اور ان کو خبر دی، اور شہر کے بیرونی حصہ کی طرف ان کو نکال دیا۔
محمد نے اس دن ان کو تلاش نہیں کیا۔ جب دن ختم ہونے کو آیا تو حسن، ابراہیم کی طرف
گئے اور جا کر ان کو شہر میں لے آئے۔ وہ دونوں عشاء کے وقت دو گدھوں پر جا رہے
تھے کہ ان کو ابن حصین کے سواروں کا اگلا حصہ ملا، ابراہیم اپنے گدھے سے اتر گئے،
جیسے پیشاب کر رہے ہیں۔ ابن الحصین نے حسن سے پوچھا: کہاں سے آتے ہو؟ کہا: "اپنے
عزیزوں میں سے ایک کے ہاں سے"۔ وہ چلا گیا اور حسن کو اس نے چھوڑ دیا۔ حسن،
ابراہیم کے پاس واپس آیا۔ اور انھیں سوار کر کے اپنے گھر لے گیا۔ ابراہیم نے اس سے
کہا: خدا کی قسم میں نے خون کا پیشاب کیا ہے۔ حسن کہتا ہے: میں اس جگہ پہنچا اور
میں نے دیکھا کہ فی الواقع انھوں نے خون کا پیشاب کیا تھا۔ پھر ابراہیم البصرہ آئے۔
کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۴۵ھ میں اپنے بھائی محمد کے مدینۂ مبارکہ میں ظاہر ہونے کے بعد وہاں
پہنچے۔ اور بعض کہتے ہیں: ۱۴۳ھ میں پہنچے تھے۔ حسن نے ان کو بلایا تھا اور ان

کی مہمان داری کی تھی۔ وہ بعض کے قول کے مطابق یحییٰ بن زیاد بن حیان النبطی تھا۔
اس نے ان کو اپنے گھر میں بنی لیث کے درمیان اتارا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ
دارابی فروہ میں اترے اور لوگوں کو اپنے بھائی کی بیعت کی طرف دعوت دی۔ اور سب
سے پہلے جن لوگوں نے ان سے بیعت کی وہ نمیلہ بن مُرۃ العبشمی اور عفواللہ بن سفیان
اور عبدالواحد بن زیاد اور عمرو بن سلمۃ الہجیمی اور عبداللہ بن یحییٰ بن حصین الرقاشی تھے۔
ان لوگوں نے اور لوگوں کو بلایا اور مغیرہ بن الفزع اور ایسے ہی لوگوں نے ان کی دعوت
قبول کی۔ عیسیٰ بن یونس اور معاذ بن معاذ اور عباد بن العوام اور اسحٰق بن یوسف الازرق
اور معاویہ بن ہشیم بن بشیر اور فقہاء و اہل العلم کی ایک جماعت کثیر نے بھی ان کو لبیک
کہی، حتیٰ کہ ان کے دیوان کا شمار چار ہزار تک پہنچ گیا اور ان کے کام کو فروغ ہونے لگا۔
پھر لوگوں نے کہا: اگر آپ وسط البصرہ کی طرف منتقل ہو جاتے تو لوگ آرام سے آپ کے
پاس آسکتے تھے۔ وہ منتقل ہو گئے، ابو مروان مولی بنی سلیم کے گھر میں مقبرہ بنی یشکر
میں اترے۔ سفیان بن معاویہ ان کے کام میں معاونت کرتا رہا۔ جب ان کے بھائی
محمد ظاہر ہوئے تو انھوں نے ابراہیم کو بھی ظاہر ہونیکے لئے لکھا۔ وہ غمگین اور رنجیدہ ہوئے
لیکن ان کے بعض ساتھیوں نے ان کو یقین دلایا کہ ظہور آسان ہے، اور ان سے کہا کہ
آپ کا کام مجتمع ہو چکا ہے۔ اب آپ زندان کی طرف نکلئے اور رات کے وقت
اس کو توڑ دیجئے۔ پھر جو صبح ہو گی تو لوگوں کا ایک عالم آپ کے پاس اکٹھا ہو جائے
گا۔ اس سے ان کا نفس مطمئن ہو گیا۔ اس وقت المنصور الکوفہ کے باہر مقیم تھا جیسا کہ
اوپر گزرا۔ اور اس کے ساتھ تھوڑی سی فوج تھی۔ اس نے تین قائد سفیان بن
معاویہ کے پاس البصرہ بھیجے تاکہ اگر ابراہیم ظاہر ہوں تو وہ اسکی مدد کریں۔ جب ابراہیم
نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو سفیان کو اطلاع دیدی اور اس نے قائدوں کو اپنے پاس
جمع کر لیا۔ ابراہیم یکم رمضان ۱۴۵ھ کو ظاہر ہو گئے۔ اور انھوں نے اس فوج کے جانور
لوٹ لئے۔ لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز مسجد جامع میں پڑھی اور دارالامارہ کا قصد کیا
جہاں سفیان ایک جماعت کے ساتھ متحصن تھا۔ ابراہیم نے اس کو محصور کر لیا۔ سفیان
نے ان سے امان مانگی، ابراہیم نے اس کو امان دی، دارالامارہ میں داخل ہوئے۔
لوگوں نے ان کے لئے چٹائی بچھائی، لیکن ہوا چلی اور اس نے چٹائی الٹ دی۔ قبل

اس لیے کہ وہ بیٹھیں۔ اس سے لوگوں نے بری فال لی۔ ابراہیم نے کہا: ہم شگون نہیں کرتے۔ اور اس الٹی ہوئی چٹائی ہی پر بیٹھ گئے۔ ان قائدوں کو قید کردیا اور سفیان بن معاویہ کو بھی قصر میں محبوس کردیا۔ اور اس کو ہلکی بیڑیاں پہنادیں کہ المنصور کو معلوم رہے کہ وہ محبوس ہے۔ سلیمان بن علی کے بیٹوں جعفر اور محمد کو ابراہیم کے ظہور کی خبر پہنچی تو وہ چھ سو آدمیوں کے ساتھ آئے۔ ابراہیم نے ان کی طرف مضاء بن القاسم الجزری کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اس نے ان دونوں کو شکست دیدی۔

ابراہیم کے منادی نے ندا دی کہ "نہ بھاگنے کا تعاقب کیا جائے، نہ مجروح پر حملہ کیا جائے"۔ ابراہیم خود زینب بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کے دروازے پر گئے۔ یہ وہی زینب ہیں جن کی طرف عباسیوں میں سے زینبیین منسوب ہیں۔ وہاں انھوں نے امان کی منادی کی، اور یہ کہ ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ اس طرح البصرہ ان کے لئے صاف ہوگیا، اور وہاں کے بیت المال میں ان کو بیس لاکھ درہم ملے جن سے ان کو قوت حاصل ہوئی اور انھوں نے اپنے اصحاب کے لئے فی کس پچاس درہم کے حساب سے مقرر کئے۔ جب البصرہ ان کے قابو میں آگیا تو انھوں نے المغیرہ کو الاہواز بھیجا، وہ دو سو آدمیوں کے ساتھ وہاں پہنچا، وہاں المنصور کا عامل محمد بن الحصین تھا۔ وہ اس کے مقابلہ پر چار ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلا، فریقین کی مٹ بھیڑ ہوئی، ابن الحصین نے شکست کھائی اور المغیرہ الاہواز میں داخل ہوگیا۔ بعض کہتے ہیں: المغیرہ کو انھوں نے باخمریٰ کی طرف جانے کے بعد بھیجا تھا۔

ابراہیم نے فارس کی طرف عمرو بن شداد کو بھیجا، وہ وہاں پہنچا، یہاں علی بن عبداللہ بن عباس کے دونوں بیٹے عبدالصمد و اسمٰعیل اصطخر میں تھے، ان دونوں کو جب عمرو کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو یہ داراب جرد چلے گئے، اور قلعہ بند ہوگئے۔ اس طرح فارس عمرو کے ہاتھ میں آگیا۔ ابراہیم نے مروان بن سعید العجلی کو سترہ ہزار آدمیوں کے ساتھ واسط کی طرف بھیجا جہاں المنصور کی طرف سے ہارون بن حمید الایادی تھا۔ اور العجلی کو یہاں کا والی کیا۔ المنصور نے اس سے جنگ کرنے کے لئے عامر بن اسمٰعیل المسلی کو پانچ ہزار اور بعض کہتے ہیں بیس ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا۔ ان کے درمیان لڑائیاں ہوئیں۔ پھر انھوں نے جنگ بند کرنے پر عارضی صلح کرلی حتیٰ کہ معلوم ہوجائے

کہ ابراہیم اور المنصور کے معاملے کا کیا انجام رہتا ہے جب ابراہیم قتل ہوئے تو مروان بن سعید بھاگ گیا اور روپوش ہو گیا حتیٰ کہ وفات پائی۔ ابراہیم البصرہ میں بیٹھے ہوئے عمال اور فوجیں پھیلاتے رہے حتیٰ کہ ان کے بھائی محمد کی وفات کی خبر ان کو عید الفطر سے تین دن قبل ملی۔ وہ عید کے دن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے گئے ان میں شکستگی پائی جاتی تھی۔ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور ان کو محمد کے قتل کی خبر دی۔ اس سے المنصور کے خلاف جنگ کرنے میں ان کی بصیرت اور بڑھ گئی۔ دوسرے دن صبح ہوئی تو ابراہیم نے فوج کا پڑاؤ ڈالا۔ اور البصرہ میں اپنے نائب غبلہ کو اپنے بیٹے حسن کے ساتھ چھوڑا۔

ابراہیم کے جانے اور انکے قتل کئے جانے کا ذکر

پھر ابراہیم نے جانے کا عزم کیا۔ ان کے بصری ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آپ خود قیام کریں اور فوجیں بھیجدیں، تاکہ اگر آپ کا ایک لشکر شکست کھا جائے تو آپ دوسرے لشکر سے اس کی مدد کر سکیں۔ لوگوں کو آپ کے مقام کا خوف ہوگا اور آپ کا دشمن آپ سے ڈرے گا۔ آپ اموال وصول کریں گے اور آپ کا قدم جما رہیگا۔ لیکن ان کے ساتھ جو اہل الکوفہ تھے انہوں نے کہا: الکوفہ میں ایسے لوگ ہیں جو اگر آپ کو دیکھ لیں گے تو آپ کے پیچھے مر جائیں گے۔ اور اگر وہ آپ کو نہ دیکھیں گے تو مختلف اسباب ان کو بٹھا دیں گے۔ وہ البصرہ سے الکوفہ کی طرف چلے۔ المنصور کو جب ابراہیم کے ظہور کی خبر پہنچی تو اس کے ساتھ کم فوج تھی۔ اس نے کہا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کروں۔ میری فوج میں دو ہزار آدمیوں کے سوا نہیں ہیں۔ میں اپنا تمام لشکر متفرق کر چکا ہوں۔ المہدی کے ساتھ الری سے میں تیس ہزار ہیں، محمد بن الاشعث کے ساتھ افریقیہ میں چالیس ہزار ہیں اور باقی عیسیٰ بن موسیٰ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی قسم اگر میں اس سے بچ گیا تو میرے لشکر سے تیس ہزار آدمی کبھی الگ نہیں ہوں گے۔ پھر اس نے عیسیٰ بن موسیٰ کو فوراً واپس آنے کیلئے لکھا۔ یہ خط اس کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ عمرے کا احرام باندھ چکا تھا اس نے عمرہ چھوڑ دیا اور واپس آیا۔ المنصور نے سلم بن قتیبہ کو لکھا، وہ الری سے اسکے پاس آ گیا۔ المنصور نے اس سے کہا: ابراہیم کی طرف جا تجھے اس کی جمعیت خوف زدہ نہ کرے

کیونکہ خدا کی قسم وہ دونوں بنی ہاشم کے اونٹ ہیں جو قتل کئے جانے والے ہیں ۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اس پر بھروسا کر "۔ المنصور نے اس کے ساتھ دوسرے قائد بھی لگا دیئے اور المہدی کو لکھا کہ حازم بن خزیمہ کو الاہواز کی طرف بھیجدے۔ اس نے چار ہزار سواروں کے ساتھ اسے بھیجدیا ، وہ وہاں پہنچ گیا۔ المغیرہ سے جنگ کی ، المغیرہ البصرہ کی طرف پسپا ہو گیا ۔ خزیمہ نے الاہواز کو تین دن تک مباح کئے رکھا۔ المنصور کے پاس البصرہ والاہواز و فارس و واسط والمدائن والسواد سے پیہم بغاوتوں کی خبریں آئیں ۔ اس کے پہلو میں اہل الکوفہ کے ایک لاکھ جنگ آزما ایک آواز کے منتظر تھے۔ جب اس کے پاس پیہم خبریں آئیں تو اس نے کہا :۔

وجعلت نفسی للرماح دریّة ۔۔۔ ان الرئیس لمثل ذالک فعول

میں نے اپنے نیئں نیزوں کا نشانہ بنالیا ہے ۔ رئیس ایسے ہی کام کیا کرتا ہے ۔

پھر اس نے ہرناحیہ کی طرف پتھر پھینکا ۔ المنصور اپنے مصلے پر پانچ دن تک رہا ۔ اسی پر ہوتا اور اسی پر بیٹھا تھا ۔ اس پر ایک رنگین جبہ تھا جس کا دامن میلا ہو گیا تھا ۔ وہ مصلے سے جدا نہیں ہوتا تھا بجز اس کے کہ جب وہ لوگوں کے سامنے آتا تو سواد پہن لیتا ، اور جب ان سے جدا ہوتا تو اپنی ہیئت پر پلٹ آتا ۔ اس کے پاس مدینۂ مبارکہ سے دو عورتیں ہدیۃً بھیجی گئیں ۔ ان میں سے ایک فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ طلحہ بن عبید اللہ تھی ، اور دوسری ام الکریم بنت عبد اللہ ۔۔۔ از اولاد خالد بن اسید ۔ لیکن اس نے ان دونوں کو نہیں دیکھا ۔ اس سے کہا گیا کہ ان دونوں کو بدگمانی ہو رہی ہے ۔ اس نے جواب دیا کہ یہ عورت بازی کے دن نہیں ہیں اور ان کی طرف کوئی سبیل نہیں ہے جب تک میں ابراہیم کا سر اپنے پاس نہ دیکھ لوں یا اپنا سر اس کے پاس نہ دیکھ لوں ۔ حجاج بن قتیبہ کہتا ہے : جب المنصور پر بغاوتوں کی پیہم خبریں آنی شروع ہوئیں تو میں نے اس کے پاس داخل ہو کر سلام کیا ۔ اور اس کے پاس البصرہ والاہواز و فارس کی خبریں آئیں اور معلوم ہوا تھا کہ ابراہیم کی فوجیں بڑھ گئی ہیں اور الکوفہ میں ایک لاکھ تلواریں اسکی فوج کے مقابل ایک پکار کی منتظر ہیں کہ اس کے ساتھ مل جائیں ۔ لیکن اس وقت میں نے المنصور کو ایک مستعد اور حاذق آدمی پایا ۔ اس پر جو مصائب نازل ہوئی تھیں ان کے مقابلے میں وہ ڈٹا ہوا تھا ۔ وہ ان کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے نفس کو

بیٹھنے نہ دیا اور وہ ویسا ہی تھا جیسا کہ اگلوں نے کہا ہے :-

نفس عصام سوّدت عصاما وعلّمته الکرّ والا قداما
وصیرّته ملکاً هماما

مضبوط نفس سرداری سے اور مضبوط ہو گیا۔ اور اس چیز نے اس کو حملہ واقدام سکھا دیا اور اس کو ایک صاحب ہمّت بادشاہ بنا دیا۔

پھر المنصور نے ابراہیم کی طرف عیسیٰ بن موسیٰ کو پندرہ ہزار آدمیوں کے ساتھ بھیجا اور اسکے مقدمہ پر حمید بن قحطبہ کو تین ہزار آدمیوں کے ساتھ مقرر کیا۔ اور جب اس کو وداع کیا تو اس سے کہا: یہ جبیث یعنی منجم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جب تو ابراہیم سے ملاقی ہو تو اپنے اصحاب کو گردش کر دیگا حتیٰ کہ تیری اور اسکی مٹ بھیڑ ہو۔ پھر تیرے اصحاب تیرے پاس پلٹ آئیں اور انجام تیرے حق میں ہوگا۔ جب ابراہیم البصرہ سے چلے تو انھوں اسی رات اپنے لشکر میں چھپ کر گشت لگائی اور طنبوروں کی آوازیں سنیں پھر دوسری مرتبہ بھی اسی طرح پھرے اور دوبارہ وہی آوازیں سنیں۔ اسپر انھوں نے کہا: جس فوج کا یہ حال ہو اسکی فتح کی میں امید نہیں رکھتا۔ لوگوں نے رستے میں ان کو القطامی کی یہ ابیات پڑھتے سنا :-

امور لو یدبرها حلیم اذا نهی وهیّب ما استطاعا
ومعصیة الشقیق علیك مما یزیدك مرّة منه استماعا
وخیر الامر ما استقبلت منه ولیس بان تتبعه اتباعا
ولکن الادیم اذا تفرّی بلی وتعیّبا غلب الصناعا

لوگوں کو معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے روانہ ہونے پر نادم ہیں۔ ان کے دیوان میں ایک لاکھ آدمیوں کا شمار تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ رستے میں دس ہزار آدمی تھے۔ رستے میں ان سے کہا گیا کہ اس رخ کو چھوڑ دیں جس رخ سے عیسیٰ آرہا ہے اور الکوفہ کا قصد کریں کیونکہ المنصور ان کا مقابلہ نہیں کر سکیگا اور اہل الکوفہ ان سے آملیں گے اور المنصور کیلئے حلوان کے سوا کوئی مرجع باقی نہ رہیگا۔ لیکن انھوں نے یہ نہیں کیا۔ پھر ان سے کہا گیا کہ عیسیٰ پر شبخون ماریں انھوں نے کہا: میں شبخون مارنے کو

مکروہ جانتا ہوں بجز اسکے کہ تنبیہ کرنے کے بعد مارا جائے۔ اہل الکوفہ میں سے ایک شخص اٹھا تاکہ وہ اسکو حکم دیں کہ وہ پہلے الکوفہ جاکر لوگوں کو دعوت دے۔ اس نے کہا: میں ان کو پہلے پوشیدہ طور پر دعوت دونگا پھر علانیہ دعوت دینے لگوں گا۔ جب المنصور الکوفہ کے اطراف میں یہ شور سنیگا تو اپنا منہ حلوان سے ادھر پھیر کر نہ دیکھیگا۔ ابراہیم نے اس کے متعلق بشیر الرحال سے مشورہ کیا۔ اس نے کہا: اگر ہم نے مان لیا جو کچھ تو کہتا ہے تو یہ ایک اچھی رائے ہوگی۔ لیکن ہمیں اسکا اطمینان نہیں ہے کہ ان میں سے ایک طائفہ تیرے ساتھ ہو جائے گا۔ پھر المنصور انکی طرف سوار بھیجیگا اور وہ بے گناہوں اور بچوں اور عورتوں کو پکڑ لیں گے اور یہ گناہ سے تعرض ہوگا۔ اس پر اس کوفی نے کہا: تم المنصور سے لڑنے نکلے ہو اور ضعیفوں اور عورتوں اور بچوں کے قتل سے بھی ڈر رہے ہو۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سرایا لڑنے کیلئے نہیں بھیجتے تھے اس اور قسم کی صورتیں پیش نہیں آتی تھیں؟ بشیر نے کہا: "وہ کفار تھے اور یہ مسلم ہیں۔" آخر کار ابراہیم نے بشیر کی رائے کا اتباع کیا اور چلے حتیٰ کہ باخمری پر جو الکوفہ سے سولہ فرسخ پر ہے عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابل اترے۔ سلم بن قتیبہ نے ان کو پیغام بھیجا کہ "آپ کھلے میدان میں ہیں۔ اور آپ جیسے شخص کی موت میں نہیں چاہتا۔ آپ اپنے گرد خندق کھدوا لیجئے تاکہ آپ تک ایک رستے کے سوا کوئی نہ پہنچ سکے۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے تو ابوجعفر اپنی فوج جنگ پر بھیج چکا ہے۔ آپ ایک جماعت کے ساتھ تیزی سے اس کے سر پر جا پہنچیئے۔" ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کو بلایا اور یہ بات ان کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے کہا: "ہم خندق کیوں کھودیں حالانکہ ہم ان پر غالب ہیں۔ نہیں، واللہ ہم یہ نہیں کریں گے۔" انھوں نے کہا: "تو ہم ابوجعفر کی طرف جائیں"! کہا: "کیوں؟ جبکہ وہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم جب چاہیں گے۔" ابراہیم نے قاصد سے کہا: "کیا تو سنتا ہے؟ تو بخیریت واپس جا۔" پھر فریقین صف آرا ہوئے ابراہیم نے اپنے اصحاب کو ایک صف میں کھڑا کیا۔ ان کے اصحاب میں سے بعض نے مشورہ دیا کہ ان کو کرادیس کی شکل میں مرتب کیا جائے تاکہ اگر ایک دستہ شکست کھا جائے تو دوسرا دستہ ثابت قدم رہے۔ ورنہ اگر صف کا ایک حصہ منہزم ہوگیا تو سب کے سب بھاگ نکلیں گے۔ لیکن باقی لوگوں نے کہا: "ہم تو اہل الاسلام ہی کی سی صف بندی کریں گے۔" اس سے ان کی مراد اللہ تعالیٰ کا یہ قول تھا: ان اللہ تعالی یحب الذین

یقاتلون فی سبیلہ صفًا ۔ الآیۃ پھر لوگ خوب لڑے ۔ حمید بن قحطبہ اور اس کے ساتھ والے شکست کھا کر بھاگے ۔ عیسیٰ نے ان کو روکا اور ان کو اللہ کا اور اطاعت کا واسطہ دیا لیکن وہ انکی طرف رخ نہیں کرتے تھے ۔ پھر حمید شکست خوردہ آیا تو عیسیٰ نے اس سے کہا : اللہ اللہ والطاعۃ، لیکن اس نے کہا "ہزیمت میں اطاعت نہیں ہے" اور لوگ چلنے شروع ہو گئے ، اور عیسیٰ کے ساتھ ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی باقی نہ رہا ۔ اس سے کہا گیا کہ تو اپنی جگہ سے ہٹ جا ۔ حتیٰ کہ لوگ تیری طرف واپس آ جائیں ۔ پھر تو پلٹ کر حملہ کر دیجو لیکن اس نے کہا : "میں اپنی اس جگہ سے کبھی نہ ہٹوں گا حتیٰ کہ یا مارا جاؤں یا اللہ میرے ہاتھ پر فتح کر دے ۔ واللہ میرے اہل بیت میری صورت ہرگز نہیں دیکھیں گے اگر میں ان کے دشمن سے شکست کھا کر بھاگ گیا ۔" انکے پاس سے جو کوئی گزرتا تھا وہ اس سے کہتا تھا کہ "میرے اہل بیت کو سلام کہنا اور ان سے کہنا کہ مجھے اپنی جان سے زیادہ کوئی فدیہ نہیں ملا جو میں تم پر سے فدا کرتا اور وہ میں نے تمہارے بدلے خرچ کر دیا ۔" اس اثناء میں کہ وہ اس حال پر تھے اور کوئی کسی کی طرف توجہ نہ کرتا تھا کہ جعفر و محمد ابناء سلیمان بن علی اصحاب ابراہیم کی پشت پر سے آ گئے ۔ ان کے باقی اصحاب جو بھاگنے والوں کا تعاقب کر رہے تھے اس سے بے خبر تھے ۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے نظر کی تو اپنے پیچھے قتال دیکھا ۔ وہ انکی طرف مڑے اور المنصور کے اصحاب ان کے پیچھے پلٹ آئے ۔ اس طرح اصحاب ابراہیم کو ہزیمت ہو گئی ۔ اگر جعفر و محمد نہ ہوتے تو عیسیٰ کی ہزیمت مکمل ہو چکی تھی یا المنصور کے لئے اللہ کی کارسازی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اسکے اصحاب کو راستے میں ایک نہر ملی ، وہ نہ اس پر سے جست کر سکتے تھے اور نہ ان کو کوئی گھاٹ ملتا تھا ۔ وہ سب کے سب واپس آ گئے ۔ ابراہیم کے اصحاب پانی پھاڑتے ہوئے آ گئے تھے تاکہ ان کا قتال یکسوئی سے ہو ۔ جب وہ شکست کھا کر بھاگے تو ان کو پانی نے فرار سے روکا ۔ ابراہیم اپنے اصحاب میں سے ایک گروہ کے ساتھ جس کی تعداد چھ سو اور بقول بعض چار سو تھی جم گئے ۔ حمید نے ان سے قتال کیا اور ان کے سر عیسیٰ کے پاس بھیجنے لگا ۔ ایک ناگہانی تیر ابراہیم پر آیا اور ان کے حلق میں لگا ۔ اور اس نے حلق کاٹ دیا ..... وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور کہا : "مجھے اتار دو" لوگوں نے ان کو ان کے مرکب سے اتار لیا ۔ وہ کہہ رہے تھے کہ "یہ اللہ کا امر مقدور تھا ہم نے ایک بات کا ارادہ کیا اور اللہ نے اسکے سوا کچھ اور چاہا ۔"

ان کے اصحاب اور خاص آدمی ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ان کی حفاظت کرنے اور ان کی حمایت میں لڑنے لگے۔ حمید بن قحطبہ نے اپنے اصحاب سے کہا: "اس جماعت پر حملہ کرو۔ حتیٰ کہ ان کو ان کی جگہ سے ہٹا دو۔ اور معلوم کرو کہ کس شئے پر وہ اکھٹے ہوئے ہیں انھوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ بڑی سختی سے لڑے حتیٰ کہ ان لوگوں کو ابراہیم کے پاس سے ہٹا دیا اور ان تک پہنچ گئے۔ ان کا سر کاٹ لیا اور اسے عیسیٰ کے پاس لے آئے۔ عیسیٰ نے اسکو ابن ابی الکرم الجعفری کو دکھایا، اس نے کہا: "ہاں یہ انہی کا سر ہے"۔ عیسیٰ (گھوڑے سے) زمین پر اترا، اسنے سجدہ کیا اور ان کا سر المنصور کے پاس بھیجدیا۔ ان کا قتل پیر کے دن پچیس ذی القعدہ ۱۴۵ھ کو ہوا۔ ان کی عمر اڑتالیس سال کی تھی وہ اپنے خروج کے وقت سے قتل تک پانچ دن کم تین مہینے رہے۔

کہا جاتا ہے کہ ان کے شکست کھانے کا سبب یہ تھا کہ جب انھوں نے المنصور کے اصحاب کو بھگا دیا اور ان کا تعاقب کیا تو ابراہیم کے منادی نے ندا دی کہ "خبردار! کسی بھاگنے والے کا تعاقب نہ کرنا"۔ اس سے یہ ہوا کہ وہ پلٹ آئے۔ المنصور کے اصحاب نے ان کو واپس ہوتے دیکھا تو گمان کیا کہ وہ بھاگ رہے ہیں، وہ ان کے پیچھے پلٹے اور ہزیمت ہو گئی۔ المنصور کو خبر پہنچی کہ اسکے اصحاب نے ہزیمت پائی۔ اس نے الری جانے کا عزم کر لیا۔ پھر اس کے پاس نوبخت منجم آیا، اور اس نے کہا: "اے امیر المنین! فتح آپ ہی کی ہے۔ ابراہیم عنقریب قتل ہو جائیں گے"۔ لیکن المنصور نے اسکی بات قبول نہ کی۔ اس اثناء میں کہ وہ اس حال میں تھا، اسکے پاس ابراہیم کے قتل کی خبر آئی اور اس نے یہ شعر پڑھا:

فألقت عصاها واستقر بها النوی ۔۔۔ کما قر عینا بالإیاب المسافر

اس نے اپنا سفر ختم کر دیا اور منزل مقصود اس کا مستقر بن گئی جس طرح مسافر گھر آنے سے آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے۔

المنصور نے نوبخت کو نہر حویزہ میں دو ہزار جریب زمین عطا کی۔ ابراہیم کا سر المنصور کے پاس لایا گیا اور اسکے آگے رکھ دیا گیا۔ جب اس نے سر دیکھا تو رو دیا حتیٰ کہ اسکے آنسو ابراہیم کے رخساروں پر ٹپک پڑے۔ پھر اسنے کہا "واللہ میں اس فعل سے کراہت کرتا تھا مگر تو مجھ سے آزمائش میں ڈالا گیا اور میں تجھ سے آزمائش میں ڈالا

گیا“۔ پھر وہ مجلس عام میں بیٹھا اور لوگوں کو اسنے اذن دیا۔ آنے والا آتا اور ابراہیم کا ذکر چھیڑتا اور ان کی شان میں بدگوئی کرتا اور المنصور کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ان کا ذکر برائی کے ساتھ کرتا۔ المنصور خاموش بیٹھا تھا اور اس کا رنگ متغیر ہو رہا تھا۔ حتیٰ کہ جعفر بن حنظلہ البہرانی داخل ہوا۔ اس نے کھڑے ہو کر سلام کیا پھر کہا ”اے امیر المؤمنین! اللہ آپ کے ابن عم کے حق میں آپ کو اجر عظیم دے۔ اور جو کچھ انہوں نے آپ کے حق میں تفریط کی اسکو معاف کر دے“۔ المنصور کے چہرے کا رنگ چمک اٹھا (یا زرد ہو گیا) اور وہ اسکی طرف متوجہ ہوا اور اس نے کہا: ”اے ابو خالد مرحبا“ اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا کہ یہ بات اسکو خوش کرتی ہے، اور وہ اسی کے قول کی مثل کہنے لگے۔

بعض کہتے ہیں: جب اس کے سامنے ابراہیم کا سر رکھا گیا تو حارسوں میں سے ایک نے ان کے چہرے پر تھوک دیا۔ المنصور نے حکم دیا اور اس کو ڈنڈوں سے مارا گیا، اسکی ناک ٹوٹ گئی۔ اس کا منہ ٹوٹ گیا۔ وہ پیٹا جاتا رہا حتیٰ کہ بیہوش ہو گیا۔ پھر لوگ اسکی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ کر لے گئے اور اسے دروازہ کے باہر پھینک دیا۔

کہا جاتا ہے: المنصور نے ایک مدت بعد سفیان بن معاویہ کو سوار دیکھا۔ اس نے (غالباً سفیان نے) کہا: ”واللہ العجب (معلوم نہیں) یہ ابن الفاعلہ مجھے کس طرح قتل کرتا ہے“۔

ابراہیم رضی اللہ عنہ کا معاملہ ختم ہوا۔

چند حوادث کا ذکر

اس سال ترک وخزر نے باب الابواب میں خروج کیا اور ارمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر کو قتل کر دیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ السری بن عبداللہ بن الحرث بن العباس نے حج کیا جو اس سال مکہ کا حاکم تھا۔

مدینہ منورہ پر عبداللہ بن الربیع تھا۔ الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ۔ البصرہ پر سلم بن قتیبہ الباہلی۔ اور البصرہ کی قضا پر عباد بن المنصور۔ مصر پر یزید بن حاتم۔

اس سال المنصور نے مالک بن الہیثم کو الموصل سے معزول کر کے اپنے بیٹے جعفر بن ابی جعفر المنصور کو مقرر کیا اور اس کے ساتھ حرب بن عبداللہ کو بھیجا جو اسکے اکابر قواد میں سے تھا، اور یہ وہی ہے جس کی طرف بغداد میں الحربیہ منسوب ہے۔ اس نے الموصل کے نیچے ایک قصر بنایا اور وہیں سکونت اختیار کی۔ وہ قصر آج تک قصر حرب کے نام سے معروف ہے۔ اسی میں زبیدہ بنت جعفر الرشید کی بیوی پیدا ہوئی۔ اسکے پاس آجکل ایک گاؤں آباد ہے جو ہماری ملک تھا۔ پھر ہم نے وہاں صوفیہ کیلئے ایک رباط بنائی اور اس قریے کو اس رباط پر وقف کر دیا۔ اس کتاب کا بڑا حصہ ہمارے اس گھر میں جمع کیا گیا ہے جو اس قریے میں ہے۔ اور وہ نہایت پاکیزہ اور حسین جگہ ہے۔ اس قصر کے آثار وہاں اب تک باقی ہیں۔ سبحان من لایزول ولا تغیّرہٗ الدھور۔

اس سال عمرو بن میمون بن مہران نے وفات پائی۔ اور حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے وفات پائی، ان کی موت المنصور کی قید میں ہوئی۔ اس نے ان کو مدینہ مبارکہ میں پکڑ لیا تھا، جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں، یہ محمد اور ابراہیم کے چچا تھے۔

اس سال عبدالملک بن ابی سلیمان المخزومی اور یحییٰ بن الحارث الذماری نے وفات پائی، ان کی عمر ستر برس کی تھی۔ اور اس سال اسمٰعیل بن ابی خالد البجلی اور حبیب بن الشہید مولی الازد نے، جن کی کنیت ابو شہیر تھی، وفات پائی۔

پھر سنہ ۱۴۶ھ داخل ہوا۔

المنصور کے بغداد کی طرف منتقل ہونے کا ذکر

اور

اسکی تعمیر کی کیفیت

اس سال صفر میں المنصور مدینہ ابن ہبیرہ سے بغداد کی طرف منتقل ہو گیا اور اس کا

شہر تعمیر کیا۔ ہم ۱۴۵ھ میں وہ سبب بیان کر چکے ہیں جو المنصور کے لئے شہر بغداد کی تعمیر کا باعث ہوا۔ اب ہم اسکی تعمیر کا ذکر کرتے ہیں:۔

جب المنصور نے بغداد کی تعمیر کا عزم کیا تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا جن میں خالد بن برمک بھی تھا۔ اس نے بھی اسکا مشورہ دیا اور اسی نے اسکے نشانات ڈالے۔ پھر اس نے خالد سے المدائن وایوان کسریٰ کے توڑنے اور اس کا سامان بغداد لانے کے متعلق مشورہ کیا۔ اس نے کہا: "میری رائے اسکے حق میں نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ اسلام کے اعلام میں سے ایک علم ہے جس سے ناظر اس بات پر دلیل دیتا ہے کہ اس کے اصحاب جیسے لوگ کسی امر دنیا کی وجہ سے اس سے ہٹائے جانے والے نہ تھے۔ بلکہ یہ ایک امر دین کی بنا پر ہوا۔ اور ساتھ ہی وہاں علیؓ بن ابی طالب کا مصلّٰی ہے۔ المنصور نے اس سے کہا: "خالد! تو نے یہ انکار اپنے اصحاب عجم کے میلان کے سوا کسی اور وجہ سے نہیں کیا ہے۔" اور اسنے قصر ابیض توڑنے کا حکم دیا، اس کا ایک حصہ توڑ دیا گیا اور ٹوٹا ہوا سامان لایا گیا۔ اس نے نظر کی تو معلوم ہوا کہ اس قدر سامان پر جو خرچ آیا ہے وہ جدید سامان کی قیمت سے زیادہ ہے۔ اس نے خالد بن برمک کو بلایا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ اس نے کہا: "اے امیر المومنین! میری رائے تو پہلے ہی یہ تھی کہ آپ ایسا نہ کریں۔ لیکن جب آپ یہ کر چکے ہیں تو اب میری رائے ہے کہ آپ اسے منہدم کر دیں تاکہ یہ نہ کہا جائے کہ آپ اس چیز کے ہدم سے عاجز ہو گئے جسکو آپ کے غیر نے بنایا تھا۔ لیکن المنصور اس سے باز آ گیا اور اس نے اس کو ہدم کرنا چھوڑ دیا۔ اس نے شہر واسط کے دروازے منگوا کر بغداد پر لگوائے۔ اور ایک دروازہ الشام سے لایا گیا۔ اور ایک دروازہ الکوفہ سے لایا گیا جس کو خالد بن عبداللہ القسری نے بنوایا تھا۔ شہر مدوّر رکھا گیا تاکہ بعض لوگ بہ نسبت بعض لوگوں کے سلطان سے زیادہ قریب نہ ہوں۔ اور اسکے لئے دو فصیلیں بنوائیں۔ اندر کی فصیل باہر کی فصیل سے زیادہ اونچی تھی۔ اس نے اپنا قصر اسکے وسط میں بنوایا۔ اور مسجد جامع قصر کے ایک پہلو میں بنوائی۔ وہ حجاج بن ارطاۃ تھے جنھوں نے مسجد کی داغ بیل ڈالی۔ اس کا قبلہ بے ڈھنگا تھا، نماز پڑھنے والے کو باب البصرہ کی طرف مڑ کر نماز پڑھنا پڑتا تھا کیونکہ مسجد قصر کے بعد بنائی گئی تھی۔ اور قصر مسجد کے قبلے کی طرف نہیں تھا۔ اسکی تعمیر میں جو اینٹیں لگائی گئیں وہ ایک ذراع در یک ذراع تھیں۔ اور ایک شکستہ حصے کی اینٹ لیکر توڑی گئی تو اس کا وزن ایک سو سولہ رطل نکلا۔

المنصور کے قوّاد و کُتّاب کی ایک جماعت کے مقصوروں کے دروازے رحبتہ الجامع کی سڑک پر کھلتے تھے ۔ اسکے چچا عیسیٰ بن علی نے اپنے ضعف کی بناء پر اس سے اجازت چاہی کہ باب الرحبہ سے اس کے قصر تک سواری پر جایا کرے ۔ لیکن اس نے اجازت نہیں دی۔ اس نے کہا "تو میں اپنے تئیں ایک آبکش جانور سمجھتا ہوں" ۔ پھر المنصور نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے دروازے الرحبہ سے طاقا طاق کی فصیلوں تک نکالیں ۔ پہلے بازار شہر ہی میں ہے ۔ پھر ملک الروم کا سفیر آیا تو المنصور نے الربیع کو حکم دیا اور وہ سفیر کو لے کر شہر میں پھرا ۔ پھر المنصور نے اس سے پوچھا کہ تو نے کیسا دیکھا ۔ اس نے کہا "دوہیں نے ایک عمدہ آبادی دیکھی لیکن میں نے آپ کے دشمنوں کو بھی آپ کے ساتھ دیکھا ۔ اور وہ بازاری لوگ ہیں" ۔ جب سفیر واپس گیا تو المنصور نے بازار والوں کو الکرخ کی طرف نکلوا دیا ۔ بعض کہتے ہیں : اس نے ان کو اسلئے نکالا کہ باہر کے لوگ راتوں کو اندر آتے اور وہاں شب گزاری کرتے اور بسا اوقات ان میں جاسوس بھی ہوتے تھے ۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور ان لوگوں کی جستجو کر رہا تھا جنہوں نے ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ خروج کیا تھا ۔ ابوزکریا یحییٰ بن عبداللہ محتسب بغداد ابراہیم کی طرف میل رکھتے تھے ۔ انھوں نے کمینوں کی ایک جماعت فراہم کی اور ان لوگوں نے المنصور پر شورش کی ۔ المنصور نے ان کو ٹھنڈا کر دیا ۔ ابوزکریا کو پکڑ کر قتل کیا اور بازاری باہر نکلوا دیئے ۔ پھر اس سے ترکاری والوں کی نسبت کہا گیا تو اس نے حکم دیا کہ ہر محلے میں ایک بقال رہے جو ترکاری اور سرکہ بیچے ۔ اس نے رستے چالیس ذراع چوڑے رکھے ۔ شہر کی تعمیر اور مسجد اور قصر اور بازاروں اور فصیلوں اور خندقوں اور دروازوں کی تعمیر پر چالیس لاکھ آٹھ سو تینتیس درہم خرچ ہوئے ۔ معماروں میں سے مستری کو ایک قیراط چاندی یومیہ اور روزکاری کو دو حبہ چاندی کا ملتی تھی ۔ تعمیر سے فارغ ہو کر اس نے اپنے قائدوں سے محاسبہ کیا اور اس کے پاس جو کچھ بچا تھا وہ ہر ایک کے ذمہ لگا کر اس سے وصول کر لیا ۔ حتیٰ کہ خالد بن الصلت پر پندرہ درہم باقی بچے تھے تو اسے قید کر دیا اور وہ اس سے وصول کر لئے ۔

الاندلس میں العلاء کے خروج کا ذکر

اس سال العلاء بن مغیث الیحصبی افریقیہ سے ناحیۃ الاندلس کے ایک شہر کی

طرف گیا اور وہاں سواد پہن لیا اور دولت عباسیہ کے لیے کھڑا ہوا اور المنصور کا خطبہ پڑھا۔ اس کی طرف ایک خلق کثیر جمع ہو گئی۔ امیر عبدالرحمن الاموی اس کی طرف نکلا۔ دونوں کی مٹ بھیڑ اشبیلیہ کی نواحی میں ہوئی۔ پھر کئی دن تک وہ لڑتے رہے آخر العلاء اور اسکے اصحاب کو شکست ہوئی اور ان میں سے سات ہزار آدمی مر گئے یں کام آئے اور العلاء بھی قتل ہوا۔ عبدالرحمن نے ایک تاجر کو حکم دیا کہ اس کا سر اور اس کے مشاہیر اصحاب کے سر قیروان لے جائے اور پوشیدہ طور پر ان کو بازاروں میں ڈالدے۔ اس نے یہی کیا۔ پھر ان میں سے بعض سر مکہ لے جائے گئے اور اس وقت پہنچے جب وہاں المنصور موجود تھا۔ اور ان سروں کے ساتھ ایک سیاہ علم تھا اور ایک خط تھا جو المنصور نے العلاء کو لکھا تھا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اسی سال سلم بن قتیبہ البصرہ سے معزول کیا گیا۔ اس کے عزل کا سبب یہ تھا کہ المنصور نے اس کو لکھا تھا کہ ابراہیم کے ساتھ جن لوگوں نے خروج کیا تھا۔ ان کے گھر ڈھادے اور ان کے نخلستان برباد کردے۔ سلم نے لکھا کہ میں کس چیز سے ابتدا کروں۔ آیا مکانوں سے یا کھجوروں سے؟ المنصور نے اس کی یہ بات ناپسند کی اور اسے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو عامل بنایا۔ اس نے البصرہ کو تباہ کر دیا اور دار ابی مروان و دار عون بن مالک و دار عبدالواحد بن زید اور دوسرے گھر ڈھا دیئے۔

اسی سال گرمائی مہم پر جعفر بن حنظلۃ البہرانی بھیجا گیا۔

اسی سال مکہ سے السّری بن عبداللہ معزول کیا گیا۔ اور اسکی جگہ عبدالصمد بن علی مقرر کیا گیا۔

اسی سال لوگوں کے ساتھ عبدالوہاب بن ابراہیم الامام نے حج کیا۔

اسی سال ہشام بن عروہ بن الزبیر نے انتقال کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا انتقال شعبان ۱۴۷ھ میں ہوا۔ اور عوف الاعرابی اور طلحہ بن یحیی بن طلحہ بن عبیداللہ التیمی الکوفی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

اسی سال صوائف پر بلاد الروم کی طرف مالک بن عبداللہ الخثعمی بھیجا گیا جو مالک الصوائف کہلاتا تھا، اور اہل فلسطین میں سے تھا۔ اس نے بہت سی غنیمتیں حاصل کیں اور واپس ہوا۔ جب درب الحدث سے پندرہ میل پر اس جگہ پہنچا جو الرہوہ کہلاتا تھا تو وہاں تین دن قیام کر کے اس نے غنائم فروخت کیں اور غنیمت کے سہام تقسیم کئے۔ اس لئے وہ الرہوہ، رہوۃ مالک کے نام سے موسوم ہو گیا۔

اس سال ابن السائب الکلبی النساب نے وفات پائی

پھر ۱۴۷ھ داخل ہوا۔

ذکر قتل حرب بن عبداللہ

اس سال استرخان الخوارزمی نے ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ ارمینیہ کے علاقے میں مسلمانوں پر حملہ کیا اور مسلمانوں اور اہل الذمہ میں سے ایک جماعت کثیر کو پکڑ لے گیا اور یہ لوگ تفلیس میں گھس گئے۔ حرب اس وقت الموصل میں دو ہزار سپاہ کے ساتھ ان خوارج کی وجہ سے، جو الجزیرہ میں تھے، پڑا ہوا تھا۔ المنصور نے ترکوں سے جنگ کرنے کیلئے جبرائیل بن یحیٰی اور حرب بن عبداللہ کو بھیجا۔ ترکوں نے ان سے جنگ کی، جبرائیل نے شکست کھائی، حرب قتل ہوا، اور جبرائیل کے اصحاب میں سے جماعت کثیر قتل ہوئی۔

ذکر بیعت المہدی و خلع عیسیٰ بن موسیٰ

اسی سال عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی ولایت عہد سے الگ کیا گیا اور المہدی محمد بن المنصور کے لئے ولایت عہد کی بیعت لی گئی۔ اس سبب کے باب میں اختلاف کیا گیا ہے جس کے باعث اس نے اپنے تئیں اس سے الگ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ السفاح کے زمانے سے اب تک برابر ولایت عہد و امارت الکوفہ پر رہا تھا۔ جب المہدی بڑا ہوا اور المنصور نے اس کے لئے بیعت کا عزم کیا تو اس نے عیسیٰ بن موسیٰ سے اس

باب میں گفتگو کی ۔ وہ اسکی بڑی عزت کرتا تھا اور اسے اپنے سیدھے ہاتھ پر بٹھاتا تھا۔ اور المہدی کو اپنے الٹے ہاتھ پر ۔ جب المنصور نے اس سے اس باب میں کہا کہ وہ اپنے تئیں ولایت عہد سے الگ کرلے اور المہدی کو اپنے اوپر مقدم کردے تو اس نے انکار کیا اور کہا : " اے امیر المؤمنین ! مجھ سے اور مسلمانوں سے عتق و طلاق وغیرہ کے ساتھ جو قسمیں کھائی گئی تھیں ان کا کیا ہوا ؟ خلع کی کوئی صورت نہیں ہے ۔" المنصور اس سے بگڑ گیا ۔ اور اس کا مرتبہ ایک حد تک گھٹا دیا ۔ اب وہ المہدی کے لئے اس سے پہلے اذن دیتا اور اس کو عیسیٰ کی جگہ اپنی سیدھی جانب بٹھاتا تھا ۔ عیسیٰ کو اذن دیا جاتا اور وہ داخل ہو کر المہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا اور المنصور کے بائیں ہاتھ پر نہ بیٹھتا۔ المنصور اس سے اور غضبناک ہوا ۔ پھر وہ پہلے المہدی کو اور پھر اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو اور پھر عبد الصمد بن علی کو اور ان سب کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو اجازت دینے لگا۔ کبھی ان میں سے کسی کو مقدم مؤخر بھی کر دیتا مگر ہر حال میں اذن کی ابتدا المہدی ہی سے کرتا ۔ عیسیٰ نے خیال کیا کہ وہ ان کو اذن میں جو مقدم کرتا ہے تو یہ ان سے کسی حاجت کی بنا پر ہے ۔ عیسیٰ خاموش تھا اور کوئی شکایت نہیں کرتا تھا ۔ پھر عیسیٰ کا حال اس سے بھی زیادہ بڑھ گیا ۔ وہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوتا اور اس کے ساتھ اس کا کوئی بیٹا بیٹھتا اور وہ دیوار کی جڑ میں کریدنے کی آواز سنتا اور اس پر مٹی ڈالدی جاتی۔ اور وہ چھت کی کڑی کی طرف دیکھتا کہ اسکو ایک طرف سے کھو دا گیا ہے تاکہ وہاں سے مٹی جھڑ کر اسکی ٹوپی اور اسکے کپڑوں پر گرے ۔ پھر اس کے ساتھ اس کے بیٹوں میں سے جو کوئی ہوتا اسے بہانے سے چل جانے کا حکم دیتا اور وہ نماز پڑھنے کھڑا ہو جاتا۔ پھر عیسیٰ کو داخل ہونے کی اجازت دی جاتی اور وہ اسی ہیئت میں داخل ہوتا کہ مٹی اس کے سر اور اس کے کپڑوں پر ہوتی اور وہ اس کو نہ جھاڑتا ۔ المنصور اس سے کہتا : " اے عیسیٰ کسی کے پاس ایسی غبار آلود اور مٹی میں بھری ہوئی ہیئت میں کوئی نہیں آتا ہے کیا یہ سب سڑک کی مٹی ہے ؟ " وہ جواب دیتا کہ " اے امیر المؤمنین ایسا ہی خیال کرتا ہوں ۔" اور کچھ شکایت نہ کرتا ۔ المنصور اس کے پاس اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو اس باب میں بھیجتا اور عیسیٰ بن موسیٰ اسکی کوئی عزت نہ کرتا اور اسکو متہم کرتا تھا ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ المنصور نے حکم دیا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو کوئی ایسی

چیز پلائی جائے جو اس کو ہلاک کر دے۔ اس نے اپنے پیٹ میں پانی محسوس کیا
اور اپنے گھر الکوفہ جانے کی اجازت مانگی۔ المنصور نے اسے اجازت دیدی۔ وہ اس
کے اثر سے بیمار ہو گیا۔ اس کا مرض بڑھ گیا۔ پھر اسے آرام ہو گیا۔ عیسٰی بن علی نے المنصور
سے کہا "ابن موسٰی در اصل اپنے بیٹے موسٰی کے لئے خلافت چاہتا ہے۔ اور اس کا
بیٹا ہی اس کو منع کرتا ہے"۔ المنصور نے اس سے کہا "تو اسے خوف دلا اور تہدید کر"۔ عیسٰی
بن علی نے اس سے اس باب میں گفتگو کی اور اسے خوف زدہ کیا۔ موسٰی بن عیسٰی۔ ڈر گیا اور
عباس بن محمد کے پاس آیا" اور اس سے کہا "چچا! میں دیکھتا ہوں کہ میرا باپ اس
امر کو اپنی گردن سے لگانے پر کس طرح مجبور کیا جا رہا ہے۔ اسکو طرح طرح کی اذیتیں
دی جا رہی ہیں۔ کبھی اس کو تہدید کی جاتی ہے۔ کبھی اس کا اذن موخر کیا جاتا ہے۔
کبھی اس پر دیواریں توڑی جاتی ہیں اور کبھی اس کو دھوکے سے مارنے کی کوشش کیجاتی
ہے لیکن میرا باپ ان باتوں سے نہیں مانتا اور وہ کبھی نہیں مانے گا۔ لیکن ایک صورت
ہے جس سے وہ مان جائے گا"۔ اس نے کہا: وہ کیا؟ اس نے جواب دیا:
"وہ یہ ہے کہ امیر المومنین اس کی طرف متوجہ ہوں جبکہ میں موجود ہوں۔ اور اس سے کہیں کہ
میں جانتا ہوں کہ تو اس امر میں اپنی ذات کے لئے تحمل نہیں کر رہا ہے۔ کیوں کہ تو
سن رسیدہ ہے اور اسمیں تیری مدت کچھ دراز نہیں ہو گی لیکن تو اپنے بیٹے کے لئے تحمل کر رہا ہے۔
تو کیا تو سمجھتا ہے کہ میں تیرے بعد تیرے بیٹے کو زندہ چھوڑ دونگا کہ وہ میرے بیٹے کی بجائے
ولیعہد ہو۔ ہرگز نہیں، واللہ یہ کبھی نہیں ہو گا۔ میں تیری آنکھوں کے سامنے تیرے
بیٹے کا کام تمام کر دوں گا حتیٰ کہ وہ اس سے مایوس ہو جائے"۔ اگر اس نے یہ کیا تو
شاید وہ اس بات کو قبول کر لے جو اس سے مطلوب ہے۔ عباس المنصور کے پاس
آیا اور اسے اس بات کی خبر دی۔ جب سب لوگ اسکے پاس جمع ہوئے تو المنصور نے
یہ بات کہی۔ عیسٰی بن علی اس وقت حاضر تھا۔ وہ پیشاب کرنے کے لئے اٹھا۔ عیسٰی
بن موسٰی نے اپنے بیٹے موسٰی سے کہا کہ اسکے ساتھ جائے اور اسکے کپڑے سنبھالے۔
وہ اس کے ساتھ چلا گیا۔ عیسٰی بن علی نے اس سے کہا: میرا باپ تجھ پر اور تیرے بیٹے
پر قربان ہو۔ واللہ میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں کے بعد اس امر میں کوئی بھلائی نہیں
ہے۔ یقیناً تم دونوں اسکے زیادہ حقدار ہو لیکن اس شخص کو جس چیز کی جلدی لگی ہوئی ہے۔

اس لئے یہ فساد پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ موسیٰ نے کہا: واللہ میں اس سے لڑ سکتا ہوں۔ اگر وہ میرے باپ کے ساتھ عداوت کرے گا تو میں اسکو قتل کر دونگا۔ جب دونوں واپس ہوئے تو موسیٰ نے اپنے باپ سے چپکے سے یہ بات کہی اور اس سے اجازت مانگی کہ اس نے جو کچھ سنا ہے المنصور سے کہہ دے۔ اسکے باپ نے کہا: "وہ اسکی ایک رائے اور ایک مذہب ہے۔ کیا یہ مناسب ہے کہ تیرا چچا تجھ پر اعتبار کر کے تجھ سے خفیہ ایک بات کہے اور پھر تو اس بات کو اس کے لئے مصیبت کا سبب بنادے۔ یہ بات تجھ سے کوئی شخص نہ سننے پائے۔ اپنی جگہ بیٹھ جا"۔ جب وہ اپنی جگہ کی طرف پلٹا تو المنصور نے الربیع کو حکم دیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ کی طرف گیا اور اپنے پرتلوں سے اس کا گلا گھونٹنے لگا۔ موسیٰ یہ چیخنے لگا کہ "اللہ اللہ، میری جان بچائیے اے امیر المؤمنین! عیسیٰ کو کیا پرواہ ہے اگر آپ مجھے قتل کر دیں، اسکے تو بہت سے بیٹے ہیں"۔ اور المنصور کہتا تھا کہ اے ربیع! اسکی جان نکال دے۔ اور الربیع ایسا ظاہر کرتا تھا کہ گویا وہ اس کو مار ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ نرمی کر رہا ہے۔ اور موسیٰ چیخے جا رہا تھا۔ جب یہ بات اس کے باپ نے دیکھی تو کہا: "واللہ اے امیر المؤمنین مجھے خیال نہ تھا کہ آپ اس بات کو یہاں تک پہنچا دیں گے۔ اب آپ اس کو چھوڑ دیجے۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میری عورتوں پر طلاق ہے۔ اور میرے غلام اور جو کچھ میری ملک ہے اللہ کے رستے میں آزاد ہے آپ اسکو جس کام میں چاہیں خرچ کر دیں۔ اے امیر المؤمنین! یہ میرا ہاتھ المہدی کی بیعت کیلئے موجود ہے"۔ اس نے المہدی کے لئے بیعت کر لی اور عیسیٰ بن موسیٰ المہدی کے بعد کر دیا گیا۔ اس پر بعض اہل الکوفہ نے کہا: یہ وہ ہے جو پہلے کل تھا اور اب پرسوں ہو گیا۔

بعض کہتے ہیں کہ المنصور نے فوج مقرر کی۔ اور وہ لوگ عیسیٰ بن موسیٰ کو ایسی باتیں سناتے تھے جو اس کو بری معلوم ہوتی تھیں۔ اس نے ان لوگوں کے اس فعل کی شکایت کی، المنصور نے ان کو اس سے منع کر دیا۔ لیکن وہ اس سے باز آجاتے اور پھر وہی کرنے لگتے۔

پھر ان دونوں کے درمیان خط کتابت ہوئی جس سے المنصور اور غضبناک ہو گیا اور فوج والے پہلے سے بھی زیادہ سخت باتیں کرنے لگے۔ ان میں اسد بن المرزبان

اور عقبہ بن مسلم اور نصر بن حرب بن عبداللہ وغیرہ تھے۔ وہ اُس کے پاس لوگوں کو جانے سے روکتے اور اُسکو باتیں سناتے تھے۔ اُس نے المنصور سے اس کی شکایت کی۔ اس نے کہا "اے میرے بھتیجے! مجھے ان سے تیری جان کا اور اپنی جان کا خوف ہے۔ کیونکہ وہ اس لڑکے (المہدی) کو پسند کرتے ہیں۔ اگر تو نے اس کو اپنے اوپر مقدم کر دیا تو وہ باز آجائیں گے"۔ المنصور نے یہ بات مان لی۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے خالد بن برمک سے اس باب میں مشورہ لیا اور اُس کو عیسیٰ کے پاس بھیجا۔ وہ اپنے ساتھ المنصور کے شیعہ میں سے تیس بڑے بڑے آدمیوں کو جن کو وہ پسند کرتا تھا لے گیا۔ اور عیسیٰ سے بیعت کے معاملے میں اس نے گفتگو کی لیکن وہ باز نہ رہا۔ یہ لوگ المنصور کے پاس واپس آئے۔ اور سب نے عیسیٰ کے متعلق گواہی دی کہ وہ ولایت عہد سے دست بردار ہو گیا ہے۔ اس طرح اس نے المہدی کے لئے بیعت لے لی۔ پھر عیسیٰ آیا اور اس نے اس بات سے انکار کیا لیکن اس نے عیسیٰ کی بات نہ سنی۔ اور خالد کا اسکی کارگزاری پر شکریہ ادا کیا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ المنصور نے اس سے یہ دست برداری ایک مال کے عوض خریدی تھی جس کی مقدار ایک کروڑ دس لاکھ درہم تھی، اس کیلئے اور اس کی اولاد کیلئے۔ اور اُس نے خود اپنے اوپر دست برداری کی گواہی دی۔

الکوفہ پر عیسیٰ بن موسیٰ کی مدت ولایت تیرہ سال تھی۔ المنصور نے اس کو معزول کر دیا۔ اور محمد بن سلیمان بن علی کو وہاں کا عامل بنایا تاکہ عیسیٰ کو اذیت دے اور اس کا استخفاف کرے۔ لیکن اس نے یہ نہ کیا۔ اور ہمیشہ اس کی عزت و تعظیم کرتا رہا۔

عبداللہ بن علی کی موت کا ذکر

جب عیسیٰ بن موسیٰ دست بردار ہو گیا تو المنصور نے اس کو اپنے پاس بلایا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی کو اس کے سپرد کیا اور اسے حکم دیا کہ اسکو قتل کر دے اور اس سے کہا: خلافت المہدی کے بعد تیرے پاس آئے گی، تو اسکی گردن مار دے۔ خبردار ایسا نہیں

کمزوری نہ دکھائیو۔ ورنہ تو میرے اس امر کو بگاڑ دے گا جس کی میں نے تدبیر کی ہے۔
پھر وہ مکہ چلا گیا۔ اور رستے سے عیسیٰ کو لکھکر دریافت کیا کہ اس کام میں جس کا اس نے
حکم دیا تھا اس نے کیا کیا؟ جواب میں عیسیٰ نے لکھا کہ آپ نے جو حکم دیا تھا وہ میں نے نافذ
کر دیا۔ المنصور کو شک نہیں رہا کہ اس نے عبداللہ کو قتل کر دیا۔ لیکن عیسیٰ نے جب
عبداللہ کو المنصور کے پاس سے لے لیا تو اپنے کاتب یونس بن فردہ کو بلایا اور اس کو اس
معاملہ کی خبر دی۔ اس نے کہا: وہ چاہتا ہے کہ تو اسے قتل کر دے۔ پھر وہ تجھے
قتل کر دے کیوں کہ اس نے تجھے اسکے قتل کا پوشیدہ حکم دیا ہے۔ بعد میں وہ تجھ
پر علانیہ اس کا دعویٰ کرے گا۔ تو اسے قتل نہ کر اور نہ اسے خفیہ طور پر المنصور کو واپس
کر، بلکہ اس کا معاملہ مخفی رکھ۔ عیسیٰ نے یہی کیا۔ جب المنصور واپس آیا تو اسنے اپنے
چچاؤں پر ایک ایسے شخص کو مقرر کیا جو انھیں اپنے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش
پر آمادہ کرے، انھوں نے یہی کیا اور اسکی سفارش کی۔ المنصور نے ان کی سفارش قبول
کی اور عیسیٰ سے کہا: "میں نے اپنے اور تیرے چچا عبداللہ کو تیرے سپرد کیا تھا تاکہ وہ
تیرے گھر میں رہے۔ اب تیرے چچاؤں نے مجھ سے اسکی نسبت سفارش کی ہے۔
اور میں نے اسکو معاف کر دیا ہے تو میرے پاس اسکو لا"۔ اس نے جواب دیا: اے
امیر المومنین! کیا آپ نے مجھے اس کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا؟ میں نے تو اس کو قتل کر دیا
المنصور نے کہا: میں نے تجھے حکم نہیں دیا۔ اس نے کہا: ہاں آپنے مجھے حکم دیا تھا۔
المنصور نے کہا: "میں نے تو تجھے اس کو قید میں رکھنے کا حکم دیا تھا تو جھوٹ بولتا ہے۔
پھر المنصور نے اپنے چچاؤں سے کہا: اس نے تمھارے سامنے تمھارے بھائی کے
قتل کا اقرار کیا ہے"۔ انھوں نے کہا: "آپ اس کو ہمارے سپرد کر دیجے کہ ہم اسے
عبداللہ کے قصاص میں قتل کر دیں"۔ المنصور نے اسے ان کے سپرد کر دیا۔ وہ اسے
لیکر الرحبہ کی طرف نکلے، لوگ مجتمع ہوئے، بات مشہور ہوگئی اور ان میں سے ایک
اسکے قتل کیلئے کھڑا ہو گیا۔ عیسیٰ نے کہا: کیا تو ایسا کرنے والا ہے؟ اس نے کہا: خدا
کی قسم ہاں۔ عیسیٰ نے کہا: مجھے امیر المومنین کے پاس واپس لے جاؤ۔ وہ اسے واپس
لے گئے۔ اس نے المنصور سے کہا: آپنے چاہا تھا کہ اسے قتل کرا کے مجھے قتل کرائیں۔
یہ آپ کا چچا زندہ موجود ہے۔ المنصور نے کہا: اسے ہمارے پاس لا۔ وہ عبداللہ

کو اس کے پاس لایا۔ المنصور نے کہا: میں اسکو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھوں گا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔ المنصور کے حکم سے عبداللہ ایک ایسے کمرے میں رکھا گیا جسکی بنیاد نمک پر تھی، اس کی بنیاد میں پانی چھوڑ دیا گیا، وہ کمرہ اس پر آ پڑا اور وہ مر گیا۔ اس کو باب الشام کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وہ پہلا شخص تھا جو اسمیں دفن کیا گیا۔ اس کی عمر باون برس کی تھی۔

کہا جاتا ہے: المنصور ایک دن سوار ہوا اور اس کے ساتھ ابن عیاش المنتوف تھا المنصور نے اس سے کہا: کیا تو ان تین خلفاء کا نام جانتا ہے جن کے نام علین پر ہیں۔ اور انھوں نے تین خوارج کو قتل کیا ہے جن کے نام عین سے شروع ہوتے ہیں۔ اس نے جواب دیا: میں نہیں جانتا۔ البتہ عوام کہتے ہیں کہ علی نے عثمان کو قتل کیا مگر وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ اور عبدالملک نے عبدالرحمٰن بن الاشعث کو اور عبداللہ بن الزبیر نے عمرو بن سعید کو قتل کیا۔ اور عبداللہ بن علی پر گھر آ پڑا۔ المنصور نے کہا: اگر وہ اس پر گر گیا تو میرا کیا گناہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ آپ پر کوئی گناہ ہے۔" اسکا یہ قول کہ ابن الزبیر نے عمرو بن سعید کو قتل کیا، صحیح نہیں ہے، اس کو عبدالملک نے قتل کیا۔

عیاش بالیاء و شین معجمہ

چند حوادث کا ذکر

اس سال المنصور نے اپنے بھائی ابو العباس السفاح کے بیٹے محمد کو البصرہ کا والی بنایا پھر اس نے استعفیٰ دیدیا۔ اور المنصور نے قبول کر لیا۔ اور وہ بغداد واپس آ گیا۔ البصرہ میں سخبہ بن سالم کو اپنا قائم مقام بنایا اور المنصور نے اسی کو برقرار رکھا۔ جب وہ بغداد واپس آیا تو وہاں مر گیا۔

اس سال لوگوں ساتھ المنصور نے حج کیا۔ مکہ اور الطائف پر اس کا عامل اس کا چچا عبدالصمد بن علی تھا۔

مدینہ منورہ پر اس کا والی جعفر بن سلیمان، اور مصر پر یزید بن حاتم المہلبی تھا۔

اس سال عبدالرحمٰن الاموی صاحب الاندلس نے اپنے غلام بدر، اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ پر حملہ کرنے بھیجا جہاں ہشام بن عُذرہ تھا۔ ان دونوں نے اسکو تنگ کر لیا پھر اس کو اور حیاۃ بن ابو لید الیحصبی کو اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر بن الخطاب کو قید کر لیا۔ اور ان کو عبدالرحمٰن کے پاس صوف کے جبوں میں لائے۔ اس حال میں کہ ان کے سر اور ان کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور وہ گدھے پر سوار تھے۔ اور پابزنجیر تھے۔ پھر انھیں قرطبہ میں صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

اس سال عبدالرحمٰن کا وہ قاصد بھی کو اس نے اپنے بڑے بیٹے سلیمان کو لانے کے لئے الشام بھیجا تھا، واپس آیا، اور سلیمان اس کے ساتھ تھا۔ عبدالرحمٰن کے ہاں الاندلس میں اس کا بیٹا ہشام پیدا ہوا۔ امیر عبدالرحمٰن نے اسکو سلیمان پر مقدم کر دیا، اس سے دونوں کے درمیان دشمنی اور مخالفت پیدا ہو گئی جس سے وہ واقعات پیش آئے جن کا ہم ~~~ میں ذکر کریں گے۔

اس سال تارے بہت ٹوٹے۔

اس سال الاشعث بن عبدالملک الحمرانی البصری نے وفات پائی۔ اور ہشام بن حسان مولی عتیک نے بھی۔ بعض کہتے ہیں، ~~~ میں وفات پائی۔ اور عبدالرحمٰن بن زبید بن الحارث الیامی ابو الاشعث الکوفی نے انتقال کیا۔

پھر ~~~ داخل ہوا۔

ذکر خروج حسان بن مجالد

اس سال حسان بن مجالد بن یحییٰ بن مالک بن الاجدع الہمدانی نے خروج کیا۔ یہ مالک، مسروق بن الاجدع کا بھائی تھا۔ اس کا خروج نواحی الموصل میں ایک قریہ میں ہوا جس کا نام افناری تھا۔ اور الموصل کے قریب دجلہ کے کنارہ تھا اسکے مقابلے پر الموصل کا لشکر نکلا جس پر الصقر بن نجدہ تھا۔ اور وہ حرب بن عبداللہ کے بعد الموصل کا والی ہوا تھا۔ دونوں (~~~) کی ہمت بھیڑ ہوئی۔ خوب لڑے، الموصل کی فوج پل کی طرف پسپا ہو گئی۔ خوارج اصحاب حسان نے وہاں کا بازار جلا دیا اور اسے لوٹ لیا۔ پھر

حسان الرقہ کی طرف گیا اور وہاں سے سمندر کی طرف اور بحیرالسند کی طرف گیا خوارج اہل عمان السند میں داخل ہوتے اور ان کو دعوت دیتے تھے۔ حسان نے ان سے اجازت مانگی کہ وہ ان کے پاس آئے۔ لیکن انھوں نے اس کی درخواست قبول نہیں کی۔ اور وہ الموصل کی طرف واپس گیا۔ الصقر دوبارہ اس کے مقابلے پر نکلا، حسن بن صالح بن حسان الہمدانی اور بلال القیسی بھی اس کے ساتھ تھے۔ ان کی مٹ بھیڑ ہوئی الصقر شکست کھاکر بھاگ گیا، حسن بن صالح اور بلال گرفتار ہوئے۔ حسان نے بلال کو قتل کردیا اور حسن کو زندہ رکھا۔ کیونکہ وہ ہمدان کا تھا۔ اس بناء پر اسکے بعض اصحاب اس سے جدا ہوگئے۔ اس حسان نے خوارج کی رائے اپنے ماموں حفص بن اشیم سے اخذ کی تھی۔ جو خوارج کے علماء وفقہاء میں سے تھا۔ جب المنصور کو حسان کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے کہا: خارجی اور ہمدان کا؟ لوگوں نے کہا: وہ حفص بن اشیم کا خواہرزادہ ہے۔ المنصور نے کہا: کیا وہاں سے؟ المنصور نے اسپر تعجب اسلئے کیا کہ ہمدان والے عموماً علی (علیہ السلام) کے شیعہ ہیں۔ المنصور نے الموصل کی طرف فوجیں بھیجنے اور وہاں کے باشندوں کی خبر لینے کا عزم کرلیا اور ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ کو بلایا، اور ان سے کہا: اہل الموصل نے مجھ سے شرط کی تھی کہ وہ مجھ پر خروج نہیں کریں گے۔ اور اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان کے خون اور ان کے مال حلال ہیں اب انھوں نے خروج کیا ہے۔ ابوحنیفہ خاموش رہے۔ اور یہ دونوں بولے، "آپ کی رعیت ہیں اگر آپ ان کو معاف کردیں تو آپ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر آپ نے ان کو سزا دی تو وہ اس چیز کی بناء پر ہوگی جس کے وہ مستحق ہیں۔" المنصور نے ابوحنیفہ سے کہا: اے شیخ! میں دیکھتا ہوں کہ تم خاموش ہو۔ انہوں نے کہا: اے امیرالمومنین! انھوں نے آپ کے لئے اس چیز کو مباح کردیا جس کے وہ مالک نہیں ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے اگر کوئی عورت اپنی فرج بغیر عقد نکاح و ملک یمین مباح کردے تو کیا جائز ہوگا کہ آپ اس سے وطی کریں؟ اس نے کہا: نہیں۔ اور وہ اہل الموصل سے باز آگیا۔ اور ابوحنیفہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کو الکوفہ واپس کردیا۔

خالد بن برمک کو عامل بنائے جانے کا ذکر

اس سال المنصور نے الموصل پر خالد بن برمک کو عامل بنایا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ اسکو خبر پہنچی کہ الموصل کی ولایت میں اکراد پھیل گئے ہیں اور انھوں نے فساد برپا کیا ہے۔ المنصور نے کہا: اس کیلئے کون ہے؟ لوگوں نے کہا: المسیب بن زہیر۔ لیکن عمارہ بن عمرہ نے خالد بن برمک کے لئے مشورہ دیا اور المنصور نے اسکو والی بنایا۔ الموصل بھیجا اور اس نے لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ مفسدوں کو مغلوب کیا۔ اور ان کو فساد سے روک دیا۔ اور اہل شہر کے ساتھ اس کے احسان کے باوجود ان پر اسکی سختی کی ہیبت بیٹھ گئی۔ وہیں الفضل بن یحیی بن خالد بن برمک ۲۳ ذی الحجہ کو، الرشید بن المہدی کی پیدائش سے سات روز قبل پیدا ہوا۔ الرشید کی ماں خیزران نے اسکو اپنے بیٹے کا دودھ پلایا۔ اسطرح الفضل بن یحیی الرشید کا دودھ شریک بھائی ہوا۔ اسی کے متعلق سلم الخاسر کہتا ہے:

اصبح الفضل والخلیفۃ ھارو　　ن رضیعی لبان خیر النساء

الفضل اور خلیفہ ہارون بہترین عورت کا دودھ پینے والے ہو گئے

اور ابو الجنوب کہتا ہے:

کفی لک فضلا ان افضل حرۃ　　غذتک بثدی والخلیفۃ واحد

تیرے لئے یہ فضل کافی ہے کہ سب سے افضل حرۃ نے ایک چھاتی سے تجھے دودھ پلایا اور ایک سے خلیفہ کو۔

الاغلب بن سالم کی ولایت افریقیہ کا ذکر

جب المنصور کو افریقیہ سے محمد بن الاشعث کے خروج کی خبر پہنچی تو اس نے الاغلب بن سالم بن عقال بن خفاجۃ التمیمی کو ولایت افریقیہ کا فرمان بھیجدیا۔ یہ الاغلب ان لوگوں میں سے تھا جو ابو مسلم الخراسانی کے ساتھ اسٹھے تھے۔ یہ محمد بن الاشعث کے ساتھ

افریقیہ آیا تھا، جب اس کے پاس فرمان پہنچا تو وہ جمادی الآخر ۱۴۸ھ میں قیروان گیا۔ اس نے مُضَری قوادیں سے ایک جماعت کو نکال دیا۔ اور لوگوں کو مطمئن کر دیا پھر ابو قرہ نے بربر کی ایک جماعت کثیر کے ساتھ اس پر خروج کیا۔ الاغلب اسکی طرف گیا، ابو قرہ بغیر جنگ بھاگ گیا۔ اور الاغلب طنجہ کے قصد سے چلا۔ لیکن فوج والوں کو یہ سفر ناگوار تھا۔ انھوں نے اسکو پسند نہیں کیا اور اسکو چھوڑ کر قیروان آگئے اور اسکے ساتھ ایک قلیل جماعت کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اس وقت حسن بن حرب الکندی تونس میں تھا۔ اس نے فوج والوں سے خط کتابت کی اور ان کو اپنی طرف دعوت دی، انھوں نے اسکی دعوت قبول کی؛ وہ چلا حتیٰ کہ قیروان میں داخل ہوگیا بغیر اس کے کہ اسے کوئی روکنے والا ہو۔ یہ خبر الاغلب کو ملی تو وہ تیزی سے پلٹا۔ اسکے ساتھیوں میں سے بعض نے کہا: "یہ مناسب نہیں ہے کہ تو اس قلیل جماعت کے ساتھ دشمن کے مقابلے کے لئے جائے۔ مناسب یہ ہے کہ تو قابس کی طرف مڑ جائے۔ اس صورت میں اکثر وہ لوگ جو اسکے ساتھ ہیں تیرے پاس آجائیں گے۔ کیوں کہ وہ تو صرف طنجہ جانے سے ناراض تھے۔ نہ کسی اور بات سے۔ جب تو ان سے قوت پالے تو اپنے دشمن سے جنگ کیجو۔" اس نے یہی کیا۔ اس کی جمعیت کثیر ہوگئی۔ وہ حسن بن حرب کی طرف گیا، سخت جنگ ہوئی، حسن شکست کھا کر بھاگا اور اس کے اصحاب میں سے کثیر جماعت کھیت رہی۔ حسن جمادی الآخرہ ۱۵۰ھ میں تونس چلا گیا۔ الاغلب قیروان میں داخل ہوگیا۔ پھر حسن نے دوبارہ جماعت فراہم کی جس کی تعداد بہت بڑھ گئی اور اس نے الاغلب کا قصد کیا۔ الاغلب قیروان سے اسکی طرف نکلا۔ دونوں کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ جنگ ہوئی۔ الاغلب کے ایک تیر لگا، وہ قتل ہوا، لیکن اس کے ساتھی جمے رہے۔ المخارق بن غفار ان کا سردار بنا، اور المخارق نے حسن پر حملہ کیا۔ المخارق الاغلب کے میمنہ پر تھا۔ اور اسے شکست دیدی، وہ بھاگ کر شعبان ۱۵۰ھ میں تونس چلا گیا۔ رمضان میں المخارق افریقیہ کا والی بنایا گیا۔ اس نے حسن کی طلب میں فوجیں بھیجیں۔ حسن تونس سے کتامہ کی طرف بھاگ گیا اور وہاں دو ماہ مقیم رہا۔ پھر وہ تونس کی طرف واپس آیا لیکن وہاں جو فوج تھی وہ اس کے مقابلے پر نکلی اور انھوں نے اسکو قتل کر دیا۔

بعض کہتے ہیں: حسن الاغلب کے قتل کے بعد ہی قتل کر دیا گیا کیوں کہ الاغلب کے اصحاب اسکے قتل کے بعد معرکے میں جمے رہے۔ حسن بن حرب مارا گیا اور اس کے ساتھی شکست کھاکر بھاگ گئے۔ حسن کو صلیب پر لٹکایا گیا اور الاغلب کو دفن کیا گیا۔ اور اسے شہید سے موسوم کیا گیا۔ یہ جنگ شعبان ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

الاندلس کے فتنوں کا ذکر

اس سال سعید الیحصبی المعروف بالمطری نے الاندلس کے شہر لبلۃ میں خروج کیا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ ایک دن وہ نشے میں تھا۔ اس نے ان یمانیوں کو یاد کیا جو اسکے اصحاب میں سے العلاء کے ساتھ کام آئے تھے اور ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔ اس نے ایک علم باندھ دیا۔ جب نشہ فرو ہوا۔ اور اس نے علم بندھا ہوا دیکھا تو اسکے بابت میں سوال کیا۔ اسے اس کی خبر دی گئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ اسے کھول دے۔ پھر کہا: یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک علم باندھوں اور پھر اسے بغیر کچھ کئے کھول دوں۔ اور مخالفت شروع کر دی۔ یمانیہ اسکے گرد جمع ہو گئے۔ اس نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اسکی جمعیت بڑھ گئی۔ پھر عبد الرحمٰن صاحب الاندلس اپنی فوجوں کے ساتھ اسکی طرف جھپٹا۔ المطری گیارہ ربیع الاوّل کو قلعہ رعواق میں بند ہو گیا، عبد الرحمٰن نے وہاں اس کو محصور کر لیا اور راستے تنگ پکڑ لیا اور مخالفین کو اس تک پہنچنے سے روک دیا۔ غیاث بن علقمۃ اللخمی نے مخالفت میں اس سے اتفاق کیا تھا۔ اور وہ شہر شذونہ میں تھا۔ روسائے قبائل میں سے ایک جماعت اس سے مل گئی تھی جو المطری کی امداد کا ارادہ رکھتے تھے۔ اور ان کی تعداد کثیر تھی جب عبد الرحمٰن نے یہ حال سنا تو اس نے ان کی طرف اپنے غلام بدر کو ایک فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ المطری تک ان کے پہنچنے میں حائل ہو گیا۔ المطری پر حصار طویل ہو گیا اور قتل سے اس کے آدمی کم رہ گئے۔ اور ان میں سے بعض اس سے الگ ہو گئے۔ آخر ایک دن وہ قلعے سے نکلا، جنگ کی، اور مارا گیا۔ اور اس کا سر عبد الرحمٰن کے پاس لایا گیا۔ اہل قلعہ نے اپنے اوپر خلیفہ بن مروان کو سردار بنا لیا اور ان پر ایک مدت

تک محاصرہ قائم رہا۔ پھر اہل قلعہ نے عبدالرحمٰن سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ اس کے پاس خلیفہ کو بھیج دیں گے۔ اس نے یہ بات قبول کر لی اور ان کو امان دیدی۔ انھوں نے قلعہ کو اور خلیفہ کو اس کے سپرد کر دیا۔ اس نے قلعہ برباد کر دیا اور خلیفہ اور اسکے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ پھر وہ غیاث کی طرف منتقل ہوا جو المطری سے اسکی مخالفت پر متفق تھا۔ اور اس نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان کو تنگ پکڑا۔ آخر انھوں نے امان طلب کی۔ اس نے بجز چند آدمیوں کے، جن کے متعلق اس کو معلوم تھا کہ وہ اسکی دولت سے کراہت کرتے ہیں، ان کو امان دیدی۔ اس نے ان لوگوں کو پکڑ لیا اور قرطبہ واپس آگیا۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اسپر عبداللہ بن خراشتہ الاسدی نے کورۂ جیان میں خروج کیا۔ اسکے گرد جمعیتیں اکٹھی ہوگئیں۔ اس نے قرطبہ پر چھاپا مارا۔ عبدالرحمٰن نے اسکے مقابلے پر لشکر بھیجا، اسکی جمعیت منتشر ہوگئی۔ اس نے امان طلب کی۔ عبدالرحمٰن نے اسے امان دیدی اور اس سے وفا کی۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال صالح بن علی نے دابق پر چھاؤنی چھائی۔ مگر کامیاب نہوا۔ لوگوں کے ساتھ المنصور نے حج کیا۔ ولاتِ امصار وہی تھے جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

اس سال ان لوگوں نے وفات پائی:۔ سلیمان بن مہران الاعمش۔ یہ ۶۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ جعفر بن محمد الصادق۔ ان کی قبر مدینہ مبارکہ میں زیارت گاہ عام ہے۔ یہ اور ان کے والد اور ان کے دادا ایک ہی قبر میں حسن بن علی بن ابی طالب کے ساتھ ہیں۔ ذکریا بن ابی زائدہ، ابوامیہ عمرو بن الحارث بن یعقوب غلام آزاد قیس بن سعد بن عبادہ۔ بعض نے اسکے سوا کہا ہے۔ ان کی ولادت ۹۰ھ میں ہوئی تھی۔ عبداللہ بن یزید غلام آزاد الاسود بن سفیان۔ بعض ان کو مولی تمیم کہتے ہیں۔ اور یہ ثقہ ہیں۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلی القاضی، محمد بن الولید الزبیدی، محمد بن عجلان المدنی، عوام بن حوشب بن یزید بن رویم السیبانی الواسطی، یحییٰ بن ابی عمرو السیبانی۔ اہل الرملہ میں سے۔

(سیبان (سین مہملہ پھر یا پھر باء کے ساتھ) حمیر کا ایک قبیلہ ہے)

پھر سنہ ۱۴۹ھ داخل ہوا۔

اس سال العباس بن محمد الصائفہ پر ارض الروم گیا۔ اسکے ساتھ الحسن بن قحطبہ اور محمد بن الاشعث تھا۔ محمد رستے میں مر گیا۔

اس سال المنصور نے بغداد کی فصیل اور اس کی خندق کی تعمیر پوری کی۔ اور اس کے تمام کاموں سے فارغ ہوگیا (اسکے بعد) وہ حدیثۃ الموصل کی طرف گیا اور واپس آیا۔

لوگوں کے ساتھ حج محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے کیا۔

اس سال عبدالصمد بن علی مکہ سے، بقول بعض، معزول کیا گیا اور محمد بن ابراہیم عامل بنایا گیا۔

عمال امصار وہی رہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے، سوا مکہ و الطائف کے عامل کے۔

اس سال عبدالرحمٰن صاحب الاندلس نے اپنے غلام بدر کو دشمن کے ملک پر جنگ کے لئے بھیجا، وہ وہاں داخل ہوا اور اس سے جزیہ لیا۔ ابوالصباح حی بن یحیٰی اشبیلیہ پر تھا۔ پھر اس نے ابوالصباح کو معزول کر دیا، اس نے لوگوں کو مخالفت کی دعوت دی۔ عبدالرحمٰن نے اسکو دھوکے سے اپنے پاس بلایا اور جب وہ آیا تو اسے قتل کر دیا۔

اس سال سلم بن قتیبۃ الباہلی نے الرے میں وفات پائی۔ یہ مشہور و عظیم القدر شخص تھے۔ اور کہمس بن الحسن، ابوالحسن التیمی البصری نے وفات پائی اور عیسٰی بن عمر الثقفی النحوی مشہور رئے وفات پائی، خلیل نے اسی سے نحو اخذ کی تھی اور اس میں اس کی ایک تصنیف ہے۔

پھر سنہ ۱۵۰ھ داخل ہوا

ذکر خروج استاذسیس

اس سال استاذسیس نے اہل ہراۃ و باذغیس و سجستان وغیرہ اہل خراسان کی ایک جمعیۃ کے ساتھ خروج کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسکے ساتھ تین لاکھ جنگ آزما تھے۔ یہ عامۃ خراسان پر غالب ہو گئے۔ استاذسیس چلا حتیٰ کہ انکی اور اہل مرو الروذ کی مڈھ بھیڑ ہوئی۔ الاجشم المروالمروذی اہل مرو الروذ کے ساتھ اس کے مقابلہ کو نکلا، اور اس سے سخت جنگ کی جس میں الاجشم مارا گیا اور اس کے اصحاب بکثرت قتل ہوئے۔ متعدد قواد بھاگ نکلے حتیٰ میں معاذ بن مسلم اور جبرائیل بن یحیٰی اور حماد بن عمرو اور ابوالنجم السجستانی اور داؤد بن کرار تھے۔ المنصور اس وقت امراذان میں تھا۔ اس نے خازم بن خزیمہ کو المہدی کے پاس بھیجا۔ المہدی نے اسے استاذسیس سے جنگ کے لئے مامور کیا۔ قواد اس کے ساتھ کئے۔ خازم روانہ ہوا، اور اس نے اپنے ساتھ شکست خوردہ لوگوں کو لیا اور ان کو لوگوں کے پیچھے رکھا۔ اس طرح اس نے اپنے ساتھیوں کی تعداد بڑھائی اس کے ساتھ اس طبقہ کے لوگوں میں سے بائیس ہزار آدمی تھے۔ اس نے ان میں سے چھ ہزار منتخب کئے۔ اور انہیں ان بارہ ہزار منتخب لوگوں کے ساتھ ملا دیا جو اس کے ساتھ تھے۔ ان لوگوں میں جو منتخب کئے گئے بکار بن مسلم بھی تھا۔ پھر اس نے جنگ کے لئے تعبیہ کیا اور الہیثم بن شعبہ بن ظہیر کو اپنے میمنہ پر اور نہار بن حصین السعدی کو میسرہ پر اور بکار بن مسلم العقیلی کو مقدمہ پر مقرر کیا۔ اس کا علم الزبرقان کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے لوگوں کے ساتھ مکر کیا اور ان کو دھوکہ دیتا ہوا ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک خندق سے دوسری خندق کی طرف پھراتا رہا حتیٰ کہ ان کو خوب تھکا دیا۔ اور ان کا بیشتر حصہ پیدل تھا۔ پھر خازم ایک مقام کی طرف گیا اور اپنے اوپر اور اپنے تمام اصحاب پر خندق کھودی اور اسکے چار دروازہ رکھے اور ہر دروازہ پر اپنے منتخب آدمیوں میں سے ایک ہزار آدمی مقرر کئے۔ استاذسیس کے اصحاب آئے اور ان کے ساتھ پھاوڑے اور ملبہ اور کوڑا تھا تاکہ خندق پاٹ دیں۔ اور خندق پر اس دروازہ سے آئے جس پر بکار بن مسلم تھا۔ اس نے بکار کے آدمیوں پر

حملہ کیا اور ان کو مار ہٹایا۔ یہ دیکھکر بکار نے اپنے تئیں پھینکا اور خندق کے دروازہ پر اترا اور اپنے اصحاب سے کہا: مسلمانوں پر ہماری طرف سے کوئی نہ آنے پائے۔ اس کے خاندان اور قبیلہ کے قریباً پچاس آدمی گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور انھوں نے ان سے جنگ کی حتیٰ کہ ان کو اپنے دروازہ سے دھکیل دیا۔ پھر اس دروازہ پر جس پر خازم تھا، ایک شخص استاذسیس کے اصحاب میں سے بڑھا جو سجستان کا رہنے والا تھا۔ اور اس کا نام الحریش تھا اور وہی تھا جو ان کے امور کی تدبیر کر رہا تھا۔ جب خازم نے اسکو بڑھتے دیکھا تو اس نے الہیثم بن شعبہ کو جو میمنہ پر تھا، حکم دیا کہ وہ اس دروازہ سے نکلے جس پر بکار ہے۔ کیونکہ جو لوگ اس کے مقابلہ پر ہیں وہ ان سے بے فکر ہو گئے ہیں۔ وہ چلے حتیٰ کہ ان کی نگاہوں سے غائب ہو گئے۔ پھر دشمن کے پیچھے سے پلٹے۔ اس وقت لوگوں کو طخارستان سے ابوعون اور عمرو بن سلم بن قتیبہ کے آنے کی توقع تھی۔ خازم نے بکار کو کہلا بھیجا کہ جب تو الہیثم کے پرچم آتے دیکھے تو سب مل کر تکبیر کہیں اور کہیں کہ اہل طخارستان آگئے۔ الہیثم نے یہی کہا۔ خازم قلب کی فوج کے ساتھ الحریش پر نکلا اور اس کو اسنے قتال میں مشغول کر لیا۔ دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ اسی اثناء میں کہ وہ اس حال پر تھے کہ انہوں نے الہیثم کے علم دیکھے اور انھوں نے باہم مل کر پکار کر کہا: اہل طخارستان آگئے۔ جب انھوں نے پرچموں کی طرف دیکھا تو ان پر خازم کے اصحاب نے حملہ کر دیا اور ان کو مار ہٹایا۔ ادھر سے الہیثم کے ساتھی ان کو ملے اور انھوں نے ان کو نیزوں سے چھیدا اور ان پر تیر برسائے۔ میسرہ کی طرف سے نہار بن حصین نکلا اور بکار بن مسلم اور اس کے اصحاب اپنے ناحیہ سے نکلے اور انھوں نے ان کو شکست دیدی اور تلوار سے ان کی خبر لی۔ مسلمانوں نے ان کو بکثرت قتل کیا۔ جو لوگ قتل کئے گئے ان کی تعداد ستر ہزار تھی، چودہ ہزار آدمی پکڑے گئے۔ استاذسیس ایک قلیل جماعت کے ساتھ ایک پہاڑ میں پناہ گزیں ہوا۔ خازم نے اسکو جا کر محصور کر لیا۔ اسیروں کو قتل کیا۔ ابوعون اور عمرو بن سلم اور ان کے ساتھی بھی اس سے آملے۔ آخر استاذسیس ابوعون کے فیصلہ پر اتر آیا اور ابوعون نے فیصلہ دیا کہ استاذسیس اور اسکے بیٹے اور اہل خاندان پابجولاں کئے جائیں اور باقی لوگ چھوڑ دئیے جائیں۔ ان کی تعداد تیس ہزار تھی۔ خازم نے اس کا فیصلہ نافذ کیا، اور ہر شخص کو دو

کپڑے پہنائے۔ المہدی کو اسکے متعلق لکھا اور المہدی نے المنصور کو لکھا۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ استاذسیس کا خروج ۱۵۹ھ میں ہوا، اور اس کی ہزیمت ۱۵۱ھ میں ہوئی۔

بعض کہتے ہیں کہ استاذسیس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اسکے اصحاب نے اظہار فسق کیا اور رستے قطع کردئے۔

بعض کہتے ہیں: وہ المامون کا نانا اور اسکی ماں مراجل کا باپ تھا اور اس کا بیٹا غالب، المامون کا ماموں تھا۔ اور وہی ہے جس نے ذوالریاستین فضل بن سہل کو المامون کی موافقت سے قتل کیا تھا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ انشاءاللہ۔

چند حوادث کا ذکر

اسی سال المنصور نے جعفر بن سلیمان کو مدینہ مبارکہ سے معزول کر دیا اور حسن بن زید بن الحسن بن علی کو یہاں کا والی کیا۔

اس سال الاندلس میں غیاث بن المسیر الاسدی نے ناحیہ میں خروج کیا۔ عبدالرحمن کے عمال نے کثیر جمعیتہ جمع کر دی، وہ غیاث کے مقابلہ پر نکلے، اس سے جنگ کی، اور غیاث اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی، غیاث قتل کیا گیا۔ اور اس کا سر عبدالرحمن کے پاس قرطبہ بھیج دیا گیا۔

اسی سال جعفر بن ابی جعفر المنصور مر گیا۔ اس پر اس کے باپ نے نماز پڑھائی اور رات کے وقت مقابر قریش میں دفن کیا گیا۔

اس سال کوئی گرمائی مہم نہیں ہوئی۔

لوگوں کے ساتھ عبدالصمد بن علی نے حج کیا، اور وہ، بقول بعض، مکہ پر عامل تھا۔ اور بعض کہتے ہیں: محمد بن ابراہیم عامل تھا۔ الکوفہ پر محمد بن سلیمان بن علی اور البصرہ پر عقبہ بن سلم اور اسکی قضا پر سوار، اور مصر پر یزید بن حاتم عامل تھا۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے: امام اعظم ابوحنیفۃ النعمان بن ثابت، عمر بن راشد، عمر بن ذر۔ بعض کہتے ہیں کہ عمر نے ۱۵۵ھ میں وفات پائی۔ اور وہ

اور آخرت کی بھلائی ہے۔ تو ہمیں امان دے۔ یا تو تو ہماری بات مان لیجو یا ہمیں
اذیت پہنچانے سے باز رہیو۔ حتیٰ کہ ہم تیرے علاقہ سے واپس چلے جائیں"۔ اس نے
ان کو امان دی، اور اس شخص نے اس کو اپنے ساتھیوں کا حال اور عبداللہ بن محمد بن
عبداللہ کا حال سنایا، اور یہ کہ اس کو ان کے والد نے ان کے پاس بھیجا ہے۔ اس نے
ان کو مرحبا کہی اور ان سے بیعت کی اور الاشتر کو اپنے پاس پوشیدہ طور پر اتارا، اور شہر
کے اکابر اور اپنے قوّاد اور اپنے اہل بیت کو ان کی بیعت کی طرف بلایا، ان سب نے
اس کو قبول کیا۔ اس نے ان کے لئے سفید علم بنائے اور اپنے لئے سفید لباس مہیا کیا
تاکہ اس کو پہن کر خطبہ دے۔ وہ لباس جمعرات کے دن طیار ہوا۔ پھر اس کے پاس
ایک ہلکی کشتی آئی جس میں عمر بن حفص کی بیوی کا قاصد تھا، اس نے اسکو محمد بن عبداللہ
کے قتل کی خبر دی۔ وہ الاشتر کے پاس گیا اور اس کو یہ خبر دی اور تعزیت کی۔ الاشتر
نے اس سے کہا: میرا معاملہ ظاہر ہو چکا ہے اور میرا خون تیری گردن میں ہے۔ عمر نے
کہا: میری ایک رائے ہے۔ یہاں السند کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ ہے۔
جو بڑی شان والا اور کثیر المملکۃ ہے۔ وہ اپنی شوکت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بھی سب لوگوں سے زیادہ تعظیم کرتا ہے۔ میں اس کے پاس پیغام بھیج کر تمہارے اور
اس کے درمیان دستی کرائے دیتا ہوں اور اس کے پاس تمھیں بھیجدیتا ہوں جب
تم اس کے ساتھ ہو گے تو کوئی تمہارا قصد نہیں کر سکے گا۔ اس نے یہی کیا۔ الاشتر اسکے
پاس چلے گئے۔ اس نے ان کی تکریم کی اور ان کے ساتھ فیاضی کا برتاؤ کیا۔ الزیدیہ
بھاگ بھاگ کر ان کے پاس پہنچنے لگے۔ حتیٰ کہ الاشتر کے پاس اہل البصائر میں سے
چار سو آدمی جمع ہو گئے۔ اور وہ ان لوگوں کی ہیئت میں بادشاہوں کی ہیئت اور ان
کے سے ساز و سامان کے ساتھ شکار کو نکلنے لگا۔ المنصور تک جب یہ خبر پہنچی تو اسے
بڑی تشویش ہوئی۔ اس نے عمر بن حفص کو لکھا کہ مجھے یہ یہ خبریں پہنچی ہیں۔ عمر نے اپنے
قرابت داروں کے سامنے یہ مکتوب پڑھا، اور ان سے کہا: اگر میں نے اس قصہ کا اقرار کر لیا
تو وہ مجھے معزول کر دے گا، اور اگر میں اس کے پاس چلا گیا تو وہ مجھے قتل کر دے گا۔ اور اگر
میں رک جاتا ہوں تو وہ مجھ سے جنگ کرے گا۔ ان میں سے ایک نے کہا: سارا گناہ مجھ پر
ڈالدے۔ اور مجھے پکڑ کر قید کر دے۔ وہ مجھے اپنے پاس بلانے کے لئے لکھے گا تو

صالحین میں سے تھے، مرجئہ کا عقیدہ رکھتے تھے۔ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج، محمد بن اسحاق بن یسار (صاحب المغازی)۔ بعض کہتے ہیں: انھوں نے ۱۵۱ھ میں وفات پائی۔ مقاتل بن سلیمان البلخی المفسر (حدیث میں ضعیف تھا) ابو جناب الکلبی، عثمان بن الاسود، سعید بن ابی عروبہ۔ ابی عروبہ کا نام مہران تھا۔ یہ بنی یشکر کا غلام آزاد تھا اور اسکی کنیت ابو النصر تھی۔

(یسار بالیاء و سین مہملہ)

پھر ۱۵۱ھ داخل ہوا۔

اس سال کرک نے جدہ پر چھاپہ مارا۔

عمر بن حفص کے السند سے معزول کئے جانے

اور

ہشام بن عمرو کے مقرر ہونے کا ذکر

اس سال المنصور نے عمر بن حفص بن عثمان بن قبیصہ بن ابی صفرہ معروف بہزار مرد کو السند سے معزول کر دیا اور اس پر ہشام بن عمرو التغلبی کو عامل بنایا اور عمر بن حفص کو افریقیہ پر مقرر کیا۔ السند سے اسکے عزل کا سبب یہ ہوا کہ جس وقت محمد اور ابراہیم، عبد اللہ بن حسن کے دونوں بیٹے، ظاہر ہوئے تو یہ السند پر تھا۔ محمد نے اپنے بیٹے عبد اللہ معروف بالاشتر کو البصرہ بھیجا اور اس نے وہاں سے عمدہ گھوڑے خریدے تاکہ وہ عمر بن حفص کے ان تک پہنچنے کا سبب ہوں۔ کیوں کہ وہ ان لوگوں میں تھا جنھوں نے المنصور کے قواد میں سے محمد کی بیعت کر لی تھی۔ اور شیعہ ہو گیا تھا۔ پھر یہ لوگ السند سے قندھار میں چلے۔ عمر نے ان سے کہا: اپنے گھوڑے لاؤ۔ ان میں سے ایک نے کہا: ہم تیرے پاس اس چیز کے ساتھ آئے ہیں جو گھوڑوں سے بہتر ہے۔ اور جس میں تیرے لیے دنیا

مجھے اس کے پاس بھیج دیجو۔ وہ سندھ میں تیرے مرتبہ اور البصرہ میں تیرے خاندان
کے اثر کو دیکھتے ہوئے مجھ پر اقدام نہیں کرے گا۔" عمر نے کہا: مجھے خوف ہے کہ تیرے
ساتھ اس کے خلاف پیش آئے گا جو تو گمان کرتا ہے۔ اس نے کہا: اگر میں قتل کیا گیا تو
میری جان تیرے نفس کے لئے فدا ہے۔" عمر نے اسکو پابجولاں کر کے محبوس کر دیا اور المنصور
کو اس کے معاملہ کا حال لکھا۔ المنصور نے اسے لکھا کہ وہ اس کو اسکے پاس بھیجدے۔
جب وہ اسکے پاس پہنچا تو المنصور نے اسکی گردن ماردی۔ پھر اس نے سندھ پر ہشام بن عمرو التغلبی
کو عامل بنایا۔

ہشام کو عامل بنانے کا سبب یہ تھا کہ المنصور کو فکر تھی کہ السندھ پر کس کو والی بنائے
اس اثنائے میں کہ وہ سوار جا رہا تھا المنصور اسکو دیکھ رہا تھا کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے غائب
ہوا پھر واپس آیا۔ اس نے المنصور کے پاس حاضر ہونے کی اجازت مانگی۔ المنصور نے اسے
بلا لیا۔ اس نے آکر کہا: جب میں موکب سے پھر گیا تھا تو مجھے میری بہن "فلاں" ملی میں نے
اسکے جمال اور عقل اور دین سے وہ کچھ دیکھا ہے جس کی بنا پر میں اسکو امیر المومنین کے لئے
پسند کرتا ہوں۔ المنصور تھوڑی دیر کے لئے چپ ہوا۔ پھر بولا: تو جا، میرا حکم تیرے پاس
آتا ہے۔ جب وہ چلا گیا تو المنصور نے اپنے حاجب الربیع سے کہا: اگر جریر نے یہ نہ
کہا ہوتا: ؎

لا تطلبنّ خؤولة فی تغلب فالزنج اکرم منهم اخوالا

تغلب میں ننھیال تلاش نہ کر، زنگی ان سے بہتر ماموں ہوتے ہیں

تو میں اسے شادی کر لیتا ہے۔ اس سے کہہ کہ ہمیں نکاح کی حاجت ہوتی تو ہم قبول کر لیتے
اللہ تجھے اچھی جزا دے۔ میں نے تجھے سندھ کا والی مقرر کیا۔ اس نے وہاں جانے کی طیاری
کی۔ المنصور نے حکم دیا کہ وہ اس راجہ سے عبداللہ کو تسلیم کرنے کے متعلق مکاتبت کرے
اور اگر وہ اسے تسلیم نہ کرے تو اس سے جنگ کیجو۔ اور عمر بن حفص کو افریقیہ پر اسکے تقرر
کی نسبت لکھا۔ ہشام "السند" پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا اور عمر "افریقیہ" چلا گیا اور اس
کا والی ہو گیا۔

ہشام جب سندھ پہنچا تو اس نے عبداللہ اشتر کے لینے میں کراہت کی اور لوگوں
کو دکھانے کے لئے اس راجہ سے مکاتبت کرنے لگا۔ المنصور کو یہ خبریں پہنچیں تو اس نے

ہشام کو اسی کام پر ابھارنے کے لئے خط لکھے۔ اسی اثناء میں کہ وہ اس حال پر تھا کہ بلادالسند میں ایک باغی نے خروج کیا، ہشام نے اپنے بھائی، سفنج، کو بھیجا۔ وہ اپنے لشکر کے ساتھ نکلا۔ اس کا رستہ اس راجہ کے ملک کے برابر سے گزرتا تھا۔ وہ جا رہا تھا کہ گرد اٹھی۔ اس نے گمان کیا کہ اس دشمن کا ہراول ہے جس کے مقابلہ پر وہ جا رہا ہے اس نے اپنے طلائع بڑھائے، وہ اسکی طرف دوڑے۔ وہاں لوگوں نے کہا: یہ عبداللہ بن محمد العلوی ہیں، مہران کے کنارے سیر کر رہے ہیں۔ وہ ان کے ارادہ سے چلا اسکے اصحاب نے اس سے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں، اور تیرے بھائی نے ان کو عمداً چھوڑ رکھا ہے۔ اس خوف سے کہ وہ انکے خون کے وبال میں نہ گرفتار ہو۔ اسی لئے اس نے ان کا قصد نہیں کیا۔" اس نے کہا: میں ان کو پکڑنے سے باز آنے والا نہیں ہوں۔ اور میں کسی ایسے آدمی کو چھوڑنے والا نہیں ہوں جس کو پکڑنا یا قتل کرنا المنصور کے نزدیک موجب منفعت ہو سکتا ہے۔ عبداللہ اس وقت دس آدمیوں کے ساتھ تھے۔ سفنج نے ان کا قصد کیا، عبداللہ نے اس سے جنگ کی، اسکے اصحاب نے بھی جنگ کی، حتیٰ کہ وہ اور ان کے سب ساتھی قتل ہو گئے۔ اور ان میں سے کوئی خبر دینے والا بھی نہ بچا۔ عبداللہ مقتولوں میں گر گئے کہ ان کا پتہ نہ چلا۔ کہا جاتا ہے ان کے اصحاب نے ان کو مہران میں پھینک دیا۔ تاکہ ان کا سر نہ بھیجا جائے۔ ہشام نے یہ واقعہ المنصور کو لکھ بھیجا۔ المنصور نے اسکو شکریہ لکھا اور حکم دیا کہ اس راجہ سے لڑے۔ اس نے راجہ سے جنگ کی حتیٰ کہ اس پر فتحیاب ہوا۔ اسے قتل کیا اور اس کی مملکت پر غالب ہو گیا۔

عبداللہ نے لونڈیاں رکھ لی تھیں ان میں سے ایک کے ہاں بچہ ہوا، اور وہ وہی محمد بن عبداللہ ہیں جو ابن الاشتر کہلاتے ہیں۔ ہشام نے ان لونڈیوں کو اور ان کے ساتھ اس بچہ کو پکڑ کے المنصور کے پاس بھیجدیا۔ المنصور نے بچہ کو اپنے عامل المدینہ کے پاس بھیجدیا اور اس کے ساتھ اسکے صحت نسب کے متعلق لکھا۔ اور حکم دیا کہ اس کو اس کے اہل خاندان کے سپرد کر دیا جائے۔

ابوجعفر عمر بن حفص کے ولایت افریقیہ پر مقرر ہونے کا ذکر

اس سال المنصور نے افریقیہ پر ابو جعفر عمر بن حفص کو مقرر کیا۔ جو قبیصہ بن ابی صفرہ مہلب کے بھائی کی اولاد سے تھا۔ مگر شہرت کی بنا پر مہلب کے خاندان کی طرف منسوب ہو گیا تھا۔ اسکے افریقیہ بھیجے جانے کا سبب یہ ہوا کہ جب المنصور کو الاغلب بن سالم کے قتل کی خبر پہنچی تو اسے افریقیہ کے معاملہ میں خوف پیدا ہوا اور اسنے وہاں عمر کو والی بنا کر بھیجا۔ وہ صفر ۱۵۱ھ میں پانسو سواروں کے ساتھ قیروان پہنچا۔ شہر کے سربرآوردہ لوگ اسکے پاس جمع ہوئے اس نے ان کو صلہ دئے اور ان کے ساتھ احسان سے پیش آیا اور وہاں مقیم ہو گیا۔ تین برس تک حالات درست رہے پھر وہ المنصور کے حکم سے الزاب کی طرف گیا کہ شہر طبنہ تعمیر کرے۔ اور قیروان پر حبیب بن حبیب المہلبی کو اپنا نائب بنا گیا۔ اس طرح افریقیہ فوج سے خالی ہو گیا۔ بربروں نے بغاوت کر دی۔ حبیب مقابلہ پر نکلا اور کام آیا۔ بربروں نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم الاباضی کو اپنا والی بنا لیا۔ ابو حاتم کا نام یعقوب بن حبیب تھا، اور یہ کندہ کا غلام آزاد تھا۔ طرابلس پر عمر بن حفص کا عامل جنید بن یشار الاسدی تھا۔ اس نے عمر کو مدد کے لئے لکھا۔ اس نے اسکی مدد کے لئے فوج بھیجی، بربروں سے اسکی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ جنید نے ابو حاتم سے جنگ کی، لیکن اس نے جنید کو شکست دیدی اور وہ قابس چلا گیا۔ ابو حاتم نے وہاں پہنچ کر اس کو محصور کر لیا۔ عمر ادھر الزاب میں طبنہ کی تعمیر پر لگا ہوا تھا اور ادھر افریقیہ ہر طرف سے بگڑ چکا تھا۔ باغی طبنہ کی طرف گئے، بارہ فوجوں نے اسکو گھیر لیا۔ ان فوجوں میں ابو قرۃ الصفری چالیس ہزار سپاہ کے ساتھ تھا۔ اور عبد الرحمٰن بن رستم پندرہ ہزار کے ساتھ، اور ابو حاتم ایک کثیر التعداد فوج کے ساتھ، اور عاصم السدراتی الاباضی چھ ہزار فوج کے ساتھ، اور مسعود الزناتی الاباضی دس ہزار سواروں کے ساتھ انکے علاوہ دوسرے لوگ بھی تھے جب عمر نے دیکھا کہ انہوں نے اسے گھیر لیا ہے تو اس نے ان سے جنگ کرنے کے لئے نکلنے کا عزم کر لیا۔ اسکے ساتھیوں نے اسے منع کیا اور کہا: اگر تم قتل ہوئے تو عرب ہلاک ہو جائیں گے"۔ اس نے حیلہ کرنے کی طرف توجہ کی اور الصفریہ کے سردار "ابو قرہ" کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ واپس چلا جائے تو اسے ساٹھ ہزار درہم دے گا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے چالیس برس سے خلافت کا سلام کیا جا رہا ہے پھر کیا میں تمہاری جنگ کو دنیا کی ایک تھوڑی سی پونجی کے عوض بیچ ڈالوں گا؟ اور اس نے یہ بات قبول نہیں کی۔ پھر اس نے

ابو قرہ کے بھائی کے پاس پیغام بھیجا اور اسے چار ہزار درہم اور کپڑے دیئے تاکہ وہ اپنے
بھائی اور جماعت صفریہ کو واپس آجانے کی تدبیر کرے۔ اس نے عمر کی بات قبول کرلی۔
اور وہ اسی رات چل دیا۔ فوج بھی اسکے پیچھے چلی، اور ابو قرہ ان کے اتباع پر مجبور ہو گیا۔
جب صفریہ چلے گئے تو عمر نے ایک فوج ابن رستم کی طرف بھیجی جو بربر کے قبیلۂ تہوادہ کے
ساتھ تھا۔ اور اس سے جنگ کی۔ ابن رستم تاہرت کی طرف بھاگ گیا۔ اب اباضیہ
عمر کے مقابلہ سے عاجز ہو گئے۔ اور طبنہ سے قیروان چلے گئے ابو حاتم نے اسکو محصور کر لیا۔
عمر طبنہ میں اسکے امور کی اصلاح کرتا اور قریب کے خوارج سے اسکی حفاظت کرتا رہا۔ پھر جب
اسکو معلوم ہوا کہ قیروان کا حال تنگ ہو رہا ہے تو وہ ادھر چلا اور قیروان کی جانب چلتے
وقت اس نے طبنہ میں کچھ فوج چھوڑ دی۔ ابو قرہ نے عمر بن حفص کے جانے کی خبر سنی تو
وہ طبنہ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں جو فوج تھی اس نے نکل کر اس سے جنگ کی۔
ابو قرہ نے شکست کھائی اور اسکی فوج کا ایک بڑا حصہ مارا گیا۔ رہا ابو حاتم تو اس نے جب
قیروان کا محاصرہ کیا تو اسکی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ اور وہ اسکے حصار پر جم گیا۔ حال
یہ تھا کہ نہ قیروان کے بیت المال میں ایک دینار تھا اور نہ اسکے گوداموں میں کچھ غلہ۔
اسپر محاصرہ آٹھ مہینہ تک جاری رہا۔ فوج نکل نکل کر صبح شام خوارج سے لڑتی رہی
حتیٰ کہ بھوک نے اسکو تنگ کر دیا اور وہ اپنے جانور اور کتے تک کاٹ کر کھا گئے۔ قیروان
کے باشندوں کی ایک کثیر جماعت بیرون سے جا ملی، اور خوارج کے شہر میں داخل ہو جانے
کے سوا کچھ باقی نہ رہا کہ یکایک ان کو عمر بن حفص کے طبنہ سے آپہنچنے کی خبر ملی۔ پھر الہریش
اترا اور وہ سات سو سواروں کے ساتھ تھا۔ خوارج سب کے سب اسپر پل پڑے۔
اور قیروان کو چھوڑ دیا۔ جب وہ وہاں سے ہٹ گئے تو عمر تونس کی طرف چلا، بربر
اسکے پیچھے چلے۔ عمر دفعتہً تیزی سے قیروان کی طرف پلٹا اور وہاں غلہ اور جانور
اور لکڑی وغیرہ مایحتاج بھر دیں۔ پھر ابو حاتم اور بربر اسکی طرف آئے۔ اس کا
محاصرہ کیا اور محاصرہ اس قدر طویل ہوا کہ لوگ اپنے جانور کاٹ کاٹ کر کھا گئے۔
روز اسکے درمیان جنگ و پیکار ہوتی رہی۔ آخر جب عمر اور اسکے ساتھیوں پر حال
تنگ ہوا تو اس نے ان سے کہا: اب مناسب یہ ہے کہ میں حصار سے نکلوں اور بلاد
بربر پر چھاپہ ماروں۔ اور تمہارے پاس رسد لاؤں۔ لوگوں نے کہا: تیرے بعد ہمیں

خوف ہے اس نے کہا : میں تو فلاں اور فلاں کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ رسد لائیں۔" لوگوں نے یہ بات مانی، جب اس نے ان دونوں آدمیوں سے اس کے لئے کہا تو انھوں نے کہا: ہم تجھے محاصرہ میں نہیں چھوڑتے اور تیرے پاس سے نہیں جاتے۔ اب اس نے اپنے تئیں موت کے منہ میں ڈالنے کا عزم کر لیا۔ اتنے میں خبر آئی کہ المنصور نے اس کی طرف یزید بن حاتم بن قتیبہ بن المہلب کو ساٹھ ہزار فوج کے ساتھ بھیجا ہے۔ اب اسکو ان لوگوں نے جو اس کے ساتھ تھے مشورہ دیا کہ وہ جنگ سے رکا رہے حتیٰ کہ وہ فوج پہنچ جائے۔ لیکن اس نے یہ نہ کیا۔ نکلا۔ اور جنگ کی۔ اور نصف ذی حجہ ۱۵۴ھ کو مارا گیا۔

حمید بن صخر نے لوگوں پر سرداری کی۔ حمید ماں کی طرف سے عمر کا بھائی تھا۔ اس نے ابو حاتم سے موادعت کر لی۔ صلح اس پر ہوئی کہ حمید اور اس کے ساتھی المنصور کی اطاعت سے نہیں نکلیں گے۔ اور ابو حاتم ان سے ان کے سواد و سلاح کے معاملہ میں نزاع نہیں کرے گا۔" ابو حاتم نے یہ بات قبول کر لی اور قیروان اس کے لئے فتح ہو گیا۔ فوج کا بڑا حصہ طبنہ کی طرف چلا گیا۔ ابو حاتم نے قیروان کے دروازہ جلا دئے اور اس کی فصیل مسمار کر دی۔ جب اس کو یزید بن حاتم کے پہنچنے کی خبر ملی تو وہ طرابلس کی طرف چلا گیا۔ اور اپنے قیروان کے نائب کو حکم دیا کہ فوج سے ہتھیار لے لے اور اس کو منتشر کر دے۔ اس کے بعض اصحاب نے مخالفت کی اور کہا: ہم ان سے غدر نہیں کرتے۔ مخالفین کا سردار عمر بن عثمان الفہری تھا۔ وہ قیروان میں کھڑا ہو گیا۔ اس نے ابو حاتم کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ یہ سن کر ابو حاتم واپس آیا۔ عمر بن عثمان اس کے سامنے سے تونس بھاگ گیا۔

ابو حاتم طرابلس واپس گیا کہ یزید بن حاتم سے جنگ کرے۔

کہا جاتا ہے خوارج اور فوج کے درمیان عمر بن حفص کے ساتھ جنگ کے بعد سے ان کا معاملہ ختم ہونے تک ۳۷۵ لڑائیاں ہوئیں۔

یزید بن حاتم کے افریقیہ کی ولایت پر مقرر ہونے اور خوارج سے لڑنے کا ذکر

جب المنصور کو خبر پہنچی کہ عمر بن حفص کا خوارج کے ہاتھوں کیا حال ہے تو اس نے

یزید بن حاتم بن قبیصہ بن ابی صفرہ کو ساٹھ ہزار سواروں کے ساتھ افریقیہ کی طرف بھیجا۔ وہ ۱۵۴ھ میں وہاں پہنچا۔ جب وہ اس کے قریب پہنچا تو وہاں کی فوج کا ایک حصہ اس سے آملا۔ یہ اس کے ساتھ طرابلس کی طرف گیا۔ ابو حاتم الخارجی جبال نفوسہ کی طرف چلا گیا۔ یزید نے ایک فوج قابس کی طرف بھیجی۔ ابو حاتم نے اس سے مقابلہ کیا اور اسے شکست دیدی، اور وہ فوج یزید کے پاس واپس آگئی۔ ابو حاتم ایک دشوار گزار مقام میں اترا، اس نے فوج کے گرد خندق کھود لی۔ یزید اپنے اصحاب کا تعبیہ کر کے اس کی طرف چلا۔ ربیع الاول ۱۵۵ھ میں ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی۔ شدت سے جنگ ہوئی۔ آخر بربروں نے شکست کھائی۔ ابو حاتم اور اس کے بہادر آدمی مارے گئے۔ یزید نے انکو ہر سہل و جبل میں ڈھونڈا اور ان کو بکثرت قتل کیا۔ معرکہ میں جو لوگ کام آئے انکی تعداد تیس ہزار تھی آل مہلب خوارج کو قتل کرنے لگے اور عمر بن حفص کے ثار کا نعرہ لگانے لگے۔ وہ مہینہ بھر خوارج کو قتل کرتا رہا۔ پھر قیروان کی طرف گیا۔ عبدالرحمٰن بن حبیب بن عبدالرحمٰن الفہری ابو حاتم کے ساتھ تھا۔ وہ کیتامہ کی طرف بھاگ گیا۔ یزید بن حاتم نے اس کی طرف فوج بھیجی جس نے بربروں کو محصور کر لیا۔ اور ان پر فتح پائی، ان میں سے گروہ کثیر کو قتل کیا۔ عبدالرحمٰن بھاگ گیا اور اس کے تمام ساتھی مارے گئے۔ افریقیہ صاف ہو گیا۔ یزید نے اچھا طرزِ عمل رکھا۔ لوگ مطمئن ہو گئے حتیٰ کہ ۱۶۴ھ میں ورفجومہ نے ارض زاب میں بغاوت کر دی۔ ان کا سردار ایوب الہواری تھا۔ یزید نے ان کے مقابلہ پر کثیر التعداد فوج بھیجی۔ یزید بن المہلبی کو ان پر افسر بنایا، مٹھ بھیڑ ہوئی، لڑے، یزید نے شکست کھائی، اس کے ساتھیوں میں سے کثیر جماعت قتل ہوئی اور الزاب کا والی المخارق بن عقار مارا گیا۔ یزید بن حاتم نے اس کی جگہ المہلب بن یزید المہلبی کو والی مقرر کیا۔ یزید بن حاتم نے جمع کثیر کے ساتھ العلاء بن سعید المہلبی کو اس کی مدد کو بھیجا۔ شکست خوردہ ان سے آملے، ورفجومہ سے جنگ کی، گھمسان کا رن پڑا، بربروں نے اور ایوب نے شکست کھائی، اور وہ ہر جگہ قتل کیے گئے حتیٰ کہ ان کا آخری آدمی تک مارا گیا۔ اور فوج میں سے ایک شخص بھی کام نہیں آیا۔

یزید رمضان ۱۷۰ھ میں مر گیا، اس کی ولایت پندرہ سال تین ماہ رہی اس نے اپنے بیٹے، داؤد کو افریقیہ پر اپنا جانشین بنایا۔

ذکر بناء الرُّصافہ، المہدی کیلئے

اس سال شوال میں المہدی خراسان سے آیا۔ اس کے اہل خاندان الشام والکوفہ والبصرہ وغیرہ سے اس کے پاس آئے۔ اور اس کی آمد پر اسے تہنیت دی۔ اس نے ان کو صلہ دئے۔ سواریاں عطا کیں۔ کپڑے دئے اور المنصور نے بھی ان کے ساتھ یہی کیا۔ اور المہدی کے لیے الرُّصافہ تعمیر کیا۔ اس کی بناء کا سبب یہ ہوا کہ فوج کے ایک حصہ نے المنصور پر شغب کیا اور اس سے باب الذہب پر جنگ کی قثم بن عباس بن عبیداللہ بن عباس اس کے پاس آیا، وہ آل عباس کا شیخ تھا۔ اور ان کے نزدیک اس کو حرمت و تقدم حاصل تھا۔ المنصور نے اس سے کہا: کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم فوج کی شورش سے کس حال میں ہیں۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں ان کا کلمہ جمع نہ ہو جائے۔ اور یہ امر ہمارے ہاتھوں سے نکل نہ جائے۔ پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: اے امیر المومنین! میرے پاس ایک رائے ہے۔ اگر میں وہ رائے آپ پر ظاہر کر دونگا تو بات بگڑ جائے گی۔ اور اگر آپ (یہ کام) مجھ پر یہ کام چھوڑ دیں گے تو میں اس پر عملدرآمد کروں گا۔ اور آپ کی خلافت درست ہو جائے گی۔ اور آپ کی فوج آپ سے ڈر جائیگی" اس نے کہا: کیا آپ میری خلافت میں کسی ایسی بات پر عملدرآمد کرنا چاہتے ہیں جس کا مجھے علم نہ ہو" اس نے کہا: اگر میں آپ کے نزدیک مشتبہ ہوں تو آپ مجھ سے مشورہ نہ کیجئے۔ اور اگر آپ کو مجھ پر اعتماد ہے تو مجھے اپنی رائے پر عمل کرنے کے لیئے چھوڑ دیجئے" المنصور نے کہا: آپ اس کو نافذ کیجئے" قثم اپنے گھر واپس گیا۔ اس نے اپنے ایک غلام کو بلایا۔ اور اس سے کہا: کل جب صبح ہو تو مجھ سے پہلے تو چلا جائیو اور امیر المومنین کے ہاں جا بیٹھیو۔ جب تو دیکھے کہ میں داخل ہو گیا اور اصحاب مراتب کے درمیان پہنچ گیا تو میرے خچر کی لگام پکڑ لیجو اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس اور امیر المومنین کے حق کی قسم دے کر اصرار کیجو کہ میں تیرے لیے ٹھیروں اور تیرا سوال سنوں اور اس کا جواب دوں۔ میں تجھے جھڑکوں گا، تجھے سخت سست کہوں گا۔ لیکن تو نہ ڈریو اور دوبارہ سوال کیجو۔ میں تجھے ماروں گا مگر تو پھر یہی کہیو، اور مجھ سے پوچھیو کہ کونسا قبیلہ اشرف ہے۔ یمن یا

مضر؟ جب میں تجھے جواب دیدوں تو خچر کو چھوڑ دیجو، اور بس تو آزاد ہے۔ غلام نے وہی کیا جس کا اس نے حکم دیا تھا۔ اور قثم نے بھی وہی کیا جو کہا تھا۔ اس نے کہا: مضر اشرف ہیں کیوں کہ انہی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور انہی میں کتاب اللہ ہے۔ اور انہی میں بیت اللہ ہے۔ اور انہی میں خلیفۃ اللہ ہے" اس پر ایمن بگڑ گئے، کیوں کہ اس نے ان کے لئے کسی چیز کا ذکر نہیں کیا۔ ان کے قائدوں میں سے ایک نے کہا: مطلقاً ایسا نہیں ہے کہ ایمن کے لیے کوئی فضیلت ہی نہ ہو۔ پھر اس نے اپنے غلام سے کہا: اٹھ اور شیخ کے خچر کی لگام پکڑ لے۔ اس نے یہی کیا۔ اور قریب تھا کہ وہ اس کا تعاقب کرے کہ مضر بگڑ گئے۔ اور بولے: وہ ہمارے شیخ کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔ اور ان میں سے کسی نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ اس نے اس غلام کے ہاتھ پر ضرب لگائی اور اس کو کاٹ دیا۔ اس سے دونوں قبیلہ ایک دوسرے کے خلاف ہو گئے۔ قثم المنصور کے پاس پہنچ گیا۔ فوج میں پھوٹ پڑ گئی۔ مضر ایک فرقہ بن گئے، ربیعہ ایک فرقہ اور خراسانیہ ایک فرقہ پھر قثم نے المنصور سے کہا: میں نے آپ کی فوج میں پھوٹ ڈال دی ہے۔ اور ان کو الگ الگ احزاب بنا دیا ہے۔ ان میں سے ہر حزب کو خوف ہوگا کہ کہیں دوسرا حزب کچھ نہ کر بیٹھے، آپ دوسرے حزب سے اس کو ماریگا۔ اب اس تدبیر میں آپ کے لیے ایک بات اور باقی رہ گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ اپنے بیٹے کو دریا کے اس پار بھیجئے اور اُسے دوسری جانب رکھئے۔ اور اس کے ساتھ اپنی فوج کے ایک حصہ کو ادھر منتقل کر دیجئے۔ اس طرح وہ ایک شہر ہو جائے گا اور یہ ایک شہر رہیگا۔ اگر یہ آپ پر فساد کریں تو آپ ان سے ان کو ماریگا۔ اور اگر وہ آپ پر فساد کریں تو آپ ان سے ان کو ماریگا۔ اور اگر آپ پر قبائل میں سے کوئی فساد کرے تو آپ اس کو دوسرے قبیلہ سے ماریگا"۔ المنصور نے اس کی بات قبول کر لی۔ اس کی حکومت مستقیم ہو گئی۔ اس نے الرصافہ بنایا۔ اور صالح صاحب المصلیٰ کو اس کام پر مقرر کیا۔

ذکر قتل سلیمان بن حکیم العبدی

اس سال عقبہ بن سلم البصرہ سے البحرین کی طرف گیا۔ اس نے نافع بن عقبہ کو یہاں

اپنا قائم مقام کیا۔ اس نے سلیمان بن حکیم کو قتل کیا اور اہل البحرین کو سبی بنایا اور سبایا و اساری کا ایک حصہ المنصور کے پاس بھیجا۔ اس نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور باقیوں کو المہدی کے سپرد کیا۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کو کپڑے پہنائے پھر اس نے عقبہ کو البصرہ سے معزول کر دیا، کیونکہ اس نے البحرین پر استقصاء نہیں کیا۔

بعض کا قول ہے کہ المنصور نے اس سال معن بن زائدۃ الشیبانی کو سجستان پر عامل بنایا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ محمد بن ابراہیم الامام نے حج کیا۔ یہ الطائف کا عامل تھا۔ مدینہ مبارکہ پر حسن بن زید، البصرہ پر جابر بن توبۃ الکلابی، الکوفہ پر محمد بن سلیمان، اور مصر پر یزید بن حاتم عامل تھے۔

شقناء کے معاملہ کی ابتداء

اور

الاندلس میں اسکے خروج کا ذکر

اس سال الاندلس کے مشرقی علاقہ میں مکناسہ کے بربروں میں سے ایک نے بغاوت کی جو بچوں کو پڑھاتا تھا۔ اور اس کا نام شقناء بن عبد الواحد تھا۔ اور اس کی ماں کا نام فاطمہ تھا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فاطمہ علیہا السلام کی اولاد سے ہے۔ اس نے اپنا نام عبد اللہ بن محمد رکھا۔ اور شنت بریہ میں مقیم ہوا۔ بربروں میں سے خلق عظیم اس کے گرد جمع ہو گئی۔ اسکی بات بڑھ گئی۔ عبد الرحمٰن الاموی اس کی طرف گیا تو وہ اس کے مقابلہ پر نہ ٹھہرا اور پہاڑوں میں چلا گیا۔ جب امن ہوتا تو پھیل جاتا اور جب خوف ہوتا تو پہاڑوں میں چڑھ جاتا جہاں اس کو ڈھونڈنا مشکل ہوتا۔ عبد الرحمٰن نے طلیطلہ پر حبیب بن عبد الملک کو عامل مقرر کیا۔ حبیب نے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن ابان بن عثمان بن عفان کو عامل بنایا۔ اور اسے حکم دیا کہ شقناء کی جستجو کرے۔ شقناء شنت بریہ پر اترا، اس نے سلیمان کو پکڑا

اور قتل کر دیا۔ اس سے اس کا زور اور بڑھ گیا۔ اس کی شہرت ہوگئی۔ وہ ناحیہ توریہ پر قابض ہوگیا۔ اور اس نے زمین میں فساد پھیلایا۔ عبدالرحمٰن الاموی ادھر متوجہ ہوا۔ اس سے ۱۵۲ھ میں خود جنگ کی۔ وہ اس کے مقابلہ پر نہ ٹھیرا اور اس کو اس کے کام سے عاجز کر کے واپس آگیا۔ پھر ۱۵۳ھ میں اپنے غلام بدر کو اس کی طرف بھیجا۔ شقنا بھاگ گیا۔ اس نے اپنا قلعہ شطران خالی کر دیا۔ پھر ۱۵۴ھ میں عبدالرحمٰن نے خود اس پر حملہ کیا اور شقنا اس کے مقابلے پر نہ ٹھیرا۔ پھر اس نے ۱۵۵ھ میں ابو عثمان عبیداللہ بن عثمان کو اس کی طرف بھیجا۔ شقنا نے اسے دھوکہ دیا اور اس کی فوج کو اس پر بگاڑ دیا۔ عبیداللہ بھاگ گیا۔ شقنا نے اس کا لشکر لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت قتل کر دی جو اس کے لشکر میں تھی۔ اسی ۱۵۵ھ میں عبیداللہ کا لشکر لوٹنے کے بعد شقنا حصن الھدایین معروف بہ لائن کی طرف گیا۔ یہاں عبدالرحمٰن کا ایک عامل تھا۔ شقنا نے اس سے مکر کیا حتیٰ کہ وہ اس کی طرف نکل آیا۔ شقنا نے اسے قتل کر دیا اور اس کے گھوڑے اور اسلحہ اور سب کچھ جو اس کے ساتھ تھے لوٹ لئے۔

ذکر قتل معن بن زائدہ

اس سال سجستان میں معن بن زائدۃ الشیبانی مارا گیا۔ المنصور نے اسے یہاں کا عامل مقرر کیا تھا۔ جب وہ یہاں پہنچا تو اس نے رتبیل کو پیغام بھیجا کہ جو کچھ اس پر سالیانہ مقرر ہے وہ بھیجے۔ اس نے معن کے پاس کچھ سامان بھیجا اور اس کی قیمت زیادہ ظاہر کی۔ معن بگڑ گیا اور الرخج کی طرف گیا۔ اس کے مقدمہ پر اس کا بھتیجا مزید بن زائدہ تھا۔ یہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ رتبیل گرمیاں گزارنے کے لئے زابلستان چلا گیا ہے۔ اس نے الرخج فتح کر لیا۔ یہاں بہت سے سبی اس کے ہاتھ آئے۔ انھی سبایا میں فرج الرخجی تھا۔ وہ بچہ تھا۔ اور اس کا باپ زیاد بھی انھی سبایا میں تھا۔ پھر معن نے گرد اٹھتی دیکھی جو گورخروں نے اٹھائی تھی۔ وہ سمجھا کہ ایک فوج اس کی طرف آرہی ہے جو سبایا اور اسیروں کو چھڑانا چاہتی ہے۔ اس نے ان کو تلواروں کے سپرد کرنے کا حکم دیدیا اور ان میں سے بہت سے

قتل کردیے گئے۔ پھر اس گرد کی وجہ ظاہر ہوئی اور وہ رگ گیا معن کو سردیاں امنڈ آنے کا خوف ہوا، اس لیے وہ بست کی طرف واپس چلا گیا۔ خوارج کی ایک قوم اس کی روش ناپسند کرتی تھی۔ اس نے ان کاری گروں سے سازش کی جو اس کے مکان میں کام کرتے تھے۔ جب وہ چھت پاٹنے تک پہنچ گئے تو انھوں نے اپنی تلواریں بانسوں میں چھپا دیں۔ پھر وہ ایک دن اس کے کمرہ میں پہنچ گئے، وہ اس وقت سینگیاں لگوا رہا تھا۔ ان لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک نے خنجر سے، جو اس کے پاس تھا، اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ ایک نے اس کو مارتے وقت کہا: میں طاقی غلام ہوں۔ طاق، زرنج کے قریب ایک رستاق ہے۔ پھر یزید بن مزید نے ان سب کو قتل کر دیا، اور ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ یزید نے سجستان کو سنبھال لیا۔ اس کی گرفت عرب و عجم پر سخت ہوئی۔ کسی عرب نے اس پر حیلہ کیا، اور اس کی طرف سے المنصور کو خط لکھا جس میں اسے خبر دی کہ اس کے نام المہدی کے خطوں نے اسے حیران و ششدر کر دیا ہے۔ اور اس سے درخواست کی کہ وہ اس کو المہدی کی معاملت سے معاف رکھے۔ اس بات نے المنصور کو غضبناک کر دیا، اس نے گالیاں دیں اور المہدی کو اس کا خط پڑھوا دیا۔ اس نے یزید کو معزول کر دیا اور اسے قید کرنے کا حکم دیا اور اس کی سب چیزیں بکوا دیں پھر اس کے لیے سفارش کی گئی، اسے مدینۃ السلام بلا گیا۔ یہاں بھی وہ مصیبت میں رہا، حتیٰ کہ خوارج اس پر پل پڑے، اس نے ان سے جنگ کی۔ اس سے ذرا اس کا کام چلا۔ پھر اسے یوسف البرم کے پاس خراسان بھیجد یا گیا۔ اور یہاں ترقی کرتا رہا حتیٰ کہ مر گیا۔

چند حوادث کا ذکر

اس سال صائفہ پر عبدالوہاب بن ابراہیم الامام بھیجا گیا۔

اس سال المنصور نے الموصل پر اسمٰعیل بن خالد بن عبداللہ القسری کو عامل مقرر کیا۔

اس سال یہ لوگ فوت ہوئے: عبداللہ بن عون — یہ ۶۶ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اسید بن عبداللہ — ذی الحجہ میں وفات پائی۔ یہ خراسان کا امیر تھا —

خنظلہ بن ابی سفیان الجمحی، علی بن صالح بن حیی، حسن بن صالح کا بھائی یہ دونوں متقی تھے اوران میں تشیع تھا۔

پھر ۱۵۲ھ داخل ہوا۔

اس سال حمید بن قحطبہ نے کابل پر حملہ کیا۔ المنصور نے ۱۵۱ھ میں اس کو خراسان کا عامل بنایا تھا۔

صائفہ پر عبدالوہاب بن ابراہیم الامام گیا۔ بعض کہتے ہیں۔ اس کا بھائی محمد بن ابراہیم گیا۔ لیکن الاربب سے نہیں گزرا۔

اس سال المنصور نے جابر بن توبہ کو البصرہ سے معزول کیا۔ اور یزید بن منصور کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

اس سال المنصور نے ہاشم بن الاساجیج کو قتل کیا۔ جس نے مخالفت کی تھی اور افریقیہ میں بغاوت کردی تھی، پھر وہ اس کے پاس بھیجا گیا اور اس نے اس کو قتل کردیا۔

اس سال لوگوں کے ساتھ المنصور نے حج کیا۔

اس سال المنصور نے یزید بن حاتم کو مصر سے معزول کردیا، اور محمد بن سعید کو عامل مقرر کیا۔ اور عمال امصار، ان لوگوں کے سوا جن کا ہم نے ذکر کیا، وہی تھے جو پہلے مذکور ہوچکے ہیں۔

اس سال یہ لوگ مرے:۔ محمد بن عبداللہ بن مسلم بن عبداللہ بن شہاب یہ محمد بن شہاب الزہری کے بھتیجے تھے اوران سے ان کے چچا نے روایت کی ہے۔ یونس بن یزید الایلی۔ انھوں نے الزہری سے روایت کی ہے۔ طلحہ بن عمر الحضرمی، ابراہیم بن ابی عَبلہ۔ ابوعَبلہ کا نام شمر بن یقظان بن عامر العقیلی تھا۔

(الاَیلیُّ بفتح ہمزہ ویاء، العُقَیْلِیّ بضم عین وفتح قاف)

پھر ۱۵۳ھ داخل ہوا

اس سال المنصور مکہ سے البصرہ آیا۔ ایک فوج سمندر میں الکرک کی طرف بھیجی جن کے جُدّہ پر چھاپہ مارنے کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

اس سال المنصور نے ابوایوب الموریانی اوراس کے بھائی اور بھتیجوں کو گرفتار کیا گیا۔ ان لوگوں کے گھر المناذر میں تھے۔ اس کے خلاف اس کے کاتب ابان بن صدقہ نے

مخبری کی تھی۔ کہا جاتا ہے، اس کی گرفتاری کا سبب یہ ہوا کہ المنصور بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں الموصل گیا اور یہاں خفیہ طور پر مقیم رہا اور ازد کی ایک عورت سے شادی کرلی، وہ اس سے حاملہ ہوئی، پھر وہ الموصل سے چلا گیا اور اسے ایک نشانی دی اور اس سے کہا: جب تو بنی ہاشم کی حکومت کا ذکر سنے تو یہ نشانی صاحب امر کے پاس بھیجدیجو، وہ اس کو پہچان لیگا، اس عورت نے ایک بچہ جنا جس کا نام اس نے جعفر رکھا۔ وہ بڑا ہوا اور اس نے کتابت سیکھی اور وہ سب چیزیں حاصل کیں جن کی ایک کاتب کو حاجت ہوتی ہے۔ جب المنصور خلیفہ ہوا تو جعفر بغداد آیا اور ابوایوب سے ملا، اس نے اس کو دیوان کا کاتب بنالیا ایک دن المنصور نے ابوایوب سے ایک کاتب مانگا جو اس کے لیے کچھ کتابت کرے۔ اس نے جعفر کو اس کے پاس بھیجدیا۔ جب المنصور نے اسے دیکھا تو اس کی طرف مائل ہوا اور اسے پسند کیا۔ جب اس نے جعفر کو لکھنے کا حکم دیا تو اسے حاذق و ماہر پایا، اس سے پوچھا کہ وہ کہاں کا ہے، اور اس کا باپ کون ہے؟ اس نے تمام حال اس کو بتایا اور وہ علامت اسے دکھائی جو اس کیساتھ تھی، المنصور نے اسے پہچان لیا اور اسے کتابت کی حجت سے ہر وقت طلب کرنے لگا۔ ابوایوب اس سے ڈرنے لگا۔ پھر المنصور نے ایک دن اسے بلایا، اس کو مال دیا اور حکم دیا کہ الموصل جاکر اپنی ماں کو لے آئے۔ وہ بغداد سے چلا۔ ابوایوب نے اس پر جاسوس لگا رکھے تھے جو اس کی خبریں اس کو پہنچاتے رہتے تھے۔ جب اس کو جعفر کی روانگی کا علم ہوا تو اس نے اس کے پیچھے کسی کو لگا دیا جس نے رستے میں اس کو دھوکے سے قتل کردیا۔ جب المنصور کے پاس اس کے پہنچنے میں دیر لگی تو اس نے اس کی ماں کے پاس کسی کو الموصل بھیجا جس نے اس کی نسبت دریافت کیا۔ اس نے بیان کیا کہ اس کو اس کا کچھ علم نہیں بجز اس کے کہ وہ بغداد میں خلیفہ کے دیوان میں کتابت کرتا ہے۔ المنصور کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کسی کو بھیجا جس نے اس کا سراغ لگانا شروع کیا اور ایک مقام پر پہنچا جہاں اس کی خبر منقطع ہوگئی۔ اس نے جان لیا کہ وہ وہیں قتل کیا گیا اور معاملہ کھل گیا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ اس کا قتل ابوایوب کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اس نے ابوایوب کو مبتلائے مصیبت کیا اور اس کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

المنصور نے اپنے غلام عباد و ہرثمہ بن اعین کو خراسان میں گرفتار کرالیا، اور یہ دونوں

پابجولاں لائے گئے۔ یہ عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے ان کے تعصب کے سبب سے ہوا۔
اس سال المنصور نے لوگوں کو بہت لمبی تعنوہ (ٹوپیاں) پہننے پر مجبور کیا۔
ابودلامہ نے کہا: ؎
وکنا نرجی من امام زیادۃ ٭ فزاد الامام المصطفی فی القلانس
ہم امام سے زیادہ کے امیدوار تھے' پس برگزیدہ امام نے ٹوپیوں میں زیادہ کردی۔
اس سال عبید ابن بنت ابی لیلی قاضی الکوفہ نے وفات پائی۔ المنصور نے شریک بن عبداللہ النخعی کو قاضی مقرر کیا۔
اس سال معیوف بن یحییٰ الحجوری صائفہ پر گیا۔ اور رات کے وقت رومیوں کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر پہنچا اس حال میں کہ اس کے باشندہ سو رہے تھے۔ اس نے ان لوگوں کو، جو اس میں تھے سبی و اسیر کیا۔ پھر اس نے الاذقیہ کو خراب کرنے کا قصد کیا۔ اس نے یہاں چھ ہزار نفوس بالغ مردوں کے سوا لونڈی غلام بنائے۔
اس سال لوگوں کے ساتھ المہدی نے حج کیا۔ مکہ کا امیر محمد بن ابراہیم' اور مدینۂ مبارکہ کا عامل حسن بن زید' اور مصر کا والی محمد بن سعید تھا۔ یزید بن منصور' بقول بعض' الیمن پر تھا۔ الموصل پر اسمٰعیل بن خالد تھا۔
اس سال یہ لوگ فوت ہوئے:۔ ہشام بن الغاز بن ربیعۃ الجرشی۔ بعض کہتے ہیں یہ ۱۵۶ھ میں اور بعض کہتے ہیں: ۱۵۹ھ میں فوت ہوئے جسن بن عمارہ' عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر ثور بن یزید عبدالحمید بن جعفر بن عبداللہ الانصاری' ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام۔ حکیم بن حزام کے بھائی کی اولاد سے ــــ فطر بن خلیفۃ الکوفی'
(فطر بالفاء و راء مہملہ ــــ جرشی بضم جیم و شین معجمہ)

پھر ۱۵۵ھ داخل ہوا

اس سال المنصور الشام و بیت المقدس گیا۔ یزید بن حاتم بن قبیصۂ بن المہلب بن ابی صفرہ کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ خوارج سے جنگ کرنے افریقیہ بھیجا۔ جنھوں نے عمر بن حفص کو قتل کر دیا تھا۔
المنصور نے الرافقہ تعمیر کرنے کا قصد کیا۔ اہل الرقہ نے اس کو اس سے روکا۔ اس نے ان سے لڑنے کا ارادہ کرلیا۔

اس سال بجلی گری، اور اس کے باعث مسجد میں پانچ آدمی ہلاک ہو گئے۔
اس سال ابوایوب الموریانی اور اس کا بھائی ہلاک کیا گیا۔ المنصور نے اسکے بھتیجوں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔
اس سال المنصور نے البصرہ پر عبدالملک بن ظبیان النمیری کو عامل بنایا۔
صائفہ پر زفر بن عاصم الہلالی کو بھیجا اور وہ الفرات تک پہنچ گیا۔
لوگوں کے ساتھ محمدؐ بن ابراہیم نے حج کیا اور وہ مکہ کا عامل تھا، افریقیہ پر یزید بن حاتم تھا، اور باقی عمال وہی تھے جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔
اس سال یہ لوگ فوت ہوئے:۔ ابوعمر بن العلاء ۔۔ بعض کہتے ہیں۔ انھوں نے ۱۵۷ھ میں وفات پائی، اور ان کی عمر چھیاسی برس کی تھی ۔۔ محمد بن عبداللہ الشعیثی (۱) النصری (نون کے ساتھ، عثمان بن عطاء، جعفر بن برقان الجزری، اشعب الطامع، علی بن صالح بن حییّ، عمر بن اسحٰق بن یسار برادر محمد بن اسحٰق، وھیب بن الورد المکی الزاہد، قرہ بن خالد ابوخالد السروسی البصری، ہشام الاستوائی ۔۔ اور یہ ہشام بن ابی عبداللہ البصری ہے۔

(۱) (الشُّعَیْثی بضم شین معجمہ وثاء مثلثہ)

اَلجُزءُ السَّادِس

پھر ۱۵۵ھ داخل ہوا

اس سال یزید بن حاتم افریقیہ میں داخل ہوا اور اس نے ابو حاتم کو قتل کیا۔ وہ قیروان اور تمام مغرب پر قابض ہو گیا۔ اس کے جانے اور اس کی لڑائیوں کا ذکر استقصاء کے ساتھ اگزر چکا ہے۔

اس سال المہدی نے المنصور کو الرافقہ کی بناء کے لیے بھیجا، وہ وہاں گیا اور اسے مدینۂ بغداد کی طرز پر تعمیر کیا۔ اور اس نے الکوفہ والبصرہ پر فصیل اور خندق بنوائی اور جو کچھ اموال ان پر صرف ہوئے وہ اس نے ان کے باشندوں کے ذمے عائد کر دیئے۔ اور جب المنصور نے ان کی تعداد معلوم کرنی چاہی تو اس نے حکم دیا کہ ان میں پانچ پانچ درہم تقسیم کئے جائیں۔ اس طرح جب اسے ان کی تعداد معلوم ہو گئی تو اس نے فی کس چالیس درہم وصول کرنے کا حکم دیا۔ اس پر ایک شاعر نے کہا۔ ؎

یا لقوم ما لقینا من امیر المومنینا　　قسم الخمسة فینا۔ وجبانا اربعینا

لوگو! ہم نے امیر المومنین سے کیا پایا؟ انھوں نے ہم میں پانچ تقسیم کئے اور چالیس وصول کر لیے۔

اس سال ملک الروم نے ادائے جزیہ پر المنصور سے صلح کی درخواست کی۔

اس سال یزید بن اُسید السُّلمی الصائفہ پر بھیجا گیا اور عبد الملک بن ایوب بن ظبیان البصرہ سے معزول کیا گیا اور وہاں ہیثم بن معاویہ العتکی عامل بنایا گیا۔

عباس بن محمد کے الجزیرہ سے معزول ہونے اور موسیٰ بن کعب کے عامل بنائے جانے کا ذکر

اس سال المنصور نے اپنے بھائی عباس بن محمد کو الجزیرہ سے معزول کر دیا اور اس پر ناراض ہوا، اور ایک مال بطور جرمانہ اس پر عائد کیا، اور وہ برابر اس سے

ناراض رہا حتیٰ کہ وہ اپنے چچا اسمٰعیل بن علی پر ناراض ہوا۔ پھر المنصور کے ددھیال والوں نے اسمٰعیل بن علی کے حق میں اس سے سفارش کی اور اس کو تنگ کیا حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہوگیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے المنصور سے کہا: اے امیر المومنین! میں دیکھتا ہوں کہ آل علی بن عبداللہ، باوجودیکہ ان پر آپ کی نعمتیں چھائی ہوئی ہیں، ہم سے حسد رکھتے ہیں۔ اور اسی سے یہ بات ہے کہ آپ جنھی رہ نہ ہوئے کہ اسمٰعیل بن علی سے ناراض ہوئے تھے انھوں نے آپ کو تنگ کیا حتیٰ کہ آپ اس سے راضی ہوگئے۔ حالانکہ آپ اتنی اتنی مدت سے اپنے بھائی عباس سے ناراض ہیں اور ان میں سے کسی نے اس کے حق میں آپ سے کچھ نہیں کہا۔ اس پر المنصور اس سے راضی ہوگیا۔ المنصور نے عباس کو یزید بن اسید کے پاس الجزیرہ پر عامل مقرر کیا۔ یزید نے اس سے شکایت کی اور کہا: اس نے میرے عزل پر میرے ساتھ بدسلوکی کی اور میری آبروریزی کی۔ اس پر المنصور نے کہا: تو میرے احسان اور اس کی بدسلوکی کو ملادے تو دونوں معتدل ہوجائیں گے۔ یزید بن اسید نے جواب دیا: اگر تمھارا احسان تمھاری بدسلوکی کا بدلہ ہے تو ہماری اطاعت ہماری طرف سے تم پر تفضل ہے۔ پھر جب المنصور نے اپنے بھائی کو الجزیرہ سے معزول کیا تو ابوموسیٰ بن کعب کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

محمد بن سلیمان کے الکوفہ سے معزول ہونے اور عمرو بن زہیر کے عامل بنائے جانیکا ذکر

اس سال محمد بن سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس الکوفہ سے معزول کیا گیا اور عمرو بن زہیر الضبی المسیب بن زہیر کا بھائی وہاں عامل بنایا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ ۱۵۳ھ میں معزول کیا گیا۔ اور بعض کہتے ہیں: اس کا عزل بعض اسباب کی بنا پر تھا جو المنصور کو اس کی نسبت پہنچی تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے عبدالکریم بن ابی العوجاء کو قتل کیا جس کو اس نے زندقہ کی بنا پر حبس کیا تھا۔ اور وہ معن بن زائدۃ الشیبانی کا

ماموں تھا۔ پھر المنصور کے پاس بہت لوگ اس کی سفارش کے لیے آئے مگر ان میں سے ایک متہم آدمی کے سوا کسی نے اس کی انسبت گفتگو نہیں کی۔ آخر المنصور نے محمد بن سلیمان کو اس سے باز آجانے کے لیے لکھا حتیٰ کہ اس کی (یعنی المنصور کی) رائے اسے پہنچے۔ ابن ابی العوجاء نے محمد بن سلیمان کو پیغام بھیجا جس میں اس سے درخواست کی کہ وہ اسے تین دن تک چھوڑ رکھے اور ایک لاکھ (غالباً درہم) اسے دینے کو کہا۔ مگر جب محمدؐ سے اس کا ذکر کیا گیا تو اس نے اس کے قتل کا حکم دیدیا۔ اس کو جب یقین ہو گیا کہ اب میں مارا جانے والا ہوں تو اس نے کہا: خدا کی قسم، میں نے چار ہزار حدیثیں وضع کی ہیں جس میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے تمہارے روزہ کے دن تمہارا افطار کرایا ہے۔ اور تمہارے افطار کے دن تمہیں روزہ رکھوایا ہے" آخر اس کو قتل کر دیا گیا، اس کے بعد المنصور کا خط محمدؐ کے پاس پہنچا جس میں اس نے اس سے دست کشی کا حکم دیا تھا۔ یہ خط اس وقت پہنچا جب اسے قتل کیا جا چکا تھا۔ جب المنصور کو اس کے قتل کی خبر پہنچی تو وہ غضبناک ہوا اور اس نے کہا: خدا کی قسم، میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس کے بدلہ محمد سے قصاص لوں" پھر اس نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو بلایا اور اس سے کہا: یہ تیرا کام ہے، تو نے اس بے وقوف لڑکے کو والی بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ اس نے فلاں شخص کو بغیر میرے حکم کے قتل کر دیا۔ اس لیے میں نے اس کے عزل اور اس پر زجر و توبیخ کا فرمان لکھا ہے۔" عیسیٰ نے کہا: محمد نے تو اسے زندقہ پر قتل کیا ہے، اگر اس نے یہ صحیح کیا تو وہ آپ کے لیے ہے، اور اگر اس نے غلطی کی ہے تو اس کا وبال خود اس پر ہے۔ لیکن اگر آپ نے اس کو اس بات پر معزول کر دیا تو اسکی تو تعریف اور ثناء ہوگی اور لوگ آپ پر باتیں بنائیں گے" المنصور نے اپنا فرمان چاک کر دیا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال خوارج سفلیہ نے جو مدینۂ سجلماسہ میں مجتمع تھے اپنے امیر عیسیٰ بن جریص کی بعض باتوں کو ناپسند کیا اور اسے رسّی میں باندھ کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ دیا اور

وہ اسی حال میں رہا حتیٰ کہ مرگیا۔ اور انھوں نے اپنے اوپر ابوالقاسم سمکو بن واصول المکناسی جد مدرار کو سردار بنالیا۔

اس سال ابو سنان الفقیہ المالکی افریقیہ کے شہر قیروان میں پیدا ہوا۔

اس سال حسن بن زید بن حسن بن علی المدینہ سے معزول کئے گئے اور المنصور نے اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو وہاں کا عامل مقرر کیا۔

اس سال کے اور الطائف پر محمد بن ابراہیم عامل تھا۔ الکوفہ پر عمرو بن زہیر البصرہ پر ہیثم بن معاویہ۔ مصر پر محمد بن سعید۔ افریقیہ پر یزید بن حاتم۔ الموصل پر خالد بن برمک اور بقول بعض موسیٰ بن کعب بن سفیان الخثعمی والی تھے۔

اس سال مسعر بن کدام الکوفی الہلالی نے وفات پائی۔

پھر ۱۵۶ھ داخل ہوا

عبدالرحمٰن الاموی پر اہل اشبیلیہ کے شورش کرنے کا ذکر

اس سال عبدالرحمٰن الاموی صاحب اندلس شقنا کی جنگ پر گیا۔ اور حصن شیطران کا قصد کیا، اسے جاکر محصور کیا اور اس کو تنگ پکڑ لیا (صاحب شیطران) اپنی عادت کے مطابق جنگل کی طرف بھاگ گیا، عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو نائب کیا تھا۔ اس کا خط آیا، جس میں اس نے اہل اشبیلیہ کے عبدالغفار اور حیات بن ملابس کے ساتھ اس کی طاعت سے نکل جانے اور اس پر اس کے خلاف شورش کرنے کا ذکر کیا تھا۔ اور لکھا تھا کہ الیمانیہ میں سے بھی کچھ لوگ ان کے ساتھ مل گئے ہیں، عبدالرحمٰن واپس ہوا لیکن قرطبہ میں داخل نہیں ہوا، کیونکہ اس نے ان کے اجتماع اور ان کی کثرت کے متعلق جو کچھ سنا تھا اس سے وہ خوف زدہ ہوگیا تھا۔ پھر اس نے اپنے چچا زاد بھائی عبدالملک بن عمر کو، جو آل مروان کا تارا تھا، آگے بھیجدیا، عبدالرحمٰن خود اس کے پیچھے کمک کی غرض سے ٹھیرا رہا۔ جب عبدالملک اہل اشبیلیہ کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے بیٹے امیہ کو انکا حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا، اس نے ان کو بیدار پایا، وہ اپنے باپ کے پاس واپس آگیا، اس کے باپ نے اسے اس اظہار وہن پر ملامت کی اور اس کی گردن ماردی۔ اس نے

اپنے اہل بیت اور خواص کو جمع کیا اور ان سے کہا: ہم مشرق سے اس انتہائی کنارے پر ہانک دیئے گئے ہیں۔ اور اب ہم سے اس لقمہ پر بھی حسد کیا جا رہا ہے جو بقاء رمق کے لیے رہ گیا ہے۔ تلواروں کی نیامیں توڑ دو، اب یا موت ہے یا فتح"۔ سب نے یہی کیا۔ اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ یمانیہ و اہل اشبیلیہ نے شکست کھائی، اور اس کے بعد یمانیہ پھر سر نہ اٹھا سکے۔

اس جنگ میں عبدالملک مجروح ہوا۔ اس کی خبر عبدالرحمٰن کو پہنچی، وہ اس کے پاس آیا، اس وقت اس کے زخم سے خون بہ رہا تھا اور اس کی تلوار سے خون ٹپک رہا تھا۔ اور اس کا ہاتھ اپنی تلوار کے قبضہ پر چپٹا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کو بہت داد دی، اور کہا: اے ابن عم! میں نے اپنے بیٹے اور ولی عہد ہشام کی شادی تیری فلاں بیٹی سے کی، اور اسے اتنا اور اتنا دیا اور تجھے اتنا دیا اور تیری اولاد کو اتنا، اور تجھے اور ان کو اتنی جاگیر دی اور تم کو وزارت عطا کی"۔ یہ وہی عبدالملک ہے جس نے عبدالرحمٰن کو المنصور کا خطبہ بند کرنے پر مجبور کیا، اور اس سے کہا: یا تو اسے بند کرو ورنہ میں اپنے تئیں ہلاک کر ڈالوں گا"۔ عبدالرحمٰن نے دس مہینہ المنصور کا خطبہ پڑھا تھا، پھر بند کر دیا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن ملابس جنگ میں قتل سے بچ گئے تھے۔ ۱۵۷ھ میں عبدالرحمٰن پھر اشبیلیہ گیا، ان لوگوں میں سے ایک جماعت کثیر کو قتل کیا جو عبدالغفار اور حیوۃ کے ساتھ تھے اور واپس آگیا۔ اس واقعے سے اور عربوں کی دشمنی کے باعث عبدالرحمٰن غلام جمع کرنے کی طرف مائل ہو گیا۔

افریقیہ میں خوارج کیساتھ فتنہ برپا ہونے کا ذکر

ہم خوارج کے ساتھ عبدالرحمٰن بن حبیب کے بھاگنے اور کتامہ پہنچ جانے کا ذکر کر چکے ہیں، عبدالرحمٰن کا باپ افریقیہ کا امیر تھا۔ اس کے بعد یزید بن حاتم امیر افریقیہ نے اس کے پیچھے ایک فوج بھیجی تھی اور وہ کتامہ سے جنگ کرتی رہی تھی۔ پھر اس سال یزید نے ایک اور لشکر ان لوگوں کی مدد کے لیے بھیجا جو عبدالرحمٰن سے جنگ کر رہے تھے۔ اس سے عبدالرحمٰن پر محاصرہ بہت سخت ہو گیا۔

آخر وہ بھاگ نکلا اور اپنی جگہ چھوڑ دی اور فوجیں اس کے مقابلے سے واپس ہوگئیں۔ پھر اسی سال یزید بن حاتم پر ابو یحییٰ بن فانوس الہواری نے طرابلس کے علاقے میں شورش کی اور بربریوں کی بہت سی جماعت اس کے پاس جمع ہوگئی۔ وہاں یزید بن حاتم کی ایک فوج شہر کے عامل کے ساتھ موجود تھی۔ عامل اس فوج کے ساتھ نکلا، ارض ہوارہ میں سمندر کے کنارے ان کی مٹھ بھیڑ ہوئی، سخت جنگ ہوئی، ابو یحییٰ بن فانوس نے شکست کھائی، اس کے اصحاب کا بڑا حصہ مارا گیا اور افریقیہ میں لوگوں کو سکون حاصل ہوگیا، یزید بن حاتم کے لیے افریقیہ پاک ہوگیا۔

متعدد حوادث کا ذکر

اس سال ہیثم بن معاویہ عامل البصرہ نے عمرو بن شدّاد پر قابو پا لیا، جو ابراہیم بن عبداللہ کی طرف سے فارس پر عامل مقرر ہوا تھا۔ اس کے قابو پالینے کا سبب یہ ہوا کہ عمرو نے اپنے ایک غلام کو مارا۔ وہ ہیثم کے پاس آیا اور اس نے عمرو کا پتہ اس کو بتا دیا ہیثم نے عمرو کو پکڑ لیا اور اسے قتل کر دیا، اور المربد میں اسے صلیب پر چڑھا دیا

اسی سال ہیثم البصرہ سے معزول کیا گیا اور سوّار القاضی کو قضاء کے ساتھ صلوٰۃ پر بھی امام مقرر کیا گیا۔ سعید بن دعلج کو البصرہ کی شرطہ (پولیس) اور اس کے احداث (یعنی حوادث) کا والی بنایا گیا۔ ہیثم جب بغداد پہنچا تو یہاں اس نے وفات پائی اور المنصور نے اس کی نماز پڑھائی۔

اس سال زفر بن عاصم الہلالی صائفہ پر گیا۔

لوگوں کے ساتھ عباس بن محمّد بن علی نے حج کیا۔ اس سال مکے پر محمد بن ابراہیم الامام اور الکوفہ پر عمرو بن زہیر، اور البصرہ کے احداث و جوالی اور شرطہ پر سعید بن دعلج اور وہاں کی صلاۃ و قضاء پر سوّار بن عبداللہ اور کور دجلہ و الاہواز و فارس پر عمارہ بن حمزہ اور کرمان و سندھ پر ہشام بن عمرو، اور افریقیہ پر یزید بن حاتم اور مصر پر محمّد بن سعید تھے۔

اس سال عبدالرحمٰن الاموی اپنے مولیٰ بدر سے اس بناء پر ناراض ہوگیا کہ وہ اس پر بہت جری ہوگیا تھا۔ اس نے بدر کے حق خدمت و طول صحبت اور سچی خیر خواہی کا

لحاظ نہیں کیا؛ اس کا مال چھین لیا، اس کی نعمت سلب کرلی اور اسے سرحد کی طرف نکالدیا۔ وہ سرحد ہی میں رہا حتیٰ کہ مرگیا۔

اس سال عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم القاضی افریقیہ نے وفات پائی۔ لوگوں نے اس کی حدیث کے باب میں کلام کیا ہے۔

اس سال حمزہ بن حبیب الزیات المقری نے وفات پائی، یہ قرّاء سبعہ میں سے تھے،

پھر ۱۵۷ھ داخل ہوا

اس سال المنصور نے اپنا وہ قصر تعمیر کیا جو الخلد کہلاتا ہے۔

اس سال المنصور نے بازار کرخ وغیرہ کی طرف ہٹوا دئے۔ اس کا سبب اس سے قبل گزر چکا ہے۔

سعید بن دعلج کو البحرین پر عامل مقرر کیا۔ اور اس نے اپنے بیٹے تمیم کو وہاں بھیجدیا۔

المنصور نے اپنی فوج کا اسلحہ میں معائنہ کیا اور اس کے لئے اجلاس کیا وہ خود زرہ اور خود پہن کر نکلا۔

اس سال عامر بن اسمٰعیل المسلی نے وفات پائی۔ اور المنصور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

سوار بن عبداللہ قاضی البصرہ نے بھی وفات پائی۔ ان کی جگہ عبیداللہ بن حسن بن حصین العنبری کو مقرر کیا گیا۔

محمد بن سلیمان کاتب مصر سے معزول کیا گیا۔ المنصور نے اس کی جگہ اپنے غلام مطر کو مقرر کیا۔

سعید بن الخلیل سندھ پر مقرر کیا گیا اور ہشام بن عمر معزول کیا گیا۔

صائفہ پر یزید بن اسید السلمی بھیجا گیا۔ اس نے بطال کے غلام سنان کو ایک قلعے کی طرف بھیجا جہاں سے وہ سبایا اور غنائم لایا۔ بعض کہتے ہیں: اس سال زفر بن عاصم صائفہ پر گیا تھا۔

لوگوں کے ساتھ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے حج کیا

جو مکہ کا عامل تھا۔ بعض کہتے ہیں: مکہ پر عبدالصمد بن علی عامل تھا۔
دوسرے امصار کے عمال وہی تھے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔
اس سال المنصور نے یحییٰ بن زکریاء المحتسب کو قتل کر دیا۔ وہ، جیسا کہ کہا جاتا ہے، المنصور پر طعن کرتا تھا۔ اور اس کے خلاف جماعتیں اکٹھی کرتا تھا۔
اس سال عبدالوہاب بن ابراہیم الامام نے وفات پائی۔ بعض کہتے ہیں: ۱۵۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔
۱۵۷ھ میں الاوزاعی فقیہ نے وفات پائی، ان کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو تھا۔ انھوں نے ستر سال کی عمر پائی۔
اسی سال مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام جد زبیر بن بکار نے وفات پائی۔
اسی سال سلیمان بن یقظان الکلبی بادشاہ فرنگ، قارلہ کو الاندلس میں بلاد المسلمین پر چڑھا لایا۔ رستے میں اس سے ملا اور اس کے ساتھ سرقسطہ کی طرف گیا۔ لیکن اس سے پہلے حسین بن یحییٰ الانصاری جو سعد بن عبادہ کی اولاد میں سے تھے، وہاں جا پہنچے اور حفاظت کی تدابیر کیں۔ اس پر قارلہ شاہ فرنگ نے سلیمان کو متہم کیا اور اسے گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھ اپنے ملک کی طرف لے گیا۔ جب وہ بلاد مسلمین سے دور چلا گیا اور مطمئن ہو گیا تو یکایک مطروح اور عیشون سلیمان کے بیٹوں نے اپنے اصحاب سمیت اس پر ہجوم کیا اور اپنے باپ کو چھڑا کر سرقسطہ لے آئے، اور حسین کے ساتھ وہاں داخل ہو گئے، اور عبدالرحمٰن کے خلاف موافقت کر لی۔

پھر ۱۵۸ھ داخل ہوا

الموصل سے موسیٰ کے عزل اور خالد بن برمک کی ولایت کا ذکر

اس سال المنصور نے موسیٰ بن کعب کو الموصل سے معزول کر دیا۔ اس کو موسیٰ کے

متعلق ایسی باتیں پہنچی تھیں جن کی وجہ سے وہ موسیٰ سے ناراض ہوگیا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے المہدی کو حکم دیا کہ وہ الرقہ کی طرف جائے۔ اور ظاہر یہ کیا کہ وہ بیت المقدس کا ارادہ رکھتا ہے۔ اور اسے حکم دیا کہ وہ الموصل کا رستہ لے۔ جب وہ وہاں پہنچا تو اس نے موسیٰ کو پکڑ کر قید کر دیا۔ اور خالد بن برمک کو عامل بنا دیا۔

المنصور نے خالد بن برمک پر تیس لاکھ درہم عائد کئے تھے اور اس کو تین دن کی مہلت دی تھی کہ یا مال حاضر کرے ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے اپنے بیٹے یحییٰ سے کہا۔ جان پدر! تم ہمارے بھائی عمارہ بن حمزہ اور مبارک الترکی اور صالح صاحب المصلّی وغیرہ سے ملو اور انھیں ہمارے حال کی خبر دو"۔ یحییٰ کہتا ہے "میں ان کے پاس گیا تو ان میں سے کسی نے مجھے داخل ہونے سے روک دیا اور مال پیش کر دیا، اور کوئی نہایت ترش روئی سے ملا اور مال پیش کر دیا، پھر میں عمارہ بن حمزہ کے پاس گیا۔ اس کا منہ اس وقت دیوار کی طرف تھا، وہ میری طرف متوجہ تک نہ ہوا۔ میں نے سلام کیا، اس نے نہایت مری ہوئی آواز سے جواب دیا، اور پوچھا: تیرا باپ کیسا ہے؟ میں نے اس کے حال کی خبر دی، اور ایک لاکھ قرض مانگے۔ اس نے کہا: اگر میرے امکان میں کچھ ہوا تو وہ عنقریب تیرے پاس پہنچ جائے گا"۔ میں واپس ہوا، اور میں اس کی بد دماغی پر لعنت کرنا چاہتا تھا، میں نے اپنے والد کو اس کا قصہ سنایا، اگرچہ اس نے مال بھیجدیا۔ یحییٰ کہتا ہے اس طرح ہم نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لیے اور تین لاکھ باقی رہ گئے جن کے نہ ادا کرنے سے سب کیا دھرا باطل ہوا جاتا تھا۔ کہتا ہے اسی حال میں، میں پل عبور کر رہا تھا۔ اور نہایت غمگین تھا کہ اتنے میں ایک زاجر (؟) مجھ پر جھپٹا اور اس نے کہا: اچھی خبر ہے، میں تجھے سناؤں؟" میں اسے چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔ وہ میرے پاس آیا اور میرے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور بولا: تو غمگین حالانکہ خدا کی قسم تو خوش ہونے والا ہے اور یقیناً کل تو اسی جگہ سے اس حال میں گزرے گا کہ تیرے آگے آگے پرچم ہو گا۔ اس کی اس بات سے مجھے تعجب ہوا۔ اس نے کہا: اگر ایسا ہوا تو تجھ پر میرے پانچہزار درہم ہیں"۔ میں نے کہا: ہاں۔ اور میں دل میں اس کو مستبعد سمجھ رہا تھا۔ اس کے بعد المنصور کو الموصل و الجزیرہ کے بگڑنے اور وہاں اکراد کے پھیل جانے کی خبر پہنچی۔ اس نے کہا: اس کے لئے کون ہے؟ مسیب بن زہیر نے کہا: میرے پاس ایک رائے ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ مجھ سے اسکو قبول نہ فرمائیں گے۔

اور میں جانتا ہوں کہ آپ میری رائے میرے منہ پر مار دیں گے مگر میں آپ سے خیر خواہی کی بات کبھی نہ چھوڑوں گا۔" المنصور نے کہا: کہو۔ اس نے کہا: اس کام کے لیے خالد بن برمک کی مثل کوئی نہیں۔ المنصور نے کہا: وہ ہمارے لیے کس طرح درست ہو سکتا ہے جبکہ ہم اس کیساتھ یہ کر چکے ہیں۔" مسیب نے کہا: آپ نے اسے اس طرح ٹھیک کر دیا ہے۔ اور میں اس کا ضامن ہوں۔" المنصور نے کہا: تو کل وہ میرے پاس حاضر ہو۔" مسیب نے اسے حاضر کیا اور المنصور نے اس کے باقی تین لاکھ معاف کر دئے اور ایک پرچم اس کے بیٹے یحییٰ کے لیے آذربیجان کی امارت پر باندھا۔ جب یحییٰ اس زاجر(؟) سے گزرا تو اسے پانچہزار درہم دئے اور اس کو اپنے ساتھ لے لیا۔ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ کے ہاتھ عمارہ کے پاس وہ ایک لاکھ بھیجے جو اس سے لئے تھے، اس نے کہا: کیا میں تیرے باپ کا صرّاف تھا؟ میرے پاس سے چلا جا، میرے پاس کھڑا نہ ہو۔" وہ مال لے کر واپس آگیا، اور المہدی کے ساتھ گیا المہدی نے موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کو والی بنا دیا۔ خالد الموصل پر اور اس کا بیٹا یحییٰ آذربیجان پر المنصور کی وفات تک رہا۔ احمد بن محمد بن سوار الموصلی کہتا ہے کہ ہم کسی امیر سے کبھی ایسا نہیں ڈرے جیسا خالد سے ڈرے۔ حالانکہ نہ اس نے ہم پر سختی کی اور نہ ہمارے دلوں میں اس کی ہیبت تھی۔

المنصور کی موت اور اسکی وصیت کا ذکر

اس سال المنصور نے چھٹی ذی الحج کو بئر میمون پر انتقال کیا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے ایک ہاتف نے اس کے قصر میں یہ صدا دی تھی جو اس نے سنی، وہ یہ کہہ رہا تھا: ؎

اما و رب السکون والحرک	ان المنایا کثیرۃ الشرک
علیک یا نفس ان اسات وان	احسنت بالقصد کل ذاک لک
ما اختلف اللیل والنہار ولا	دارت نجوم السماء فی الفلک
الا لینقل السلطان عن ملک	اذا انتہی ملکہ الی ملک
حتی یصیرا بہ الی ملک	ما عز سلطانہ بمشترک

ذاک بدیع السماء والارض والسھل	سی الجبال المسخر الفلک

سکون و حرکت کے رب کی قسم! موت کے پھندے بہت ہیں۔ اے نفس! تجھ پر ہے۔ اگر تو نے بُرائی کی اور اگر تو نے بالقصد نیکی کی تو وہ سب تیرے لئے ہے۔ نہ رات اور دن میں اختلاف ہوا اور نہ آسمان کے تاروں نے آسمان میں گردش کی۔ خبردار حکومت ایک بادشاہ سے، جبکہ اس کا دورِ حکومت تمام ہوا۔ دوسرے بادشاہ کی طرف منتقل ہو گئی! حتیٰ کہ وہ دونوں ایک بادشاہ کے پاس جائیں گے، جس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہے: وہ زمینوں اور آسمانوں کا پیدا کرنیوالا، پہاڑوں کا قائم کرنے والا اور کشتیوں کو مسخر کرنے والا ہے"

المنصور نے یہ صدا سن کر کہا: یہ میری اجل کا وقت ہے۔

طبری کہتا ہے: عبدالعزیز بن مسلم نے بیان کیا کہ میں ایک دن المنصور کے پاس داخل ہوا اور میں نے اس کو سلام کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ششدر رہا ہے اور سلام کا جواب نہیں دیتا۔ جب میں نے یہ حال دیکھا تو میں جلدی سے واپس ہونے کے لیے پلٹا۔ ایک ساعت بعد اس نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ جیسے کوئی شخص مجھے یہ اشعار سنا رہا ہے: ؎

أأخی خفض من مناکا	فکان یومک قد أتاکا
ولقد أراک الدھر من	تصریفه ماقد أراکا
فاذا أردت الناقص العبد	الذلیل فانت ذاکا
ملکت ما ملکته	والامر فیه الی سواکا

اے بھائی! اپنی موت کے لیے آمادہ ہو جا، گویا تیرا دن آگیا ہے۔ زمانہ تجھے اپنی گردشوں سے دکھا چکا ہے جو کچھ دکھا چکا ہے۔ اگر تو کسی ناقص اور ذلیل بندے کو دیکھنے کا ارادہ کرے تو وہ تو ہی ہے۔ تجھے جس کا چاہا بادشاہ بنا دیا گیا حالانکہ اس میں حکم تیرے سوا کسی اور کا ہے۔

یہ ہے وہ بات جس کے سننے اور دیکھنے کے سبب سے میں اس قلق اور غم میں ہوں جو تو دیکھ رہا ہے۔ میں نے کہا: یا امیر المومنین! بہتری ہی ہے" وہ زیادہ دن نہ ٹھیرا تھا کہ مکے کی جانب نکل گیا۔ جب وہ بغداد سے حج کے لیے چلا تو قصر عبدویہ میں اترا

یہاں ستائیس شوال کو فجر کے روشن ہونے کے بعد ایک تارا ٹوٹا جس کا اثر طلوع آفتاب تک باقی رہا۔ اس نے المہدی کو بلایا جو اس کے ساتھ تھا۔ تاکہ اسے الوداع کہے۔ اس نے المہدی کے لیے مال اور سلطنت کی وصیت کی۔ اس طرح وہ روزہ صبح شام کرتا رہا، جب وہ دن آیا جس دن اس نے کوچ کیا تو المہدی سے کہا: میں نے ایسی کوئی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کے متعلق تجھے ہدایت نہ کی ہو۔ اب میں تجھے چند امور کی وصیت کرتا ہوں جن کے باب میں مجھے امید نہیں ہے کہ تو ان میں سے ایک پر بھی عمل کرے گا۔ المنصور کے پاس ایک نلوا تھا جس میں اس کے علم کے دفاتر رکھے تھے اور اس پر ایک قفل تھا جو اس کے سوئی کوئی نہ کھولتا تھا۔ اس نے المہدی سے کہا: اس نلوے کو دیکھ اور اسے یاد رکھ۔ اس میں تیرے آبا کا علم ہے: جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اگر کوئی چیز تجھے رنج پہنچائے تو دفتر کبیر میں دیکھ، جو کچھ تو چاہتا ہے اگر وہ اس میں مل جائے تو خیر ورنہ دوسرے اور تیسرے میں دیکھ حتیٰ کہ ساتویں تک پہنچے۔ پھر اگر وہ تجھ پر گراں ہو تو چھوٹی کتاب میں دیکھ، تو جو کچھ چاہے گا اس میں پالیگا۔ مگر مجھے امید نہیں ہے کہ تو ایسا کرے، دیکھ اس شہر کو چھوڑ کر دوسرا شہر اختیار نہ کیجو۔ میں نے اس میں تیرے لیے اتنے اموال جمع کر دئے ہیں کہ اگر دس برس تک تجھے خراج نہ ملے تو وہ لشکر کے ارزاق ونفقات اور ذریت و مہمات کی مصالح کے لیے کافی ہوں گے۔ یہ بات یاد رکھ جب تک تیرا بیت المال معمور رہیگا تو محفوظ رہے گا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ میں تجھے تیرے اہل بیت کی نسبت وصیت کرتا ہوں کہ تو ان کی عزت کیجو اور ان سے احسان کا سلوک رکھیو، ان کو آگے بڑھائیو اور لوگوں کو ان کے پیچھے چلائیو، ان کو منبروں کا والی بنائیو۔ تیری عزت اس میں ہے کہ ان کی عزت قائم رہے اور وہ تیرا نام روشن کریں۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ اپنے موالی کی طرف نظر رکھ ان سے احسان کا برتاؤ کیجو۔ ان کو مقرب کیجو اور ان کو بڑھائیو۔ اگر تجھ پر کوئی سختی نازل ہوئی تو اس وقت وہ تیری قوت کا ذریعہ ہوں گے۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ میں تجھے اہل خراسان کے باب میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں وہ تیرے انصار اور تیرے شیعہ ہیں؛ انھوں نے اپنے مال اور اپنے خون تیری دولت کے قیام میں خرچ کئے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں سے تیری محبت ہرگز نہیں نکلے گی۔ اگر تو ان سے احسان کا برتاؤ کرے گا اور ان کے غلط کار سے

درگزر کرے گا۔ اور ان کی خدمات کا اچھا بدلہ دیگا اور ان کے مرنے والے کی جگہ اس کی اولاد اور اس کے اہل خاندان کو دیگا۔ مگر مجھے امید نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار، اگر تو مدینہ شریف تعمیر کرے۔ تو اس کی تعمیر پوری نہیں کر سکے گا۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تو بنی سلیم میں سے کسی سے کام لے۔ مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔ خبردار اگر تو عورتوں کو اپنے معاملات میں دخیل کرے، مگر مجھے اندیشہ ہے کہ تو ایسا کرے گا۔"

کہا جاتا ہے، المنصور نے اس سے یہ بھی کہا: میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ہوں، ذی الحجہ میں حکمراں ہوا، اور میرے دل میں کھٹکا ہے کہ میں اس سال ذی الحجہ ہی میں مرونگا۔ یہی کھٹکا مجھے حج پر لیے جارہا ہے۔ میں اپنے بعد مسلمانوں کے جو امور تیرے حوالے کر رہا ہوں ان میں تو اللہ سے ڈرتا رہ، شاید کہ وہ تیرے کرب و حزن میں تیرے لیے کشادگی اور بچاؤ کی راہ نکالے، اور ایسے رستے تجھے سلامتی اور حسن عاقبت عطا کرے جس کا تجھے گمان بھی نہ ہو۔ جان پدر! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے حق میں ان کا لحاظ رکھنا، اللہ تیرا لحاظ رکھے گا، اور تیرے امور تیرے لیے محفوظ رکھے گا۔ خبردار، خون اور حرام کا قصد نہ کرنا کہ وہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے، اور دنیا میں ہمیشہ لگا رہنے والا داغ ہے۔ حدود لازم رکھنا کہ ان میں تیرے مستقبل کی خلاصی اور تیرے حال کی صلاح ہے مگر ان میں حد سے نہ بڑھ جانا کہ تو ہلاک ہو جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لیے ان سے زیادہ اصلح اور معاصی کے روکنے میں ان سے زیادہ ازجر کسی اور کو پاتا تو اپنی کتاب میں ضرور اس کا حکم دیتا۔ جان لے کہ یہ اپنی حکومت کے لیے اللہ کا غضب ہی ہے جس کی بنا پر اس نے اپنی کتاب میں ان لوگوں کے لیے دُھری سزا اور تعذیب کا حکم دیا ہے جو زمین میں فساد برپا کریں اور پھر ان کے لیے آخرۃ میں بھی عذاب عظیم رکھ چھوڑا ہے۔ فرمایا: انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا الآیہ

اے جان پدر! حکومت اللہ کی مضبوط رسی اور اس کا عروۃ وثقیٰ اور دین قیّم ہے۔ تو اسکو محفوظ رکھ اور اس کی بہت نگہبانی کر اور اس کی طرف سے مدافعت کر اور اس میں الحاد کرنے والوں کا زور توڑ دے۔ اس سے پھر جانے والوں کا قلع قمع کر دے اور اس سے خروج کرنے والوں کو عذاب کے ساتھ قتل کر۔ اللہ نے قرآن میں جس قدر حکم دیا ہے اس سے تجاوز نہ کر۔ عدل کے ساتھ حکومت کر۔ زیادتی نہ کر کہ یہ شغب کے لیے قطیع تر ہے

اور دشمن کے لئے قاطع تر اور دوا میں نافع تر ہے۔ فئے سے دست کش رہ کہ تیرے لیے اس مال کی موجودگی میں جو اللہ نے تیرے لیے چھوڑا ہے اس کی حاجت نہیں ہے۔ صلۂ رحم اور قرابت والوں کے ساتھ نیکی کے برتاؤ سے طلب فتح کر۔ خبردار رعیت کے اموال میں فضول خرچی اور اس کو اپنے نفس کے لیے مخصوص کر لینے سے پرہیز کرنا۔ سرحدوں کی حفاظت اور اطراف کی نگہداشت کرنا اور رستوں کے امن اور عوام کی تسکین کے لیے کوشش کرنا منفعتیں ان پر داخل کرنا اور مکارہ ان سے دفع کرنا۔ اموال جمع اور مہیا رکھنا۔ خبردار فضول خرچی نہ کرنا۔ مصائب سے کبھی امن نہیں ہے اور یہ زمانہ کی عادات میں سے ہے۔ سواری کے جانور اور آدمی اور لشکر جہاں تک ممکن ہو طیار رکھنا۔ خبردار آج کا کام کل پر نہ چھوڑنا ورنہ امور کا تم پر انبار ہو جائے گا۔ اور وہ ضائع ہونے لگیں گے۔ آنے والے امور کے احکام ٹھیک وقت پر نافذ کرنے میں پوری کوشش کرنا اور اسکے لیے ہمیشہ کمربستہ رہنا۔ دن میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے رات کو آدمی طیار رکھنا، اور رات میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کی معرفت کے لیے دن کو آدمی مستعد رکھنا۔ معاملات کی دیکھ بھال خود کرنا سستی اور کاہلی نہ کرنا حسن ظن استعمال کرنا مگر اپنے عمال اور کتاب سے بدگمان رہنا اور اپنے نفس کو بیدار رکھنا۔ تیرے دروازہ پر جو حاضر باش رہیں ان کی کھوج میں رہنا۔ اپنے کان لوگوں کے لیے سہل بنا۔ تیرے پاس جو نزاع لائے اس کے معاملہ میں خود نظر کرنا۔ لوگوں پر کبھی نہ سونے والی آنکھ اور لہو میں کبھی نہ مشغول ہونے والا نفس متعین کر خبردار غافل مت سو کہ تیرا باپ خلافت کا والی ہونے کے بعد کبھی نہیں سویا، اس کی آنکھ میں کبھی اونگھ نہ آئی مگر یہ کہ اس کا دل جاگتا تھا۔ تجھے میری یہ وصیت ہے اور میرے بعد اللہ تیرا نگہبان ہے۔

اس نے المہدی کو وداع کیا، دونوں ایک دوسرے کے لیے روئے، پھر وہ الکوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے حج و عمرہ جمع کیا اور ہدی کو روانہ کیا، اسے شعار پہنایا اور ذی القعدہ کی ابتدائی تاریخوں میں قلادہ پہنایا۔ جب وہ الکوفہ کی منازل سے گزرا تو اسے وہ درد لاحق ہوا جس میں اس نے وفات پائی۔ جب اس کا درد شدید ہوا تو وہ ربیع سے کہنے لگا: میرے رب کے حرم نے میرے گناہوں سے بھاگتے ہوئے مجھے آلیا۔"

ربیع اونٹ پر اس کا عدیل تھا، المنصور نے اس کو ان باتوں کی وصیت کی جو وہ کہنی چاہتا تھا

پھر جب وہ بئر میمون پر پہنچا تو وہاں چھٹی ذی الحجہ کو سحر کے وقت وفات پائی۔ اس کی وفات کے وقت اس کے پاس اس کے خادموں اور اس کے مولی ربیع کے سوی کوئی نہ تھا۔ ربیع نے اس کی موت مخفی رکھی، اس پر رونے سے منع کیا۔ جب صبح ہوئی تو اس کے اہلبیت حاضر ہوئے جس طرح وہ حاضر ہوتے تھے۔ ربیع نے سب سے پہلے اس کے چچا عیسیٰ بن علی کو بلایا، وہ ایک ساعت ٹھیرا رہا۔ پھر اس کے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ کو بلایا حالانکہ اس سے پہلے وہ عیسیٰ بن علی پر مقدم کیا جاتا تھا۔ پھر خاندان کے دوسرے اکابر اور معززین بلائے گئے۔ پھر عام اہلبیت۔ پھر ربیع نے ان سے المہدی اور اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے لیے موسیٰ الہادی بن المہدی کے ہاتھ پر بیعت لی۔ جب بنی ہاشم بیعت سے فارغ ہوگئے تو قوادنے بیعت کی اور ان کے بعد عام لوگوں نے۔ عباس بن محمد اور محمد بن سلیمان مکہ گئے تاکہ لوگوں سے بیعت لیں، سب نے رکن ومقام کے درمیان بیعت کی۔ ادھر یہ لوگ المنصور کی تجہیز میں مشغول ہوئے اور عصر کے وقت اس سے فارغ ہوئے اور اسے کفن دیا گیا اور اس کا منہ اور اس کا جسم ڈھانک دیا گیا، اس کا سر احرام کی خاطر کھلا رکھا گیا۔ اس پر عیسیٰ بن موسیٰ نے اور بقول بعض ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس نے نماز جنازہ پڑھائی۔ وہ معلاۃ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ لوگوں سے چھپانے کے لیے اس کے واسطے سو قبریں کھودی گئیں، اور وہ ان کے سوی ایک قبر میں دفن کیا گیا۔ اس کی قبر میں عیسیٰ بن علی اور عیسیٰ بن محمد اور عباس بن محمد اور اس کے دونوں غلام آزاد ربیع وریان اور یقطین اترے۔ اس کی عمر ۶۳ برس اور بقول بعض ۶۴ برس اور بقول بعض ۶۸ برس کی تھی۔ اس کی مدۃ خلافت چھ میں دن اور بقول بعض تین دن اور بقول بعض چھ دن اور بقول بعض دو دن کم بائیس برس تھی۔ اس کی موت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب وہ مکہ کے رستے میں آخری منزل پر اترا تو اس نے مکان کے صدر میں دیکھا کہ اس میں یہ لکھا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؕ

ابا جعفر حانت وفاتک وانقضت ... سنوک وامر اللہ لا بد واقع

ابا جعفر ھل کاھن ام منجم ... لک الیوم من حر المنیۃ مانع

اے ابوجعفر! تیری وفات کا وقت آگیا اور تیرے ایام حیات گزر چکے اللہ کا حکم

لابد ہونے والا ہے۔ اے ابو جعفر! کیا کوئی کاہن یا منجم ایسا ہے جو آج تجھ سے موت کو روک دینے والا ہو۔

المنصور نے منازل کے متولی کو بلایا اور کہا: کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ ان منازل میں کوئی داخل نہ ہونے پائے۔ اس نے کہا: خدا کی قسم! جب سے یہ منازل خالی کرائی گئی ہیں ان میں کوئی شخص داخل نہیں ہوا۔ المنصور نے کہا: مکان کے صدر میں جو کچھ لکھا ہے، پڑھ۔" اس نے کہا: مجھے تو کچھ نظر نہیں آتا۔ پھر اس نے دوسرے شخص کو بلایا، اسے بھی کچھ نظر نہ آیا۔ المنصور نے دونوں بیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس نے اپنے حاجب سے کہا: کوئی آیت پڑھ۔ اس نے یہ آیت پڑھی:۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون المنصور نے اس کو پٹوایا اور اس منزل سے بدشگونی کا خیال کر کے فوراً روانہ ہو گیا۔ لیکن اپنی سواری پر سے گرا اور اس کی پیٹھ میں ضرب آئی اور مر گیا۔ بیئر میمون میں اسے دفن کیا گیا۔ لیکن صحیح وہ ہے جو پہلے بیان ہوا۔

المنصور کا حلیہ اور اس کی اولاد

المنصور گندم گوں، دبلا پتلا تھا۔ اس کے رخسار کم گوشت تھے۔ ارض الشراۃ میں بمقام حمیمہ پیدا ہوا۔ اس کی اولاد یہ ہے: محمد المہدی، جعفر اکبر ان دونوں کی ماں اروی بنت منصور یزید بن منصور الحمیری کی بہن تھی جو ام موسیٰ کنیت کرتی تھی۔ جعفر المنصور سے پہلے مر گیا۔ ان میں سلیمان اور عیسیٰ اور یعقوب تھے جن کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد میں سے تھی۔ اور جعفر الاصغر جس کی ماں ایک کردی ام ولد تھی۔ اسی باعث اس کو ابن الکردیہ کہا جاتا تھا۔ اور صالح المسکین جس کی ماں ایک رومی ام ولد تھی۔ اور قاسم جو دس برس کی عمر میں المنصور سے پہلے مر گیا۔ اس کی ماں ام ولد تھی اور وہ ام قاسم کہلاتی تھی۔ باب الشام پر اس کا ایک باغ تھا جو بستان ام قاسم کے نام سے معروف تھا۔ اور عالیہ جس کی ماں بنی امیہ میں سے تھی۔

المنصور کی سیرۃ کا کچھ حال

سلام الابرش کہتا ہے : میں المنصور کے گھر میں اس کا خدمتگار تھا۔ وہ جب تک لوگوں میں نہ نکلتا اس وقت بہترین اخلاق کا انسان تھا۔ بچوں کی شرارت بہت برداشت کرتا تھا۔ لیکن جب وہ اپنے باہر نکلنے کے کپڑے پہن لیتا تو اس کا رنگ بدل جاتا اس کی آنکھیں سُرخ ہو جاتیں اور اس سے وہ باتیں صادر ہوتیں جو ہوتی تھیں۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا : لڑکے ! جب تو مجھے دیکھے کہ میں نے اپنے کپڑے پہن لیے ہیں یا میں اپنی مجلس سے واپس آیا ہوں تو تم میں سے کوئی میرے قریب نہ آئے، اس خوف سے کہ کہیں میں اس کو نقصان نہ پہنچا دوں۔ سلام کہتا ہے : المنصور کے گھر میں کبھی کوئی لہو یا کوئی شے جو لہو و لعب اور کھیل کود سے اشبہ ہو نہیں دیکھی گئی ؛ الّا ایک دفعہ کے۔ اس نے اپنے لڑکوں میں سے ایک کو دیکھا کہ وہ ایک اونٹ پر سوار ہے، وہ بچہ سا تھا اور ایک اعرابی غلام کی ہیئت میں کمان شانے پر رکھے ہوئے تھا۔ دو خرجیاں اس کے دونوں جانب تھیں جن میں مُقْل اور مسواکیں اور ایسی چیزیں تھیں جو اعراب ہدیۃً دیا کرتے ہیں۔ لوگ یہ دیکھ کر متعجب ہوئے، اسے نہ پہچان سکے۔ پھر وہ المہدی کے پاس الرصافہ گیا اور اس کو وہ چیزیں ہدیہ کیں، اس نے قبول کرلیں اور دونوں خرجیاں دراہم سے بھر دیں۔ پھر وہ اپنی خرجیوں کے درمیان واپس آگیا۔ معلوم ہوا کہ یہ شاہانہ مذاق تھا۔

حماد الترکی نے کہا : میں المنصور کے سر پر کھڑا تھا، اتنے میں اس نے کچھ غل کی آوازیں سنیں، کہا : دیکھو یہ کیا ہے۔ میں گیا اور میں نے دیکھا کہ اس کا ایک خادم ہے جس کے گرد لونڈیاں جمع ہیں اور وہ ان کے لیے طنبورہ بجا رہا ہے اور وہ ہنس رہی ہیں۔ میں نے واپس آکر اسے خبر دی۔ اس نے پوچھا : طنبور کیا چیز ہے ؟ میں نے اس کی صفت بیان کی۔ اس نے کہا : تو کیونکر جانتا ہے کہ طنبور کیا ہے۔ میں نے کہا : میں نے اسے خراسان میں دیکھا ہے۔ وہ اٹھا اور ان کی طرف گیا۔ ان لونڈیوں نے جب اسے دیکھا تو متفرق ہو گئیں۔ پھر المنصور نے حکم دیا اور

اس خادم کا سر طنبور سے مارا گیا حتیٰ کہ طنبور ٹوٹ گیا۔ اس نے خادم کو نکال دیا اور فروخت کر دیا۔

کہا: المنصور کو جب معلوم ہوا کہ الیمن میں اختلاف برپا ہے تو اس نے معن بن زائدہ کو وہاں کا والی مقرر کیا۔ وہ الیمن گیا اور اس نے وہاں کی اصلاح کی اُس کی سخاوت کی شہرت کے باعث لوگوں نے اقطار ارض سے اس کا رخ کیا اور اس نے لوگوں میں اموال تقسیم کئے۔ اس پر المنصور اس سے ناراض ہو گیا۔ معن بن زائدہ نے (یہ حال معلوم کر کے) اس کے پاس اپنی قوم کا ایک وفد بھیجا جس میں مجاعہ بن ازہر بھی تھا۔ ان لوگوں کو المنصور کی طرف بھیجا تاکہ یہ اس کا غیظ و غضب زائل کریں۔ جب یہ وفد المنصور کے پاس داخل ہوا تو مجاعہ نے اللہ کی حمد و ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے ابتدا کی۔ اور اس میں بہت اطناب کیا، حتیٰ کہ لوگ تعجب کرنے لگے۔ پھر اس نے المنصور کا ذکر کیا؛ اور وہ باتیں بیان کیں جن سے اللہ نے اس کو شرف عطا کیا ہے۔ اس کے بعد اپنے صاحب کا ذکر کیا۔ جب اس کا کلام ختم ہوا تو المنصور نے کہا: تو نے اللہ کی حمد کا جو ذکر کیا ہے تو اللہ اس سے جلیل تر ہے کہ صفات اس کو پہنچ سکیں۔ اور تو نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا ہے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے زیادہ فضیلت عطا فرمائی ہے جو تو نے بیان کی ہے۔ اور تو نے جو امیر المومنین کی توصیف کی ہے اللہ نے ان کو انھی باتوں سے فضیلت عطا کی ہے اور وہی اس کو اپنی طاعت پر مدد دینے والا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ رہا وہ جو تو نے اپنے صاحب کی نسبت کہا ہے تو تم نے جھوٹ کہا اور مبالغہ کیا۔ نکل جا کہ تو نے جو کچھ کہا وہ قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جب وہ آخری دروازہ تک پہنچے تو المنصور نے اس کو اس کے ساتھیوں سمیت واپس لانے کا حکم دیا اور اس سے کہا: تو نے کیا کہا؟ اس نے پھر اعادہ کیا اور پھر نکالا گیا۔ پھر اس نے ان کو ٹھیرانے کا حکم دیا اور وہ ان لوگوں کی طرف ملتفت ہوا جو مضر میں سے وہاں حاضر تھے۔ اور ان سے کہا: کیا تم اپنے درمیان ایسے آدمی سے واقف ہو جیسا یہ ہے؟ واللہ اس نے ایسا کلام کیا کہ میں اس سے حسد کرنے لگا۔ مجھے پوری طرح اس کی بات رد کر دینے سے جس چیز نے روک دیا وہ صرف یہ تھی کہ کہیں یہ نہ کہا جائے کہ میں نے اس سے حسد کیا۔ کیونکہ وہ ربیعہ میں سے ہے۔ میں نے کوئی شخص اس سے زیادہ مربوط فکر اور

واضح بیان والا نہیں دیکھا" اے غلام اس کو واپس لا" جب وہ اس کے سامنے واپس آیا تو المنصور نے اس سے کہا: اپنی حاجت بیان کر۔ اس نے کہا: اے امیر المومنین! معن بن زائدہ آپ کا غلام آپ کی تلوار اور آپ کا تیر ہے۔ آپنے اسے اپنے دشمن پر پھینکا اس نے مارا اور چبھویا اور چھیدا حتیٰ کہ الیمن میں جو اندوہ گیں تھا وہ خوشگوار ہو گیا جو دشوار تھا وہ نرم ہو گیا اور جو ٹیڑھا تھا وہ سیدھا ہو گیا۔ اور لوگ امیر المومنین اطال اللہ بقاہ کے فرماں بردار خادم ہو گئے۔ اگر امیر المومنین کے نفس میں کسی بدگو اور چغل خور کی باتوں سے کچھ بُرا خیال جم گیا ہو تو امیر المومنین اپنے غلام اور ایسے شخص پر جس نے اپنی عمر ان کی طاعت میں بسر کردی ہے فضل کرنے کے لیے زیادہ اولیٰ ہیں" المنصور نے اس کا عذر قبول کر لیا اور ان لوگوں کو معن کے پاس واپس بھیجنے کا حکم دیا۔ جب معن نے رضا کا فرمان پڑھا تو اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اس کے ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور ان کو ان کے مراتب کے مطابق عطیے دیئے اور انھیں المنصور کے پاس بھیجنے کا حکم دیا۔ مجاعہ نے کہا: ؎

آلیت فی مجلس من وائل قسما	ان لا ابیعک یا معن باطماع
یا معن انک قد اولیتنی نعما	عمت لجیما وخصت آل مجاع
فلا ازال الیک الدھر منقطعا	حتی یشید بھلکی ھتف الناعی

میں وائل کی مجلس میں یہ قسم کھا چکا ہوں کہ اے معن! میں تجھے کسی طمع کے عوض فروخت نہیں کروں گا۔ اے معن! تو نے مجھ پر ایسی نعمتیں احسان کی ہیں جو ہر صاحب جسم کے لیے عام اور آل مجاع کے لیے خاص ہیں۔ میں ہمیشہ صرف تیرا ہی ہو کر رہوں گا حتیٰ کہ زمانہ کا ہاتف میری موت کی خبر کا اعلان کر دے۔

مجاعہ پر معن کے احسان یہ تھے کہ اس نے مجاعہ کی تین حاجتیں پوری کی تھیں: ان میں سے ایک یہ تھی کہ وہ معن کے خاندان میں سے زہرا نام ایک لڑکی پر عاشق تھا۔ مجاعہ نے اس کو طلب کیا مگر اس کے فقر کے سبب اس کی درخواست قبول نہ کی گئی۔ پھر اس نے معن سے اس کو مانگا، معن نے اس کے باپ کو بلایا، اور اس نے دس ہزار درہم پر اسے مجاعہ سے بیاہ دیا۔ معن نے اس کا مہر خود اپنے پاس سے دیا۔ دوسرا احسان یہ تھا کہ اس نے معن سے ایک باغ اس کے چشمہ سمیت مانگا، اور معن نے وہ اس کو خرید دیا۔

تیسرا احسان یہ تھا کہ اس نے معن سے کچھ مانگا، اس نے تیس ہزار درہم اس کو عطا کیے۔ اس طرح اس نے مجاعہ کو کل ایک لاکھ درہم عطا کیے۔

کہا جاتا ہے کہ المنصور کہا کرتا تھا کہ میرے دروازہ پر چار آدمیوں کا ہونا ازبس لابد ہے جن سے زیادہ عفیف تر میرے دروازہ پر کوئی اور نہ ہونا چاہیئے۔ وہ ارکان دولت ہیں جن کے بغیر حکومت درست نہیں ہو سکتی۔ ان میں سے ایک قاضی ہے جو اس کے کام میں لومتہ لائم کی پروانہ کرتا ہو۔ دوسرا صاحب الشرط ہے جو قوی سے ضعیف کا انصاف لے۔ تیسرا صاحب خراج ہے جو پورا پورا خراج وصول کرے اور رعیت پر ظلم نہ کرے۔ پھر اس نے اپنی انگلی تین مرتبہ دانتوں میں دبائی اور ہر مرتبہ آہ آہ کہا۔ پوچھا گیا وہ کون ہے؟ اے امیرالمومنینؑ! تو کہا: صاحب برید جو سب کی خبریں صحت کے ساتھ لکھے۔

کہا جاتا ہے: المنصور نے ایک عامل کو بلایا جس نے خراج کی تحصیل میں کمی کی تھی۔ اور اس سے کہا: تجھ پر جو واجب ہے وہ ادا کر دے۔ اس نے کہا: واللہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ اتنے میں موذن نے اذان دی: اشہدان لاالٰہ الا اللہ۔ اس پر اس عامل نے کہا: اے امیرالمومنین! مجھ پر جو کچھ ہے اسے خدا کے لیے اور اس شہادۃ کی بنا پر کہ اللہ کے سوی کوئی نہیں ہے معاف کر دیجئے۔ المنصور نے اسے چھوڑ دیا۔

کہا جاتا ہے: ایک عامل اس کے پاس لایا گیا اور اس نے اس کو محبوس کر دیا اور اس سے مطالبہ کیا۔ عامل نے کہا: اے امیرالمومنین! میں آپ کا غلام ہوں۔ المنصور نے کہا: تو بہت بُرا غلام ہے۔ اس نے کہا! مگر آپ تو بہترین آقا ہیں۔ المنصور نے کہا: لیکن تیرے لیے نہیں۔

کہا جاتا ہے اس کے پاس ایک خارجی لایا گیا جو اس کے بہت لشکروں کو شکست دے چکا تھا۔ المنصور نے ارادہ کیا کہ اس کی گردن مار دے۔ پھر اس کو ذلیل کرنا چاہا۔ اور اس سے کہا: اے فاعلہ کے بچے! تجھ سا آدمی فوجوں کو شکست دیتا ہے؟ اس نے کہا: افسوس تجھ پر، اے بدکار! کل میرے اور تیرے درمیان تلوار تھی اور آج قذف اور گالی گلوچ ہے۔ کس چیز نے تجھے اس سے بے خوف کر دیا کہ

میں تجھے برابر کا جواب دوں۔ حالانکہ میں زندگی سے ہاتھ دھوچکا ہوں۔ اور سمجھتا ہوں کہ تو اس کو کبھی نہ چھوڑے گا" اس پر المنصور اس سے شرمندہ ہوگیا اور اس نے اس کو رہا کر دیا۔

کہا جاتا ہے المنصور کا شغل دن کے ابتدائی حصہ میں امرونہی، ولاۃ کے عزل ونصب اور ثغور واطراف کی نگہبانی، رستوں کے امن کا انتظام خراج ونفقات اور رعیت کی معاش کی مصالح میں نظر، ان کے سکون اور ان کے معاملات کی درستی کی تدابیر میں صرف ہوتا تھا۔ نماز عصر کے بعد وہ اپنے اہل بیت کے ساتھ بیٹھتا اور عشاء آخر پڑھنے کے بعد ثغور واطراف اور آفاق سے آنے والے خطوط دیکھتا اور اپنے رازداروں سے مشاورت کرتا۔ جب رات کا ایک ثلث گزر جاتا تو اپنے بستر پر جانے کے لیے اٹھتا اور اس کے رات کے جلیس واپس چلے جاتے۔ جب رات کا دوسرا ثلث گزر جاتا تو وہ اٹھ کر وضو کرتا اور طلوع فجر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ پھر وہ نکلتا اور لوگوں کو نماز پڑھاتا۔ پھر اپنے ایوان میں اجلاس کرتا تھا۔

کہا جاتا ہے، اس نے المہدی سے کہا: کسی معاملہ میں اس وقت تک فیصلہ نہ کرو جب تک اس میں پوری طرح غور وفکر نہ کرلو۔ کیونکہ عاقل کی فکر اس کا آئینہ ہے جو اسے اچھا اور برا دکھا دیتا ہے۔ بیٹا! حکومت درست نہیں ہوتی مگر تقویٰ سے، اور رعیت درست نہیں ہوتی مگر طاعت سے اور بلاد کی آبادانی میں عدل کی مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ عفو پر سب سے زیادہ قدرت رکھنے والا وہ ہے جو عقوبت پر سب میں زیادہ قدرۃ رکھنے والا ہے۔ عاجز ترین شخص وہ ہے جو اپنے سے فروتر پر ظلم کرے۔ اپنے ساتھی کے علم وعمل کا امتحان اس کے اختیار وانتخاب سے کر۔ اے ابو عبداللہ! تو کبھی مجلس میں نہ بیٹھ جب تک تجھے یہ علم نہ ہو کہ تجھ سے کون بات کر رہا ہے۔ جو شخص چاہتا ہو کہ اس کی تعریف کی جائے اس کو اپنی سیرۃ اچھی رکھنی چاہیئے۔ اور جو اپنی تعریف کی جانی پسند نہ کرتا ہو وہ اپنی سیرۃ بری رکھے۔ جو حمد ناپسند کرتا ہے وہ مذموم افعال کرتا ہے اور جو مذموم افعال کرتا ہے وہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ اے ابو عبداللہ! عاقل وہ نہیں ہے جو کسی کام کے لیے اس وقت تدبیر کرتا ہے جب وہ اس کے سر پر آجائے۔ بلکہ عاقل وہ ہے جو کام کے لیے پیشگی تدبیر کرے۔ تاکہ اس میں وہ مبتلا ہی نہ ہو۔

ایک دن اس نے المہدی سے پوچھا: تیرے پاس کتنے پرچم ہیں؟ اس نے کہا: خبر نہیں! اس پر المنصور نے کہا: اناللہ، تو خلافت کا کام بہت ضائع کرنے والا ہے۔ لیکن میں نے تیرے لیے اتنا جمع کر دیا ہے جو تیرے ضائع کرنے کے باوجود تجھے نقصان نہ پہنچنے دیگا۔ اللہ نے تجھے جو کچھ عطا کیا ہے تو اس میں اس سے ڈرتا رہ۔

کہا جاتا ہے: اسحق بن عیسیٰ کا قول ہے کہ بنی العباس میں کوئی شخص کلام میں فی البدیہ اپنا مدعا پوری طرح ادا کرنے پر ایسا قادر نہیں تھا جیسا المنصور اور اس کا بھائی عباس بن محمد اور ان دونوں کا چچا داؤد بن علی قادر تھا۔ ایک دن المنصور نے خطبہ دیا، اور کہا: الحمد للہ، میں اس کی حمد کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں اور اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں، اور شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوی کوئی خدا نہیں ہے۔ وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔" اتنے میں ایک شخص بیچ میں بول اٹھا۔ المنصور نے کہا: اے شخص! میں تجھے اس ہستی کو یاد دلاتا ہوں جس کا ذکر میں نے کیا ہے۔" اور خطبہ منقطع کر دیا پھر بولا: سنو سنو اس شخص کی بات جو اللہ کی طرف سے مدافعت کرتا ہے۔ اور میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں اگر میں دشمنی کرنے والا جبار ہوں۔ یا عزت کا پاس مجھے گناہ پر آمادہ کر دے۔ اگر میں ایسا کروں تو میں گمراہ ہونگا۔ اور ہرگز راست رو لوگوں میں سے نہ ہونگا۔ اور تو اے قائل: واللہ تو نے اپنے اس قول سے اللہ کا ارادہ نہیں کیا ہے۔ بلکہ تو نے یہ چاہا کہ لوگ کہیں کہ یہ شخص اٹھا اور بولا اور اسے سزا دی گئی۔ اور اس نے صبر کیا اور اس کو برداشت کر گیا۔ افسوس تجھ پر، میں نے قصد کر لیا تھا مگر تو غنیمت سمجھ کہ میں نے معاف کر دیا۔ تو خبردار رہو اور تم خبردار ہو اے معاشر مسلمین کہ حکمت ہم پر اتری اور ہمارے پاس سے پھیلائی گئی۔ تم بات اس کے اہل کی طرف پھیر دیا کرو۔ اس کے موارد پر اسے وارد کرو اور اس کے مصادر سے اسے صادر کرو۔ پھر وہ اپنے خطبہ کی طرف اس طرح پلٹا گویا وہ اس کو پڑھ رہا ہے اور کہا: واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ

عبداللہ بن صاعد نے بیان کیا کہ المنصور نے بناء بغداد کے بعد مکہ میں خطبہ دیا، جو کچھ اس نے کہا: اس میں یہ بھی تھا:۔ ولقد کتبنا فی الزبور

من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون[1]" یہ امر مبرم، قول عدل اور قضاء فصل ہے۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے اپنی حجت کامیاب کی، اور ہلاکت ہے اس ظالم قوم کے لیے جس نے کعبہ کو غرض اور فئے کو ورثہ اور قرآن کو فرقہ بندی کا ذریعہ بنالیا۔ ان کو اسی چیز نے گھیر لیا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔ کتنے ہی معطل کنویں اور مستحکم قصر ہیں جن کو اللہ نے بیکار کر دیا جبکہ انھوں نے سنتیں بدل دیں اور عبرت سے بے پروائی کی اور عناد کیا اور زیادتیاں کیں اور تکبر کیا۔ اور ہر عنادی جبار نامراد ہوا ہے۔ فھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا[2]"

کہا: کسی نے اس کو اس کے کسی عامل کی شکایت لکھی۔ المنصور نے اس رقعہ میں عامل کے لیے یہ توقیع کی کہ اگر تو نے عدل کو ترجیح دی تو سلامتی تیرے ساتھ رہیگی۔ اور اگر جور اختیار کیا تو ندامت تجھ سے قریب تر ہوگی۔ تو اس فریادی کے ساتھ انصاف کر۔

کہا جاتا ہے: اس کو صاحب ارمینیہ نے لکھا کہ فوج نے اس کے خلاف شورش برپا کی اور بیت المال میں جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔" المنصور نے اس کے رقعہ میں توقیع کی کہ تو ہمارے عمل سے مذموم و مردود کی طرح الگ ہو جا، کیونکہ اگر تو عقل رکھتا تو وہ کبھی شورش نہ کرتے۔ اور اگر تو ان کے لیے قوی ہوتا تو وہ کبھی نہ لوٹ سکتے۔

یہ، اور جو کچھ اس سے قبل اس کے کلام اور وصایا میں سے بیان ہو چکا ہے وہ اس کی فصاحت و بلاغت پر دلالت کرتا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس کے خطوط وغیرہ درج کیے جا چکے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ وہ اپنے زمانہ کا یکتا اور یگانہ شخص تھا۔ مگر ذرا بخل کرتا تھا۔ اس باب میں اس کے متعلق جو کچھ نقل کیا گیا ہے اس میں سے ایک یہ ہے کہ الوضین بن عطاء نے بیان کیا کہ المنصور نے مجھے ملنے کے لیے بلایا، میرے اور اس کے درمیان خلافت سے پہلے کی دوستی تھی۔

---

[1] قرآن ۲۱ : ۱۰۵

[2] قرآن ۱۹ : ۹۸

ہم ایک دن ملے۔ اس نے کہا: اے ابو عبداللہ! تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے کہا: وہی حال ہے جو تم جانتے ہو۔ اس نے پوچھا: تمہارے اہل وعیال کتنے ہیں؟ میں نے کہا: تین لڑکیاں، ایک بیوی، اور ایک ان کا خادم۔ اس نے کہا: تمہارے گھر میں چار آدمی ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ پھر وہ اس کو دہراتا رہا حتیٰ کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میری اعانت کرنے والا ہے۔ پھر اس نے کہا: تم تو عرب کے بڑے خوشحال لوگوں میں سے ہو، تمہارے گھر میں چار چرخے چلتے ہیں۔

کہا جاتا ہے ایک غلام نے ابو العطاء خراسانی کے متعلق شکایت کی کہ اس کے پاس دس ہزار درہم ہیں۔ المنصور نے وہ دراہم اس سے لے لیے۔ اور اس سے کہا: یہ تو میرا مال ہے۔ اس نے کہا: یہ مال تیرا کہاں سے ہو گیا؟ حالانکہ واللہ نہ تو نے مجھے کبھی کسی عمل پر مقرر کیا اور نہ میرے اور تیرے درمیان رحم یا قرابت کا تعلق ہے۔ اس نے کہا: ہاں، مگر تو نے عیینہ بن موسیٰ کی ایک عورت سے شادی کی، اور اس سے تجھے یہ مال ملا، عیینہ وہ شخص تھا جس نے سِندھ میں بغاوت کی تھی اور میرا مال لے لیا تھا۔ یہ مال اسی میں سے ہے۔

جعفر صادقؑ سے کہا گیا کہ المنصور ہروی جبّہ پہنتا ہے اور اپنے قمیص میں پیوند لگاتا ہے۔ جعفر صادقؑ نے کہا: حمد ہے خدا کی جس نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور اسے اس کی بادشاہی میں بھی فقر نفس میں مبتلا کر دیا۔

کہا جاتا ہے: المنصور جب کسی عامل کو معزول کرتا تھا تو اس کا مال لے لیتا تھا اور وہ مال ایک الگ بیت المال میں رکھتا تھا جس کا نام اس نے بیت المال المظالم رکھا تھا۔ اور اس مال پر اس شخص کے نام کی چٹ لگا دیتا تھا جس سے وہ مال لیا جاتا تھا۔

اس نے المہدی سے کہا: میں نے تیرے لیے ایک چیز مہیّا کر رکھی ہے۔ جب میں مر جاؤں تو ان لوگوں کو بلا کر جن کے مال میں نے لیے ہیں، اور یہ اموال ان کو واپس کر دیجیو کیوں کہ اس طرح تو ان کے نزدیک اور عام لوگوں کے نزدیک محمود ہو جائے گا۔ المہدی نے یہی کیا اور اس کے متعلق اس کی ضد بہت سی باتیں ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ بن نہیک کے آزاد کردہ غلام زید نے بیان کیا کہ میرے آقا کے مرنے کے بعد المنصور نے مجھے بلایا اور مجھ سے پوچھا کہ اس نے کتنی لڑکیاں چھوڑی ہیں؟ میں نے کہا: چھ۔ وہ کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا۔ پھر سر اٹھایا اور کہا: کل مہدی کے پاس جانا۔ دوسرے دن صبح میں المہدی کے پاس گیا اور اس نے مجھے ایک لاکھ اسّی ہزار دینار عطا کئے، یعنی ان میں ہر ایک کے لئے تیس ہزار دینار۔ پھر المنصور نے مجھے بلایا اور کہا: مجھے ان کے اکفاء کے نام بتا کہ میں ان کی شادیاں کردوں۔ میں نے ان کے نام بتائے اور اس نے ان کی شادیاں کردیں۔ اور حکم دیا کہ ان کے جہیز اس کے اپنے مال میں سے دئے جائیں: ہر ایک کے لیے تیس ہزار درہم، اور مجھے حکم دیا کہ میں ان کے مال میں سے ان کے لئے جائدادیں خریدوں تاکہ وہ ان کے لیے معاش ہوں۔

کہا جاتا ہے: المنصور نے اپنے اہل خاندان کی ایک جماعت پر ایک دن میں ایک کروڑ درہم تقسیم کئے۔ اور اپنے چچاؤں کی ایک جماعت کے لیے جن میں سلیمان اور عیسیٰ اور صالح اور اسمٰعیل تھے، فی کس دس دس لاکھ کا حکم دیا۔ وہ پہلا شخص ہے جو عطاء صلاۃ میں اس حد کو پہنچا،

اس باب میں بھی اس کے بہت سے واقعات ہیں، رہے اس کے سوا اس کے دوسرے واقعات تو یزید بن عمر بن ہبیرہ نے کہا: میں نے جنگ میں کوئی شخص نہیں دیکھا اور نہ صلح میں کوئی شخص ایسا سنا جو المنصور سے زیادہ فطین، صاحب تدبیر اور اس سے زیادہ شدید التیقظ ہو۔ وہ نو مہینہ تک میرا محاصرہ کئے رہا، میرے ساتھ عرب کے نامور شہسوار تھے، ہم نے کوشش کی پوری کوشش کہ اس کی فوج پر کامیابی حاصل کریں۔ مگر موقع نہ مل سکا۔ اس نے جب میرا محاصرہ کیا تو میرے سر میں ایک بھی سفید بال نہ تھا۔ اور جب میں اس کے پاس سے نکلا تو میرے سر میں ایک بھی سیاہ بال نہ تھا۔ کہا جاتا ہے ابن ہبیرہ نے المنصور کو جبکہ وہ اس کا محاصرہ کئے ہوا تھا، مبارزۃ کی دعوۃ بھیجی۔ جواب میں المنصور نے اس کو لکھا کہ تو اپنی حد سے تجاوز کرنے والا ہے اور اپنی گمراہی کی لگام تھامے چلا جا رہا۔ اللہ تجھ سے اس چیز کا وعدہ کرتا ہے جس کو وہ سچ کر دکھانے والا ہے۔ اور

شیطان تجھے اس چیز کا یقین دلا رہا ہے جس کو وہ جھوٹا ثابت کرنے والا ہے۔ اور وہ تجھ سے اس چیز کو قریب کر رہا ہے جس کو اللہ دور کرنے والا ہے۔ ٹھہر جا، حتیٰ کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کی مدت پوری ہو۔ میں اپنی اور تیری مثال دیتا ہوں۔ میں نے سنا ہے ایک شیر ایک سور سے ملا، سور نے کہا: مجھ سے لڑ۔ شیر نے کہا: تو سور ہے اور میرے برابر کا نہیں ہے اور نہ میرا ہمسر ہے۔ اگر میں تجھ سے لڑا اور میں نے تجھے مار ڈالا تو کہا جائیگا کہ میں نے سور کو مارا ہے۔ اور اس سے میں اپنے لیے فخر اور ناموری کی بات نہیں سمجھتا۔ اور اگر مجھے تجھ سے کوئی ضرر پہنچا تو یہ میرے اوپر ایک دھبا ہوگا۔" سور نے کہا: اگر تو مجھ سے نہیں لڑے گا تو میں تمام درندوں کو خبر کر دوں گا کہ تو مجھ سے کنّی کاٹ گیا۔ شیر نے جواب دیا: تیرے جھوٹ کا مار برداشت کر لینا میرے لیے آسان ہے، بہ نسبت اس کے کہ میں اپنی شراب تیرے خون سے آلودہ کروں۔

کہا جاتا ہے: المنصور پہلا شخص ہے جس نے خیش (دری) بنوائی۔ اکاسرہ روزانہ اس کمرے کو لپواتے تھے جس میں وہ گرمی بسر کرتے تھے، اور یہی بنی امیہ کا طریقہ تھا۔

کہا جاتا ہے: بنی امیہ میں سے ایک شخص لایا گیا، المنصور نے اس سے کہا: میں تجھ سے چند باتیں پوچھتا ہوں، تو سچ سچ بتا دے، تجھے امان ہے۔ اس نے کہا: اچھا۔ اس نے کہا: مجھے بتا کہ بنی امیہ پر کس چیز کے باعث تباہی آئی؟ اسنے کہا: خبریں ضائع کرنے سے (یا خبر رسانی کی طرف سے بے پروائی برتنے سے) کہا: انھوں نے کس قسم کے اموال نافع تر پائے؟ کہا: جواہر۔ پوچھا: اور انھوں نے کس کے پاس وفاداری پائی؟ کہا: اپنے موالی کے پاس۔ المنصور نے ارادہ کر لیا کہ خبریں حاصل کرنے میں اپنے اہل بیت سے مدد لے۔ مگر اس اموی نے کہا: نہیں، اُن سے جو ان سے فرو تر ہوں۔" چنانچہ اس نے اپنے موالی سے کام لیا۔

تمّت
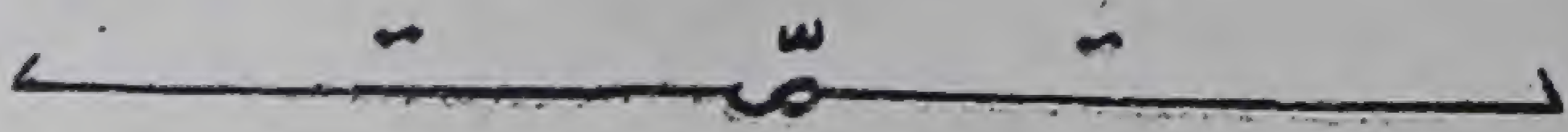
صحت نامہ

تاریخ الکامل (حصۂ اوّل)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۷	۱۷	تمھارے تے اور صدقات	تمھارے نے اور صدقات
۱۸	۲۱	فصل	فصیل
۲۵	۱۲	لی	کی
۲۹	۱۴	مدینۃ الہاشمیہ	مدینۃ الہاشمیہ
۳۵	۲	الہشیم	الہثیم
۳۹	۶	قیصہ	قبیضہ
۴۶	۱۴	کرو کے	کر کے
۷۳	۲۰	عبداللہ بن معید	عبداللہ بن معبد
۹۶	۱۰	الاصبیہبذ	الاصبہبذ
״	۱۵	״	״
״	۱۸	״	״
״	۲۳	״	״
״	۲۴	״	״
۱۰۳	۱۹	ٹھوکہ	ٹھوکر
۱۲۹	۱۶	سوئی	سوا
۱۳۲	۶	کی انتقام	کے انتقام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴
۱۳۳	۳	ازبیر	الزبیر
۱۳۸	۲۲	محمد بن عجلان	محمد بن عجلان
״	״	بہ قید	یہ قید
۱۴۰	۱۸	کھے گئے	کہے گئے
۱۴۱	۶	نوامح	نوائح
۱۴۳	۲۴	مضبیت	مصیبت
۱۵۳	۱۲	ہوتا	سوتا
״	۱۶	نیت عبداللہ	بنت عبداللہ
۱۵۵	۱۰	اس اور قسم	اس قسم
۱۶۱	۱	داروازے	دروازے
۱۶۲	۴	ساتھ ہزار	سات ہزار
۱۶۶	۸	کھوٹنے	گھونٹے
۱۶۹	۲۳	لوگوں	لوگوں کے
۱۷۵	۱۹	جمیعیں	جمعیتیں
״	۲۱	ولات	ولادت
۱۷۷	۳	حنگ	جنگ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۱۸۰	۱	عبدالعزیر	عبدالعزیز	۱۹۳	۹	بہاں	یہاں
۱۸۹	۳	ابہی	الہٰی	۲۰۰	۲	سونی	سوا
۱۹۰	۸	مدینہ سیارکہ	مدینۂ مبارکہ	۲۰۵	۴	اکھٹی	اکٹھی